بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسرار القادری

تصنیف لطیف
سلطان العارفین حضرت سلطان باھو

مترجم
ڈاکٹر کے بی نسیم

حضرت سلطان باھو اکیڈمی

هُوْ

اللّٰهُ

مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب اوّل

اَللّٰہُ تَقَدَّسَ بِاَسۡمَآئِہٖ وَتَعَالٰی کِبۡرِیَآئِہٖ

خالقِ کلّ مخلوقات و رازقِ کلّ مرزوقات ۔ ہژدہ ہزار عالم جن وانس، وحوش وطیور۔

قَوۡلُہٗ تَعَالٰی :

وَاللّٰہُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ [1]

قَوۡلُہٗ تَعَالٰی :

وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُہَا [2]

و درود نامحدود بر سیّد السادات محمدؐ محمود سلطاناً نصیراً محموداً قاب قوسین اسرار المنتہٰی مقام اُو لَوۡلَاکَ لَمَا خَلَقۡتُ الۡاَفۡلَاکَ [3] نعت او فنا فی ذات ہر برکات او خاتم النبیین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ واہل بیتہٖ اجمعین۔

بعدہٗ می گوید مصنف تصنیف بندۂ درگاہ طالب بامطلوب مرید لایرید باھوؒ ولد بازیدؒ عُلام سروری قادری عرف اعوان ساکن قلعہ شور این کتاب را اسرار القادری نام نہاد، جامع الجمعیت را خطاب دادہ شد۔ چند کلمات از معرفت اِلَّا اللّٰہ ذات و مجلس مشرف حضوری سرور کائنات پیغام تمام والہام مالاکلام علم علوم رسم رسوم وعلم علوم مِنۡ لَّدُنِّیۡ حیّ قیّوم تا ہر طالب مولیٰ روشن معلوم نماید۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اَلۡعِلۡمُ عِلۡمَانِ عِلۡمُ الۡمُعَامَلَۃِ وَعِلۡمُ الۡمُکَاشَفَۃِ [4]

علم مثل محک است تحقیق کند وجود نیک و بد انسان را۔

[1] سورہ البقرہ ۲: ۲۱۲ ۔ [2] سورہ ہود ۱۱: ۶ [3] شرح تعرف، ج ۲، ص ۴۶ [4] الحدیث

باب اوّل

اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ رب العزت کے تمام نام پاک ہیں اور اس کی کبریائی بلند ہے۔ وہ تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے اور تمام مخلوق کو رزق دینے والا ہے۔ چنانچہ جن وانس، وحوش اور چرند وغیرہ اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے جیسا کہ خود فرمایا ہے:۔

"اور اللہ جلّ جلالہٗ جسے چاہتا ہے، بغیر حساب کے رزق دیتا ہے"۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"روئے زمین پر کوئی ایسا ذی روح نہیں، جس کے رزق کا ضامن اللہ تعالیٰ نہ ہو"۔

جناب رسالت پناہ شفیع المذنبین سید السادات حضرت محمد مصطفےٰؐ سلطان نصیر قاب قوسین اور اسرار منتہیٰ کے مالک "اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا، تو آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا" کا مقام رکھنے والے، فنا فی اللہ خاتم النبیین رسول رب العالمین کے لقب والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واہل بیتہٖ اجمعین پر بیشمار درود وسلام ہو۔

بعد ازاں مصنف تصنیف بندۂ درگاہ الٰہی طالب بامطلوب مرید جس کی اپنی کوئی خواہش نہ ہو باھوؒ ولد بازیدؒ جو سروری قادری غلام ہے، جس کا عرف اعوان جو قلعہ شورکوٹ کا رہنے والا ہے، کہتا ہے کہ اس کتاب کا نام "اسرار القادری" رکھا گیا ہے۔ اور اسے جامع الجمعیت کا خطاب دیا گیا ہے۔ اس میں معرفت ذات اِلَّا اللّٰہ اور مجلس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات کی حضوری کا شرف حاصل ہونے کے بارے میں چند کلمات بیان کیے ہیں۔ اس میں مکمل پیغام اور الہام مالاکلام، علم علوم، رسم رسوم اور علم علوم لدنی حیّ وقیوم کا تذکرہ ہے، تاکہ ہر طالب مولیٰ کو علم اور روشنی حاصل ہو جائے۔

ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

علم دو ہی قسم کے ہیں: (۱) یا علم معاملہ یا (۲) علم مکاشفہ۔

علم بمنزلہ کسوٹی کے ہے۔ جس سے انسان کے وجود میں نیک و بد کی پرکھ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ علیہ وآلہٖ وسلّم :۔

لَافَرْقَ بَیْنَ الْحَیْوَانِ وَالْاِنْسَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ[1]

علم ظاہر عبادت و عبادت با سعادت است۔ و علم باطن عین است بارادت۔ با جازت الہام کہ در الہام عارف باللہ را در معرفت می کشاید :

اَلْاِلْھَامُ اَلْقَاءُ الْخَیْرِ فِیْ قَلْبِ الْغَیْرِ بِلَا کَسَبٍ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ :

خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا کَدَرَ[2]

آن سالک سلک کدام است کہ بی ریاضت راز گنج بی رنج و محبت بی محنت و مشاہدہ بی مجاہدہ و طالب طلب بی طاعت۔ از سالہا سال ریاضت کامل برساند در یک ساعت کل و جز در یک نقطہ در آید و از یک نقطہ تماشای کونین می کشاید و می نماید۔

المطلب آنکہ بیک نظر عارف باللہ و بتصور اسم اللہ ذات و بہ تیغ کلمۂ طیبات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ۔ و بیک ختم قرآن تلاوت آیات از نجات نفس را می کُشت معائنہ ہر دو جہان می نماید بر ناخن پشت، آنرا چہ احتیاج است خواندن و نوشتن و قلم گرفتن بانگشت۔ این مشکل کشای یکبارگی رسیدن بمعرفت خدا این است مراتب باصفا حضوری صحیح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از حاضرات اسم اللہ ذات است۔ صاحب حاضرات ہر کرا نواز د در طرفۃ العین مرتبۂ طالب بمرتبۂ خود برابر سازد۔

ہفت قفل در وجود آدمی است، چنانچہ قفل لسان و قفل قلب و قفل روح و قفل سر، و قفل خفی، و قفل یخفی و قفل توفیق الٰہی کہ آنرا اسرار الانوار ہدایت گویند۔ ہمچنان ہفت قفل ہفت طبق زمین

[1] الحدیث - [2] الحدیث -

ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"انسان اور حیوان میں فرق صرف علم کی وجہ سے ہے"۔

ظاہری علم عبادت ہے اور عبادت سے سعادت حاصل ہوتی ہے۔ اور باطن کا علم عین با ارادت ہے۔ اس میں الہام کی اجازت ملتی ہے اور الہام میں عارف باللہ پر معرفت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ الہام القائے خیر کو کہتے ہیں، جو کسی کے دل میں بغیر کسب و محنت کے بندے کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :۔

"جو پاک و صاف ہے، اسے لے لو اور جو میلا ہے، اسے چھوڑ دو"۔

وہ سلک سلوک کونسا ہے، جس سے بے ریاضت آدمی کو بغیر رنج و محنت کے راز کا خزانہ، بے محنت کے محبت، اور بغیر مجاہدہ کیے مشاہدہ اور بغیر طلب کیے طاعت کے بغیر مطلوب نصیب ہوتا ہے۔ کامل مرشد سالہا سال کی ریاضت کے بغیر ایک ہی ساعت میں تمام کل و جز ایک نقطہ کے اندر دکھا سکتا ہے اور اسی ایک نقطہ سے دونوں جہان کا تماشا کھول کر دکھا دیتا ہے۔

مطلب یہ کہ عارف باللہ کی ایک نگاہ اسم اللہ ذات کے تصور اور کلمۂ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کی تلوار اور ایک ختم قرآن اور تلاوت آیات سے نفس کو نجات مل جاتی ہے۔ اس سے نفس امارہ مر جاتا ہے۔ جو شخص پشت ناخن پر دونوں جہان کا تماشا دکھا سکتا ہے، اس کو لکھنے پڑھنے اور انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ ایسی مشکل کشا ہے کہ اس نے یکبارگی معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ یہ مراتب اس آدمی کے لیے ہیں، جس کا باطن صاف ہو اور جسے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحیح حضوری حاصل ہو۔ اور یہ مراتب حاضرات اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ صاحب حاضرات جس کو نوازنا چاہے، اسے ایک لحظہ میں اپنے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔

(اے طالب صادق!) تو جان لے کہ وجود انسانی میں سات قفل ہیں۔ مثلاً (۱) زبان کا قفل (۲) قلب کا قفل (۳) روح کا قفل (۴) سر کا قفل (۵) خفی کا قفل (۶) یخفی کا قفل (۷) توفیق الٰہی کا قفل جسے اسرار الانوار الہدایت بھی کہتے ہیں۔ اسی

است. وہفت قفل آسمان ۔ و نیز قفل عرش وقفل لوح قلم وقفل لوح محفوظ وقفل کرسی و نیز قفل مقام ازل وقفل مقام ابد۔ قفل مقام دنیا وقفل مقام عقبیٰ و قفل مقام معرفت توحید مولیٰ و نیز قفل مقام تجرید وقفل مقام تفرید وقفل مقام ناسوت وقفل مقام ملکوت وقفل مقام جبروت وقفل مقام لاہوت وقفل مقام مکان لامکانی الاّ اللّٰہ وقفل دوام مجلس مشرف رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

دانی کہ این جُملہ قفل چہل ویک حائل وپردہ، ازانکہ درمیان بندہ و اللّٰہ تعالیٰ حائل وحجاب چہل ویک است۔ مرشد کامل آنست کہ دریک دم وبریک قدم ازکلید اسم اللّٰہ ذات کہ آن کلید محض نص، حدیث ازقرآن آیات است وآن کلید مطلق اسمار الحسنیٰ باری تعالیٰ نو دونُہ نام متبرکات است۔ وآن کلید ازطریق تحقیق کلمۂ طیّبات است ۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِـہٖ وَسَلَّمَ۔ مرشدی کہ این کلید دریک قفل می اندازد وہریک قفل راواساز دومی کشاید ومی نماید، مرشد مردکامل است۔ صاحب نظر ناظر بنظر طالبان را بیک مرتبہ می برد بمد نظر اللّٰہ منظور ودرمجلس محمدی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم حضور لایحتاج گرداند۔ مرشدیکہ بدین صفت موصوف نباشد، ناقص خام، ازوتلقین گرفتن حرام کہ سیماب کشتہ نشود ولایق خوردن کیمیا نگردد، مگر ازاستاد عامل ومعرفت توحید اللّٰہ حاصل نشود مگر ازمرشد کامل کہ دروجود طلسمات رامرشد صاحب طلسمات کشاید گنج بخش گنج می نماید ومعمّارا صاحب معمّا کشاید۔ اللّٰہ بس ماسوی اللّٰہ ہوس۔

مرشد کامل بہتر وناقص مرشد ازان کمتر۔ این ہریک مراتب از حاضرات اسم اللّٰہ ذات کلید درجات است۔ عارفان رابس است واحمق درہوس است۔ ہرکہ گنج ہردوجہانی ازین نیافت، جاہل مجہول بی عمل است یااز معرفت اللّٰہ بی خبراست، بی چشم، سوال اُو برگردن اُو وبال اُو۔

طرح سات قفل طبقات زمین کے بھی ہیں۔ اور سات ہی قفل آسمان کے ہیں۔ علاوہ ازیں عرش، لوح، قلم، لوح محفوظ، کرسی، مقام ازل، مقام ابد، مقام عقبیٰ، مقام توحید باری تعالیٰ، نیز مقام تجرید، مقام ناسوت، مقام ملکوت، مقام جبروت، مقام لاہوت، مقام مکان لامکانی الاّ اللّٰہ اور مجلس محمدی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا قفل دوام۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ یہ سب قفل تعداد میں اکتالیس ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ اور بندہ کے مابین اکتالیس پردے حائل ہیں۔ مُرشد کامل وہ ہے کہ جو ایک لحظہ میں ایک ہی قدم پر کلید اسم اللّٰہ ذات سے جس کی نص، قرآن وحدیث آیات قرآن سے ثابت ہے۔ (دوسری) کلید ننانوے نام باری تعالیٰ اسمار الحسنیٰ کے تبرکات کی ہے۔ (تیسری) کلید کلمۂ طیبات لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے طریق کار کی ہے۔ جو مرشد (ان کلیدات میں سے) جب کسی چابی کو کسی تالہ میں ڈالتا ہے۔ اور ہر ایک قفل کو کھول کر دکھا دیتا ہے، وہی مرشد مرد کامل ہے۔ صاحب نظر ناظر مرشد ایک ہی نگاہ میں ایک ہی مرتبہ طالبوں کو نظر اللّٰہ میں منظور اور مجلس محمدی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حضوری میں لے جا کر لایحتاج بنا دیتا ہے۔ جو مرشد اس صفت سے متصف نہ ہو، وہ ناقص اور خام ہے۔ اس سے تلقین لینا مطلق حرام ہے، کیونکہ جس طرح کسی کامل استاد کے بغیر پارہ کشتہ نہیں ہوتا، جو کھانے کے قابل ہو، اسی طرح توحید الٰہی کی معرفت مرشد کامل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی، کیونکہ وجودی طلسمات کو صاحب طلسمات مرشد ہی کھولتا ہے۔ گنج بخش (مرشد) ہی خزانہ دکھاتا ہے اور اس معمّہ کو صاحب معمّہ ہی حل کرتا ہے۔ اللّٰہ بس ماسوی اللّٰہ ہوس۔

مُرشد کامل بہتر ہوتا ہے اور ناقص مُرشد کمتر ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک درجہ اور مرتبہ کی کلید حاضرات اسم اللّٰہ ذات ہے۔ عارفوں کے لیے یہی کافی ہے، لیکن احمق حرص وہوس میں مارا مارا پھرتا ہے۔ جس شخص کو اس سے دونوں جہان کے خزانے نہیں ملے، وہ جاہل مجہول بے عمل ہے، یا وہ معرفت الٰہی سے بے خبر ہے۔ اندھا ہے۔ اور اس کا سوال اس کی گردن پر وبال ہے۔

بیت

باہُوؒ مرد مرشد می برد بر ہر مقام   نامرد مرشد عاجز است ناموس نام

باید دانست کہ مراتب دو قسم است کہ می خیزد از وجود جسم کہ پیدا می شود از اسم اللہ۔

دویم رسم۔ پس معلوم شد کہ یک مرتبہ از اسم اللہ ذات توحید کہ ابتدائی و انتہائی او معرفت توحید است فنافی اللہ با خدا۔ این محض مطلق نصیب عارف فقراء۔

مرتبہ کہ بمراتب ابتداء و انتہاء او از ہوا است۔ از آن معلوم باید کرد۔ ای مرد کسی را کہ شب و روز لوح محفوظ در مطالعہ باشد و نیک بد مردم را از مطالعۂ لوح محفوظ طالع نماید، این مراتب درویش است و فقیر این مراتب کمینہ کمتر را منجم گویند یعنی آشنا لوح شد نہ آشنا و متفق یگانۂ خدا۔ دیگر آنکہ ہر کہ را خدمات ہر ولایت از مشرق تا مغرب آنچہ در دیگہای نمک افتد، آنرا نیز معلوم کنند۔ این مراتب اوتاد ابدال۔ باین کمینہ مرتبہ فقیر نظر نکند کہ خام خیال است مراتب سیر زمین است، نہ مراتب وحدانیت معرفت عین الیقین است۔

بدانکہ ہفتاد منزل فوق العرش مراتب قطب است و ہفتاد مراتب فوق القطب مراتب غوث است۔ این مراتب ہا انا النفس، کشف کرامات، بی خبر از غرق وحدانیت۔ ذات فقیر برین مرتبہ کمینہ نظر نکند کہ بر ہوا بر باد است۔ در طلب طالب مرید شاد است۔

حدیث قدسی

عَبْدِیْ تَنَعَّمْ بِیْ وَاَنِّسْ وَاَنَا خَیْرُ لَکَ مِنْ کُلِّ مَا سِوَی اللّٰہِ[1]

---

[1] الحدیث

بیت

اے باہُوؒ! مرشد کامل مرید کو ہر مقام پر لے جاتا ہے۔ ناقص پیر عاجز ہوتا ہے مگر نیک نام مشہور ہوتا ہے (اور اس طرح لوگوں کو دغا دیتا ہے)

جاننا چاہیے کہ مراتب دو قسم کے ہیں۔ جو ایک وجود و جسم میں اسم اللہ ذات سے پیدا ہوتے ہیں۔ دوسرے رسمی مراتب ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ اسم اللہ ذات کا ایک مرتبہ توحید ہے، جس کی ابتداء و انتہاء معرفت توحید الٰہی ہے۔ یعنی فنا فی اللہ با خدا ہونا۔ یہ مرتبہ صرف اور صرف عارف فقراء کو نصیب ہوتا ہے۔

دوسرا مرتبہ وہ ہے، جس کی ابتداء اور انتہاء حرص و ہوا ہے۔ ان مراتب کو اس طرح معلوم کرنا چاہیے کہ اگر کوئی شخص رات دن لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے اور لوگوں کے اچھے اور بُرے حالات کا لوح محفوظ میں مطالعہ کرتا ہے، وہ کس مرتبے کا ہوگا؟ یہ مراتب درویش ہیں۔ فقیر اس کمینہ کمتر مراتب والے کو منجم کہتے ہیں۔ یعنی وہ لوح محفوظ کا آشنا بنا، یگانۂ خدا کا متفق اور آشنا نہ بنا۔ دوسرے یہ کہ جس کو ہر ایک ولایت کی خدمت سپرد ہے، اُسے مشرق سے مغرب تک کی دیگوں میں جو نمک پڑتا ہے، اس کی بھی اُسے خبر ہوتی ہے۔ یہ مراتب اوتادؔ ابدال کے ہیں۔ اس کمینہ مرتبہ کو بھی فقیر نہیں دیکھتا، کیونکہ یہ بھی خام خیالی ہے۔ یہ تو سیر زمین کے مراتب ہیں نہ کہ وحدانیت اور معرفت عین الیقین کے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ عرش سے ستر منزل اُوپر قطب کے مراتب ہیں۔ اور قطب سے ستر منزل اوپر غوث کے مراتب ہیں۔ یہ مراتب انائے نفس، کشف و کرامات کے ہیں۔ ان مراتب والے غرق فی الوحدت سے بے خبر ہیں۔ فقیر کی ذات اس کمینہ مرتبہ کو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی۔ کیونکہ یہ بھی حرص و ہوا کے متعلق ہے۔ طالب مرید تو طلب (مولیٰ) میں ہی خوش رہتا ہے۔

حدیث قدسی

اے میرے بندے! تو مجھ سے ہی نعمت طلب کر اور مجھ سے ہی انس رکھ، کیونکہ

یعنی ای بندۂ من! عیش بگیر بمن والفت بگیر بمن زیرا آنچه من نیک ترم برای تو از هر چیز یکه غیر من است۔

پس معلوم شد کہ فقیر اہل خدا و اہل مراتب اہل ہوا۔ مجلس اہل خدا و اہل ہوا راست نیاید۔

پس سلک سلوک حاضری بدانکہ از وجود یکہ بکشاید وعینہ لبعین می نماید۔ ہر یک مقام کہ در وابتدا روانتہا ختم تمام مخلوقات پیدا ونہان خداوندی در طی اسم ذات است۔ واسم اللہ ذات در طی قلب است، در طی قلوب است وقلوب در طی سر است وسر در طی روح است و روح در طی اسرار است واسرار در طی یخفیٰ است ویخفیٰ در طی ہویدا است وہویدا در طی سویدا است۔ وچون مجموعہ در طی روشنضمیر درآید، ہر علم علوم بکشاید ومی داند۔ از وہیچ چیز مخفی وپوشیدہ نماند۔ این راہفت قاری علم معرفت عالم فیض بخش گویند۔

عالم اللسان وعالم عالم القلب وعالم الروح وعالم السر وعالم الاسرار وعالم الخفی وعالم النور الہدایت۔ عالم تمام تحصیل عارف خدا۔ واز ہر یک علم چہاردہ علم برآید واز ہر یک چہاردہ علم بیست ویکہزار علم بکشاید۔ ہر کہ یک علم در تحصیل درآید، آنرا عالم حکیم عارف گویند ونزدیک او عوام وخواص جاہل است کہ این عالم خاص الخاص حکیم است کہ قلب سلیم بحق تسلیم است۔

حدیث

لَا تُكَلِّمُ كَلَامَ الْحِكْمَةِ عِنْدَ الْجُهَّالِ [1]

حدیث

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهٗ [2]

[1] الحدیث [2] حدیث: نقل از شرح شیخ فریدالدین عطار۔

ہر ما سوائے اللہ سے بڑھ کر تیرے لیے میں ہی کافی ہوں۔

یعنی اے میرے بندے! تو مجھ سے ہی عیش حاصل کر۔ مجھ سے ہی الفت کر کیونکہ میں تیرے واسطے ہر چیز سے بہتر ہوں، جو میرے سوا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ فقیر اہل خدا ہوتا ہے اور اہل مراتب اہل حرص وہوا ہوتے ہیں۔ سو اہل ہوا اور اہل خدا کی باہم ہمنشینی درست نہیں ہوتی۔

پس جان لو کہ سلک سلوک (مشق) وجود یہ سے حاضری نصیب ہوتی ہے اور عین بعین نظر آنے لگتا ہے۔ (واضح رہے) کہ ہر ایک مقام کی ابتدا و انتہا، تمام ظاہر وخفیہ مخلوقات خداوندی اسم اللہ ذات کی طے میں ہے اور اسم اللہ ذات قلب وقلوب کی طے میں ہے اور قلوب سر کی طے میں ہے۔ اور سر روح کی طے میں ہے۔ اور روح اسرار کی طے میں ہے اور اسرار یخفیٰ کی طے میں ہے اور یخفیٰ ہویدا کی طے میں ہے اور ہویدا سویدا کی طے میں ہے۔ اور جب یہ تمام طے مکمل ہو کر روشنضمیر کی طے میں آجاتی ہیں، تو اس پر ہر علم علوم کھل جاتا ہے اور وہ جان لیتا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی وپوشیدہ نہیں رہتی۔ ایسے شخص کو علم معرفت کا ہفت قاری اور فیض بخش عالم کہتے ہیں۔

عالم لسان، عالم قلب، عالم روح، عالم سر، عالم اسرار، عالم خفی، عالم النور الہدایت۔ ان تمام کے حصول کا عالم عارف خدا ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک سے چودہ علم نکلتے ہیں اور پھر ان چودہ علوم میں سے ہر ایک سے اکیس ہزار علوم نکلتے ہیں۔ جو کوئی ان میں سے ایک علم بھی حاصل کر لیتا ہے، اسے عالم حکیم عارف کہتے ہیں۔ اس کے نزدیک عوام وخواص جاہل ہوتے ہیں، کیونکہ یہ خاص الخاص عالم حکیم ہے، جس کا قلب سلیم بحق تسلیم ہوتا ہے۔

حدیث

"جاہلوں کے پاس حکمت کی باتیں نہ کرو۔"

حدیث

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ پس اس کی زبان گونگی ہو گئی۔"

مرشدیکہ بریک قدم و بریکدم این ہریک مقام ابتدا و انتہا، تمام وجود از حاضرات اسم اللہ ذات نکشاید و ننماید، آنرا مرشد نباید گفت کہ محرم قال است، بی خبر از معرفت وصال۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بدانکہ ہر کہ یافت از علم یافت۔ ہر کہ شناخت از علم شناخت۔

مصرعہ: کہ بی علم نتوان خدا را شناخت[1]

اَلعِلمُ دانستن۔ چہ چیز دانستن و چہ چیز شناختن و چہ چیز یافتن۔ اوّل علم بر لسان است۔ از عین است کہ بعین است اقرار۔

قَولُہٗ تعالیٰ:۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ[2]

علم قلب چون قلب زبان کشاید و گویائی گیرد، زبان از نطق بمیرد۔

قَولُہٗ تعالیٰ:۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی[3]

چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۔

قُلْ خَیْرًا وَ اِلَّا فَاسْكُتْ[4]

قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ:۔

وَمَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجٰی[5]

ہر کہ قلب از الٰہ متوجہ بقلب نظر نگاہ۔

---

[1] شعر کامل از سعدی شیرازی اینطور است: بی علم چون شمع باید گداخت کہ بی علم نتوان خدا را شناخت

[2] سورہ العلق، ۹۶: ۱ - ۵ [3] سورہ النجم، ۵۳: ۳ [4] الحدیث۔

[5] من صمت نجا یعنی جس نے خاموشی برتی، وہ نجات پاگیا۔ (احیاء العلوم، جامع الصغیر، مسند احمد)

جو مرشد کہ ہر ایک مقام ایک لحظہ اور ایک قدم پر ابتداء و انتہا، حاضرات اسم اللہ ذات سے تمام وجود میں کھول نہیں دیتا اور دکھلا نہیں دیتا، اُسے مُرشد نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ وہ قال کا محرم ہے۔ وہ معرفت وصال خداوندی سے بے خبر ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

اے طالب صادق! (اچھی طرح) جان لے کہ جس کسی نے (کچھ) پایا، علم سے پایا۔ جس کسی نے پہچانا، علم سے پہچانا۔

مصرع: کیونکہ بے علم اللہ تعالیٰ کی شناخت نہیں کرسکتا۔ (سعدی شیرازی کے پہلے مصرع کا مطلب یہ ہے: کہ علم کے حصول کے لیے شمع کی مانند پگھلنا چاہیے) علم کے معنی ہیں جاننا، لیکن کیا جاننا؟ کس چیز کو پہچاننا اور کونسی چیز کو حاصل کرنا؟ اوّل علم زبانی ہے، جو عین بعین اقرار کرنا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اپنے پروردگار کے نام سے پڑھ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا فرمایا۔ پڑھ اور تیرا ربّ وہ ہے، جس نے انسان کو قلم سے لکھنا سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں، جنہیں وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔"

دوسرا علم قلبی: جب قلب زبان کھولتا ہے اور بولنے لگتا ہے، تو ظاہری زبان میں بولنے کی طاقت نہیں رہتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا۔"

چنانچہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"اچھی بات کر یا خاموش رہ۔"

"اور جو خاموش رہا، وہ سلامت رہا۔ اور جو سلامت رہا، اس نے نجات پائی۔"

جس کو قرب الٰہی حاصل ہے، وہ ہمیشہ قلب کی نگہداشت کے لیے قلب کی جانب متوجہ رہتا ہے۔

○

قولہٗ تعالیٰ :-

وَمَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ [1]

اینست صراط المستقیم۔ دید دل از آن بکشای عین از عین ببین۔ این است مراتب اہل الیقین۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ [2]

دوام از تصور اسم اللہ ذات ہزاران ہزار تجلیات۔ بر دل زندہ دل روشن و تابان تر شود۔ بی حجاب اللہ بی حجاب روشنی معرفت الٰہی بہ از آفتاب۔ درین مقام عین العیان کشف غیب الغیب ختم تمام بموجب این آیت کریمہ :-

قولہٗ تعالیٰ :-

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا [3]

با خالق جمعیت انس قرار و از خلق فرار بموجب این آیہ کریمہ :

قولہٗ تعالیٰ :-

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ [4]

حدیث

اَلدُّنْيَا قَوْسٌ وَحَوَادِثُهَا سِهَامٌ اَلْاِنْسَانُ هَدَفٌ وَمَا رَمَاهُ رَبٌّ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ حَتّٰى نَجَى النَّاسُ [5]

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ،

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ لَهُ لَذَّةٌ مَعَ الْخَلْقِ [6]

---

[1] سورہ الشعرآء ۲۶: ۸۹ [2] الذّریٰت ۵۱: ۲۱ [3] سورہ البقرہ ۲: ۳۱۔ [4] سورہ الذّریٰت ۵۱: ۵۰

[5] الحدیث [6] الحدیث

ارشاد خداوندی ہے :-

"جو شخص اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم لے کر آیا، یہی صراط مستقیم ہے۔ دل کی آنکھیں کھول اور عین کو عین سے دیکھ لے۔ حق الیقین والوں کے یہی مراتب ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور وہ تمہاری جانوں میں ہے۔ کیا تم اُسے دیکھتے نہیں ؟"

اسم اللہ تعالیٰ کے دائمی تصور سے دل پر ہزارہا تجلیات نازل ہوتی ہیں۔ جن سے دل زندہ، روشن اور تاباں تر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے حجاب نظر آنے لگتا ہے۔ معرفت الٰہی کی بے حجاب روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔ اس مقام پر سب کچھ عین بعین دکھائی دیتا ہے اور اس آیت کریمہ کے بموجب غیب الغیب تمام منکشف ہو جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور ہم نے آدم علیہ السلام کو ان سب کے نام سکھلا دیے"۔

جب انسان پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے، تو اُسے اپنے پروردگار کے ساتھ جمیعت، انس اور قرار آتا ہے۔ اور وہ خلقت سے دُور بھاگتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو"۔

حدیث

"دُنیا کمان ہے اور اس کے حادثات تیر ہیں۔ انسان ان تیروں کا ہدف ہے اور رب تعالیٰ ان تیروں کو پھینکتا ہے، تو تم اپنے پروردگار کی طرف بھاگو۔ تاکہ لوگوں سے نجات پالو"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں :-

"جس نے معرفت الٰہی حاصل کر لی، پس اسے خلقت کے ساتھ میل جول سے لذت حاصل نہیں ہوتی"۔

قول حضرت شاہ محی الدینؒ ؛

اَلْاُنُسُ بِاللّٰہِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ ط[1]

از حاضرات اسم اللہ ذات می کشاید ہفت طریق تفسیر آیات ۔ علم و تفسیر آیت وعدہ و علم تفسیر وعید و علم تفسیر آیت قصص الانبیاء و علم تفسیر آیت امر معروف و علم تفسیر آیت نہی من المنکر ۔ و علم تفسیر آیت منسوخ و علم تفسیر آیت ناسخ ۔ این جملہ آیات ختم قرآن موافق رحمان مخالف شیطان ۔ ہر کہ ہر یک آیات را تفسیر تحقیق بخواند ، لایحتاج گردد ۔ و آنچہ گنج فی الدنیا والآخرۃ از وہیچ چیز پوشیدہ نماند ، چنانچہ ۔

اوّل ؛ علم گنج کیمیا اکسیر ۔

دوم ؛ علم گنج دعوت تکثیر ۔

سیوم ؛ علم گنج تفسیر کہ از تفسیر یافتن اسم اعظم بخواندن اسم اعظم می شود ، روشن ضمیر ۔

چہارم ؛ علم گنج با تاثیر ۔

پنجم ؛ علم گنج بر سر امور ، حاکم امیر ۔

مرشد کامل روز اوّل از حاضرات اسم اللہ ذات طالب اللہ را سبق می دھد این پنج گنج اکسیر کہ طالب اللہ می شود صاحب نظر ۔ اینست مراتب ازلی متقی تمام احوالات مرتبہ معلوم کند از مردم خاص و عام ۔

○

[1] قول سید شیخ عبد القادر جیلانیؒ ۔

حضرت شاہ محی الدین عبد القادر جیلانیؒ کا قول ہے :-

"کہ اُسے اللہ تعالیٰ سے انس اور غیر اللہ سے وحشت ہوتی ہے "

حاضرات اسم اللہ ذات سے تفسیر قرآن کے سات طریقوں کا انکشاف ہوتا ہے :-

۱ ۔ آیت وعدہ کا علم اور اس کی تفسیر ۔
۲ ۔ آیت وعید کا علم اور اس کی تفسیر ۔
۳ ۔ آیت قصص الانبیاء کا علم اور اس کی تفسیر ۔
۴ ۔ آیت ناسخ کا علم اور اس کی تفسیر ۔
۵ ۔ آیت منسوخ کا علم اور اس کی تفسیر ۔
۶ ۔ آیت نہی کا علم اور اس کی تفسیر ۔
۷ ۔ آیت منکر کا علم اور اس کی تفسیر ۔

ان تمام (سات قسم کی) آیات کا ختم قرآن موافق رحمٰن اور مخالف شیطان ہے ۔ جو شخص ہر ایک آیت کو تحقیق کے ساتھ پڑھتا ہے ۔ وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا ، دنیا اور آخرت کا کوئی خزانہ اُس سے پوشیدہ نہیں رہتا ۔ اس سے حسب ذیل علوم کا انکشاف ہو جاتا ہے ۔ مثلاً :-

۱ ۔ علم گنج کیمیا اکسیر ۔
۲ ۔ علم گنج دعوت تکسیر ۔
۳ ۔ علم گنج تفسیر ، جس سے اسم اعظم حاصل ہوتا ہے ۔ جس کے پڑھنے سے انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے ۔
۴ ۔ علم گنج با تاثیر ۔
۵ ۔ علم گنج ؛ ہر امر پر حاکم امیر ۔

مرشد کامل پہلے ہی روز حاضرات اسم اللہ ذات سے طالب اللہ کو مندرجہ بالا پانچوں گنج اکسیر کا سبق دیتا ہے ، جس سے طالب اللہ صاحب نظر ہو جاتا ہے ۔ یہ مراتب ازلی متقی کے ہیں ۔ جس سے وہ ہر خاص و عام لوگوں کے تمام احوال و مراتب معلوم کر لیتا ہے ۔

قولهٗ تعالیٰ :-

فِیۡهِ هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ ؕ [1]

بعد ازان طالب اللہ را تلقین ذکر فکر و تعلیم علم فیض کہ بعلم فیاض فضل نصیب شد از آن روز ازل ۔

بیت

ہر حدیثی آیتی زآن بشنوی   مرد عارف آن بود حاضر نبیؐ

○

بدانکہ از رجعت نفس و معصیت شیطان و حوادث خلق باخبر باش۔ عالم را آفات و رجعت طمع است۔ و فقیر را آفات رجعت رجوعات خلق است۔ مرید شدن بادشاہ و امرا نفس در آید با انا ہوا باز دارد از معرفت قرب خدا۔ اہل دنیا را آفات رجعت بخل است ۔

باب دوم

شرح توجہ مرشد باطالب

بدانکہ توجہ بر سہ قسم است۔ توجہ ذکر فکر۔ توجہ مذکور۔ توجہ حضور۔ توجہ ذکر فکر مثل عوام، چنانچہ از مؤکلان فرشتگان پیغام ۔

[1] سورہ البقرہ، ۲:۲-۳

ارشاد خداوندی ہے :-

"اس میں اُن متقی لوگوں کے لیے ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان لاتے ہیں"۔

بعد ازاں طالب اللہ کو ذکر و فکر کی تلقین کرتا ہے، اور علم فیض کی تعلیم دیتا ہے، کیونکہ علم فیاض سے پہلے دن سے ہی فضیلت نصیب ہوتی ہے۔

بیت

تو ہر آیت اور حدیث اُن سے سُنتا ہے۔ مرد عارف اس کو سُن کر دربار رسالتؐ میں حاضر ہو جاتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے! تو رجعت نفس، معصیت شیطان اور حوادث خلق سے باخبر ہو جا۔ عالم کو آفات اور رجعت لالچ سے ہوتی ہے۔ اور فقیر کے لیے آفات و رجعت رجوعات خلق سے ہوتی ہے۔ جب کوئی بادشاہ یا اس کے اُمراء کسی فقیر کے مرید ہو جاتے ہیں، تو فقیر کا نفس انانیت و ہوا و ہوس میں آجاتا ہے، جو معرفت الٰہی اور قرب خداوندی سے باز رکھتا ہے۔ دنیا داروں کے لیے آفات و رجعت (سراسر) بخل ہے۔

باب دوم

شرح توجہ

مرشد کا طالب کو توجہ دینا

اے طالب (اچھی طرح) جان لے کہ توجہ کی تین اقسام ہیں۔
(۱) توجہ ذکر و فکر (۲) توجہ مذکور (۳) توجہ حضور

ذکر و فکر کی توجہ عوام کے لیے ہے، جس میں مؤکلوں اور فرشتوں سے پیغام ملتا ہے۔

وتوجۂ مذکور کہ از شہرگ نزدیک تر الہام، این ہم حجاب است تمام۔

وتوجۂ حضور مثل صورت نُور، باجواب صواب دریکدم ہزاران ہزار آورد وبُرد آن جواب صواب۔ توجۂ نور از حضور۔ پس بغیر از توجۂ مرشد کامل اگر طالب تمام عمر بریاضت مثل موی باریک واز بسیاری عبادت مثل پشت کوزہ گردد، از رنج ومحنت ہیچ سود ندارد۔ واز ریاضت ہزاران ہزار بہتر است توجۂ مرشد کامل یکبار۔

توجۂ حضور از کدام چیز حاصل شود؟ از آنکہ توجۂ بتصور اسم اللہ ذات۔ پس آن توجہ کہ از ذات است، توفیق تصرّف از توحید معرفت ذات است کہ اصل اُو بروصل است ووصل براصل است۔ کسی را کہ وصل واصل یکی گردد، آن ذات یکتا شود۔ مثل چنانچہ عارف خدا نہ خدا ونہ از خدا جُدا۔ پس این را حضور الحق گویند یعنی در حقیقت تحقیق ودر معرفت صاحب توفیق۔ ودر ذکر قلب اُو قلزم ودریای عمیق۔ این تصرّف را چہ دانند اہل مُردہ دل زندیق یعنی در قید نفس بزوال، بی خبر از باطن الٰہی معرفت وصال۔ توجہ آنرا گویند کہ ہر دو جہان را کلّ مخلوقات ہژدہ ہزار عالم را در توجۂ باطنی طی کند۔ طالبان را از توجہ طی بکشاید ومی نماید۔ این را توجہ موجہات۔ در قید اُو شش جہات اہل ذات است توجہ را چہ دانستہ ای؟ اصل توجۂ از نفس ترک است۔ فرحت روح۔ فنا فی اللہ غرق است۔ مطالعۂ لوح محفوظ یک سطر از حرف دل ورق است از مردم عوام فرق است۔ این توجہ را فیض بخش عوام گویند۔

○

اور توجۂ مذکور کہ جس میں الہام شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، بمنزلہ حجاب تمام ہے۔

اور حضور کی توجۂ صورت نُور کی مانند ہے۔ اس توجہ سے ایک دم میں ہزاروں ہزار جواب باصواب کی آمد ورفت ہوتی ہے۔ توجۂ نور حضور خداوندی سے ہوتی ہے۔

پس مرشد کامل کی توجہ کے بغیر اگر طالب ریاضت کرکے بال کی طرح باریک ہوجائے اور عبادت کی کثرت سے اس کی پیٹھ بھی کبڑی ہوجائے۔ ایسی محنت شاقہ اور رنج سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اور ہزاروں ہزار قسم کی ریاضت سے مرشد کامل کی ایک بار کی توجہ بہتر ہے۔

توجۂ حضور کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟ تو جان لو! کہ توجۂ حضور اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ پس وہ توجہ جو ذات سے متعلق ہے، تصرف کی توفیق، معرفت خداوندی اور توحید باری سے نصیب ہوتی ہے کیونکہ اس کی بنیاد وصل پر ہے جس کی اصل اور وصل ایک ہوجاتی ہے، وہ ذات خداوندی کے ساتھ یکتا ہوجاتا ہے۔ چنانچہ مثل مشہور ہے کہ عارف گو خدا نہیں ہوتا مگر وہ خدا سے جُدا بھی نہیں ہوتا۔ پس اسی حالت کو ہی حضور الحق کہتے ہیں یعنی حقیقت میں وہ صاحب تحقیق ہوتا ہے۔ اور معرفت میں صاحب توفیق ہوتا ہے۔ اور حالت ذکر میں اس کا قلب قلزم اور گہرا سمندر رہتا ہے۔ اس قسم کے تصرف کو مُردہ دل اور بے دین کیا جانیں، جو نفسانی قید میں گرفتار ہیں اور زوال پذیر باطن میں معرفت وصال الٰہی سے بے خبر ہیں۔ توجہ اس کو کہتے ہیں کہ دونوں جہان کی اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات کو توجۂ باطنی سے طے کرلے۔ طالبوں کو (مرشد کامل) اپنی (باطنی توجہ سے) طے کی راہ کھول دیتا ہے اور دکھلا دیتا ہے۔ اس کو توجۂ موجہات کہتے ہیں، جس کی قید میں اہل ذات کی چھ اطراف ہوتی ہیں۔ اے طالب حقیقی! تو توجہ کو کیا جانتا ہے؟ توجہ کی اصل نفس کو ترک کرنا ہے۔ اس سے روح کو فرحت ہوتی ہے۔ ایسا شخص فنا فی اللہ ہوجاتا ہے۔ لوح محفوظ کا مطالعہ دل کے کاغذ کے حرف کی ایک سطر بن جاتا ہے۔ جس میں عام لوگوں سے علیحدگی ہوجاتی ہے۔ اس توجہ کو عوام فیض بخش کہتے ہیں۔

مصنفؒ میگوید کہ بغیر از قاعدۂ توجّہ طالب بحق متوجہ نشود ۔ مرشد کامل خواہد کہ طالب اللہ را بہر مقام توجّہ بتوجّہ طی کناند ۔ اوّل صورت طالب بہ تصورِ جہ در تصورِ تصرّف خود در آرد ۔ در نفی لَآ اِلٰہَ فنا کند ۔ چون در نفی لَآ اِلٰہَ صورت نفس از طالب در لَآ اِلٰہَ فنا شد ۔ بعد ازان در تصور صورت طالب بتصرّف آوردہ باثبات اِلَّا اللّٰہ بُردہ قلب و روح زندہ گرداند کہ پردۂ حواس خمسۂ باطنی بکشاید و اوصاف ذمیمہ برخیزد ۔ و از طالب ہیچ چیز پوشیدہ نماند ۔ دوام در معرفت اللہ ۔ بعد ازان صورت طالب بتوجّہ در تصرّف آرد و در مجلس محمّدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم می برد ۔ حضور مشرّف گرداند و منصب بدہاند ۔ طالب لایحتاج گردد ۔ بہ ہیچ کس محتاج نماند ۔ امّا اصل توجّہ آنست کہ در یکدم صد مقام ذکر ۔ و در ہر یک مقام ہزار ہزار بیشمار چنانچہ قطرات مطرات می بارد مقام اینست کہ ہر یک طی کناندہ بسلامتی از ہر بلیات نفسانی و شیطانی بگذراند ۔ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا[1] برساند مقام اینست توجّہ معنی دارد وجہ ردی است و ت درمیان پردہ از پردہ بردارند ۔ ہر کار را روبرو آورند وجہ بادجہ رُو بار و مشاہدہ بامشاہدہ ۔

توجّہ سہ قسم است ۔ توجّۂ مخنّث ، توجّۂ دنیا از برای دنیا ، توجّۂ مؤنّث از برای عقبیٰ ، توجّۂ طالب عقبیٰ توجّۂ مذکّر مرد طالب مولیٰ از برای مولیٰ اعلیٰ و اولیٰ ۔

حدیث

طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَّطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَّطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَكَّرٌ[2]

[1] سورہ آلِ عمران ، ۳ : ۹۷ [2] الحدیث

مصنّف کتاب (فقیر باہوؒ) کہتے ہیں کہ مرشد کو چاہیے کہ وہ توجّہ کے قاعدہ کے بغیر طالب حق کی طرف متوجہ نہ ہو ۔ جب مرشد کامل چاہتا ہے کہ وہ طالب اللہ کو ہر مقام توجّہ بتوجّہ طے کروائے، تو اوّل طالب کی صورت کو اپنے تصور تصرّف میں لاتا ہے ۔ اور لَآ اِلٰہَ کی نفی میں فنا کرتا ہے ۔ جب لَآ اِلٰہَ کی نفی میں طالب کے نفس کی صورت فنا ہو جاتی ہے، تو بعد ازاں طالب کی صورت کو تصور تصرّف میں لا کر اِلَّا اللّٰہ کے اثبات میں لے جاتا ہے ۔ جس سے طالب کا قلب اور روح زندہ ہو جاتے ہیں ۔ حواس خمسۂ باطنی کا پردہ کھل جاتا ہے ۔ اور صفات بد زائل ہو جاتی ہیں ۔ اور طالب اللہ سے کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں رہتی ۔ وہ ہمیشہ معرفت الٰہی میں مستغرق رہتا ہے ۔ بعد ازاں (مرشد کامل) طالب کی صورت کو توجّہ سے تصرّف میں لا کر مجلس محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں لے جاتا ہے ۔ حضوری سے مشرّف کر کے منصب دلوا دیتا ہے ۔ جس سے طالب لایحتاج ہو جاتا ہے ۔ وہ کسی شخص کا محتاج نہیں رہتا ۔ لیکن اصل توجّہ یہ ہے کہ ایک ہی لحظہ میں ذکر کر کے سینکڑوں مقام اور ہر ایک مقام میں ہزاروں لاکھوں بلکہ بارش کے قطرات کی مانند بیشمار (مقامات) برسنے لگیں ۔ مرشد کامل کا مقام یہ ہے کہ وہ ان مقامات میں سے ہر مقام کو سلامتی سے طے کرا لیتا ہے اور ہر قسم کی نفسانی اور شیطانی مصائب و آلام سے گزار دیتا ہے ۔ اور وہ جو اس (حرم کعبہ) میں داخل ہُوا ، وہ امن میں داخل ہو گیا' کے مقام پر پہنچ جاتا ہے ۔ توجّہ کے بھی یہی معنی ہیں کہ جو پردہ درمیان میں حائل ہو ، اسے دُور کر کے ہر کام کو سامنے لائیں ۔ چنانچہ ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ سکیں ۔ اور مشاہدہ بامشاہدہ ہو ۔

توجّہ کی تین اقسام ہیں :۔

۱ ۔ توجّۂ مخنّث : جو دنیا کے حصول کے لیے کی جاتی ہے ۔

۲ ۔ توجّۂ مؤنّث : جو عقبیٰ کو پانے کے لیے کی جاتی ہے ۔

۳ ۔ توجّۂ مذکّر : جو طالب مرد اپنے اعلیٰ و اولیٰ مولیٰ کے لیے کرتا ہے ۔

حدیث

"طالب دنیا مخنّث ہے اور طالب عقبیٰ مؤنّث اور طالب مولیٰ مذکّر ہے۔"

مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا فَلَهُ الدُّنْیَا وَمَنْ طَلَبَ الْعُقْبٰی فَلَهُ الْعُقْبٰی
وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلُّ ط

پس کل کلید است۔ ہر کہ بتوجہ کلید نرسد، از اہل تقلید است، بی خبر از توحید، مشاہدہ بامشاہدہ۔ نور بانور، حضور باحضور۔

ابیات

بدریای محبت راچہ آرائی خطاب — چون حباب از خود تہی شد گشت آب
ہر یکی از قطرہ یابد من بدریا یافتم — چون عین دریا یافتم خود گم بدریا ساختم

شرح مقامات

مقام علم ومقام بخش ومقام عطا، ومقام معرفت ومقام فضل ومقام قرب ومقام ذکر ومقام فکر ومقام فیض، ومقام قبض، ومقام بسط ومقام قوت ومقام توفیق ومقام شوق، ومقام ذوق، ومقام ترک ومقام توکل، ومقام مجاہدہ و مقام مشاہدہ، ومقام غرق ومقام حضور، ومقام توحید، ومقام الہام، ومقام دلیل، ومقام وہم، ومقام اوہام ومقام خیال ومقام وصال ومقام محمود ومقام حال ومقام ماضی ومقام مستقبل ومقام خلق، مقام سکوت ومقام ناسوت ومقام ملکوت ومقام جبروت مقام لاہوت ومقام حیرت، ومقام عبرت ومقام سودا ومقام سویدا ومقام ہویدا ومقام قلب ومقام وجد ومقام نور ومقام صدق ومقام جوہر الانفاس ومقام کنبزرہ بنای اسلام ومقام طاعت ومقام ولایت ومقام عنایت ومقام غنایت ومقام مراقبہ ومقام محاسبہ ومقام مکاشفہ ومقام کرامت ومقام باللہ ومقام بقا باللہ ومقام فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومقام تجلی روح ومقام سر ومقام تمثل ومقام خفی ومقام طلب ومقام محبت ومقام مدنظر

جو دنیا کا طالب ہے، اس کے لیے دنیا ہے اور جس نے عاقبت کو چاہا، اسے عاقبت مل گئی۔ اور جس نے حق تعالیٰ کو چاہا، اس کو سب کچھ مل گیا۔

پس یہ (اسم اللہ ذات کی توجہ) ان سب کی کلید ہے۔ جو کوئی توجہ سے اس کلید کو حاصل نہیں کرتا، وہ اہل تقلید ہے۔ وہ توحید، مشاہدہ بامشاہدہ، نور بانور، حضور باحضور سے بے خبر ہے۔

ابیات

تو محبت کے دریا کو خطاب سے کیسے آراستہ کر سکتا ہے۔ جب بلبلہ خود سے خالی ہو گا، تو پانی بن جائے گا۔

جواب مصنفؒ:

ہر شخص (معرفت کا) ایک قطرہ پاتا ہے۔ میں نے دریائے معرفت پالیا۔
جب میں نے عین دریا پالیا۔ پھر خود کو اس دریا میں گم کر دیا۔

شرح مقامات

مقام علم، مقام بخش، مقام عطا، مقام معرفت، مقام فضل، مقام قرب، مقام ذکر، مقام فکر، مقام فیض، مقام قبض، مقام بسط، مقام قوت، مقام توفیق، مقام شوق، مقام ذوق، مقام ترک، مقام توکل، مقام مجاہدہ، مقام مشاہدہ، مقام غرق، مقام حضور، مقام توحید، مقام الہام، مقام دلیل، مقام وہم، مقام اوہام، مقام خیال، مقام وصال، مقام محمود، مقام حال، مقام ماضی، مقام مستقبل، مقام خلق، مقام سکوت، مقام ناسوت، مقام ملکوت، مقام جبروت، مقام لاہوت، مقام حیرت، مقام عبرت، مقام سودا، مقام سویدا، مقام ہویدا، مقام قلب، مقام وجد، مقام نور، مقام صدق، مقام جواہر الانفاس، مقام کنزرہ بنائے اسلام، مقام طاعت، مقام ولایت، مقام عنایت، مقام غنایت، مقام مراقبہ، مقام محاسبہ، مقام مکاشفہ، مقام کرامت، مقام باللہ، مقام بقا باللہ، مقام فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مقام تجلی روح، مقام سر، مقام تمثل، مقام خفی، مقام طلب، مقام محبت، مقام مدنظر

اللہ منظور کہ نظر اللہ بر قلب است نہ بر وجود ایشان کہ اہل کلب است جیفہ طلب است نجس نجاست بعقل شیطانی منصوبہ اہل فراست۔ مقام استقامت، مقام تجرید و مقام تفرید و مقام مفتوح و مقام رجار و مقام خوف و مقام تصور و مقام تصرف۔ این مقام جملہ مجموعہ جمعبندی دفاتر حق فنا فی اللہ مطلق۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ط[1]

ہر کہ این ہر یک مقام را طالب تحقیق طی کرد، ہنوز خام است۔ مرشد او نامرد، از برای آنکہ یک رابیک تصوبہ توجہ یکتا چرا نکرد۔ آن خام را مرشد نخوانند۔ طالب عاجز ہمہ در استوار جان دادن طیار است۔ اگر مرشد کامل معرفت بخشیدہ پروردگار ہشیار است۔ مرشد ناقص راہزن شیطان است کہ طالب او محتاج پریشان است۔ فقیر ہر چہ گوید از روی حساب نہ از روی حسد۔ اَلْحَقُّ مُرٌّ واقع است، ہر کہ شود تلخ انسان نشود۔ مرتبۂ او ملخ۔ اگر ملخ بر ہوا پرد، ملخ و مگس مرتبۂ شہباز نیابد۔

مرشد یکہ منتہی نظار است، آنرا توجہ از برای طالبان چہ در کار است بدست بر و حضور سپرد۔ ہر کہ دوام حضور است، حضور کردن طالبان آنرا چہ مشکل و چہ دور است۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت

غرق را غم نیست فی اللہ غار دل   خلق را وہم است قالب زیر گل

---

[1] مرغوب القلوب، انیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندیؒ

منظور۔ (جو ان مقامات کے حامل ہیں) ان کی نظر قلب پر ہوتی ہے، نہ کہ وجود پر ہوتی ہے۔ اہل فراست اپنی عقل سے کام لیتے ہوئے شیطانی منصوبہ بندی کرتے ہیں، وہ اہل کلب مُردار اور نجس دنیا کی طلب میں ہوتے ہیں۔ (جو مقامات اُوپر بیان ہوئے، ان کے علاوہ کچھ مزید مقامات بھی ہیں، جو انفرادیت کے حامل ہیں، مثلاً مقام استقامت، مقام تجرید تفرید، مقام مفتوح، مقام رجا، مقام خوف، مقام تصور، مقام تصرف۔

یہ جُملہ مقامات کا مجموعہ حق تعالیٰ کے دفتر ہیں، جس سے مطلق فنا فی اللہ حاصل ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہ خدا ہی ہوتا ہے۔"

جو طالب تحقیق ان مقامات کو جو اوپر مذکور ہوئے، ایک ایک کر کے طے بھی کر لے، پھر بھی وہ ابھی خام اور ادھورا ہے۔ اس کا مرشد نامرد ہے۔ یہ اس لیے کہ وہ مرشد ایک ہی تصور اور ایک ہی توجہ سے (طالب) کو کیوں یکتا نہیں کر دیتا۔ ایسے خام کو مرشد نہیں کہہ سکتے۔ طالب بیچارہ تو ہمہ تن طلب میں جان دینے کے لیے بھی تیار ہے۔ اگر مرشد کامل ہوشیار ہے، تو وہ معرفت خداوندی طالب کو بخش دیتا ہے۔ اور اگر مرشد ناقص ہے، تو وہ گویا شیطان کی مانند راہزن ہے، جس کا طالب ہمیشہ محتاج اور پریشان رہتا ہے۔ فقیر جو کچھ بھی کہہ رہا ہے، حساب کی رُو سے کہہ رہا ہے، نہ کہ حسد کی وجہ سے۔ مثل مشہور ہے کہ حق بات کڑوی ہوتی ہے، جو کہ کڑوا ہو جاتا ہے، وہ انسان نہیں ہو سکتا۔ ایسے شخص کا مرتبہ ٹڈی کے برابر ہے، اگر ٹڈی ہوا میں اڑے، پھر بھی ٹڈی اور مکھی کو شہباز کا مرتبہ حاصل نہیں ہو جاتا۔ جو مرشد منتہیٰ نظارہ کرنے والا ہے، اسے طالبوں کو توجہ دینے کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ وہ تو طالب کا ہاتھ پکڑ کر حضور کے سپرد کر دیتا ہے۔ جو کہ خود دائم حضوری ہے، اس کے لیے طالبوں کو حضوری میں لے جانا کیا مشکل اور بعید ہے۔ اللہ ماسوائے اللہ ہوس۔

بیت

صاحب غرق کو کچھ غم نہیں ہے، کیونکہ اس کا دل فنا فی اللہ ہے۔
(اور) مخلوق کو (یہ) وہم ہے کہ اس کا جسم (قبر میں) مٹی کے نیچے (دبا ہُوا) ہے۔

از غایت تصور اسم اللہ ذات چون اسم اللہ ذات از سر تا قدم قلب قالب را می شود غالب، اسم تمام جسم را در قبض تصرف خود کند۔ خساست، نفسانیت، کثافت جامۂ کثیف از وجود اربعہ عناصر برخیزد۔ و نیک خوی روحانیت پیدا و ہویدا گردد۔ نور تصور اسم ذات و نور معرفت الٰہی مشاہدۂ ذات و از نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سرور کائنات و نور فنا فی الشیخ درجات موافق نص، حدیث، آیات۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ [1]

دم از دم زندگی مدام ابد الآباد تمام۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي [2]

چون روح اعظم در وجود معظم آمد و گفت: یا اللہ! تا قیامت برخیزد۔ ہنوز ماہیت انتہاد باسم اللہ ذات نرسیدہ باشد۔

پس معلوم شد کہ این چنین وجود نور را بہر حال و احوال و قال و افعال و اعمال معرفت، قرب، وصال از حضور است۔ چون نفس مطمئنہ تزکیہ نور گردد لباس قلب پوشد و قلب نور لباس نور پوشد و روح نور لباس سر پوشد و سر نور لباس اسرار پوشد۔ چون مجموعہ یکی نور گردد، در وجود صورت نور پیدا می شود کہ آنرا محض مطلق توحید توفیق الٰہی می گویند۔

عجب دارم ازان طائفہ احمق قوم کہ با تفکر تقلید، بی خبر از باطن معرفت الٰہی توحید دل را بدم بستہ طرف چپ دل بگر دانند

[1] سورۃ الکہف ۱۸: ۲۴ [2] سورۃ الحجر ۱۵: ۲۹

اسم اللہ ذات کے تصور کی کثرت سے جب اسم اللہ ذات سر سے قدم تک قلب قالب پر غالب آجاتا ہے، تو اسم تمام جسم کو اپنے قبضہ و تصرف میں لے آتا ہے۔ اس سے خساست، نفسانیت اور جامۂ کثیف کی کثافت اربعہ عناصر کے وجود سے دُور ہو جاتی ہے۔ اور نیک عادات اور روحانیت کا ظہور ہوتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات کے نور سے معرفت الٰہی کے نُور کا مشاہدۂ ذات ہونے لگتا ہے۔ نُورِ محمدی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور نور فنا فی الشیخ کے تصور سے (طالب اللہ کو) نص، حدیث اور آیات کے مطابق (اعلیٰ) درجات نصیب ہو جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کرو، جبکہ تو بھول جائے"۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور اس (آدمؑ) میں میں نے اپنی روح پھونکی"۔

ایسا کرنے سے جو سانس (تصور اسم اللہ ذات) سے لیا جاتا ہے۔ اس سے ابد الآباد کی دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ جب روح اعظم نے وجود معظم میں آکر یا اللہ کہا، تو چاہیے (طالب اللہ) قیامت تک ذکر الٰہی کرتا رہے۔ تو بھی اسم اللہ ذات کی انتہائی ماہیت کو نہیں پہنچ سکتا۔

پس معلوم ہوا کہ اس قسم کے وجود نُور کو ہر حال، احوال، قال، افعال و اعمال میں معرفت، قرب، اور وصال حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔ جب نفس کا تزکیہ ہو کر وہ نفس مطمئنہ بن جاتا ہے، تو وہ نُور بن جاتا ہے، اور وہ پھر قلب کا لباس پہن لیتا ہے۔ اور نُوری قلب نُوری لباس پہن لیتا ہے اور نوری روح سر کا لباس پہن لیتی ہے اور نُوری سر اسرار کا لباس پہن لیتی ہے۔ جب سب مل کر ایک نُور بن جاتے ہیں، تو وجود میں نور کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، جسے محض توحید مطلق اور توفیق الٰہی کہتے ہیں۔

مجھے ان احمق اور ناداں لوگوں پر تعجب آتا ہے، جو تقلیدی تفکر کرتے ہیں، وہ باطنی معرفت الٰہی اور توحید سے بے خبر ہیں۔ وہ دل کو دم کے ساتھ بند کر کے

ومی گویند این مقام قلب است. کلب را قلب دانند ومی گویند این ذکر حبس است و ذکر حبس بحضوری مشاہدہ تعلق دارد. و شرح ایشان را ذکر حبس نیست، عبث است و باز دل را بدم بستہ جانب راست می گردانند و می گویند این مقام روح است و بی خبر است از مقام روح. ذکر روح مثل دریای طوفان نوحؑ است. در آن کشتی شوق است کہ از عرش فوق است. و در سر دماغ می گویند کہ ذکر خفی است و یخفیٰ است و قربانی است و سلطانی است. ایشان بی خبر از ذکر سلطانی۔

طالب دنیا متفق وسوسہ و اہمات خطرات خنّاس خرطوم در قید شیطانی است۔

ذکر اللہ، ذکر للہ، ذکر لہٗ، ذکر ھُو، ذکر سرّ ھُو، ذکر ھُوَ الحقّ، ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جملہ ذکر ہفت است۔

ازین ہفت ذکر از ہر یک ذکر ہفتاد لکھ و سی و سہ ہزار ذکر بکشاید بلکہ ذکر اللہ بسیار بیشمار است کہ در تحریر قلم و تقریر زبان زیادہ تر است کلمات ربانی ذکر اسم اللہ۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:-

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّىْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ
قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّىْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا[1]

[1] سورہ الکہف، ۱۸: ۱۰۹

اسے بائیں جانب پھرا کر کہتے ہیں کہ یہ دل کا مقام ہے۔ وہ کلب (کتے) کو قلب یعنی دل سمجھے ہوئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ذکر حبس ہے۔ ذکر حبس تو حضوری اور مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کا اس طرح شرح کے ساتھ ذکر کرنا حبس نہیں، بلکہ فضول اور بے فائدہ ہے۔ اور پھر دم کو بند کرکے دل کو دائیں طرف پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ روح کا مقام ہے۔ اور وہ مقام روح سے بےخبر ہیں۔ ذکر روح تو حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کی مانند ہوتا ہے۔ جس میں شوق کی کشتی عرش سے اوپر تیرتی ہے۔ وہ (دم کو) سر دماغ میں بند کرکے کہتے ہیں کہ یہ ذکر خفی ہے اور یخفیٰ اور سلطانی ہے، حالانکہ وہ ذکر سلطانی (جسے دوسرے معنوں میں سلطان الاذکار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) سے بےخبر ہیں۔

وہ طالب دنیا وساوس، توہمات، خطرات، خنّاس و خرطوم سے متفق اور شیطان کی قید میں ہیں۔

تمام ذکر سات قسم کے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:-

پہلا ذکر: ذکر اللہ
دوسرا ذکر: ذکر للہ
تیسرا ذکر: ذکر لہٗ
چوتھا ذکر: ذکر ھُو
پانچواں ذکر: ذکر سرّ ھُو
چھٹا ذکر: ذکر ھُوَ الحق
ساتواں ذکر: ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

ان سات ذکروں میں سے ہر ایک ذکر سے ستر لاکھ تینتیس ہزار ذکر کھل جاتے ہیں، بلکہ ذکر اللہ بہت اور بےشمار ہیں، جو تحریر و تقریر میں نہیں آسکتے۔ ذکر اسم اللہ ذات کے لیے کلمات ربانی بے انتہا اور بے حساب ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:-

"فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میرے رب کے کلمات تحریر کرنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائیں، تو پیشتر اس کے کہ کلمات ربی ختم ہوں، سمندر خشک ہو جائیں، خواہ ان کی مدد کے لیے ویسے ہی اور

این مجموعہ اذکار بتوجہ تصور تصرف توحید حاضرات اسم اللہ ذات سروری قادری جامع مرشد کامل روز اوّل سبق می دھد۔ طالب قادری با اخلاص خواند۔ آنچہ جز کل مقامات گنج درجات مخفی و پوشیدہ نماند۔ و ہر طریقہا را انتہا، بابتدای قادری ہرگز نمی رسد، اگرچہ کسی بریاضت سر بسنگ زند۔ و دیگر طریقہ ہا مثل چراغ است باد نفسانی و باد زن آفات شیطانی و باد بلای دنیا پریشانی چراغ را کشتہ گردانی۔ و طریقۂ قادری مثل آفتاب روشن تر ابد الآباد خوف ندارد از زمانہ باد۔ و اگر کسی از طریقہ بگوید۔

بیت

اگر گیتی سراسر باد گیرد   چراغ مقبلان ہرگز نمیرد

جوابِ مصنفؒ :۔

چراغی را چہ حاجت آفتابم   چراغش را بتابش کشتہ سازم

و اگر کسی از طریقہ ہا می گوید :۔

بیت

چراغی را کہ ایزد بر فروزد   ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

✿

جوابِ مصنفؒ :۔

مرا دادہ است ایزد این بقوت   کہ ریشی نگہدارم با فتوت
ہر آنکس را کہ خواہم می نوازم   ہر آنکس را کہ خواہم جان بیازم

✿

سمندر ہی کیوں نہ آجائیں ؛

ان تمام اذکار کا سبق جامع مرشد کامل سروری قادری اسم اللہ ذات کے تصور، تصرف، توجہ، توحید اور حاضرات سے طالب کو پہلے ہی روز دے دیتا ہے۔ طالب قادری جب اخلاص کے ساتھ پڑھتا ہے، تو اس پر کل و جز مقامات کے خزانے اور درجات مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتے۔ ہر دوسرے طریقہ کی انتہا بھی قادری طریقہ کی ابتدا کی ہرگز برابری نہیں کر سکتی، خواہ وہ (ساری عمر) ریاضت میں پتھر پر سر مارتا رہے۔ دیگر تمام طریقے چراغ کی طرح ہیں، جسے نفسانی (خواہشات) کی ہوا، آفات شیطانی کی ہوا اور بلائے دنیا پریشانی کی ہوا بجھا سکتی ہے، لیکن قادری طریقہ سورج کی طرح منور ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر روشن ہے، جسے ابد الآباد تک مخالف ہواؤں کا کوئی ڈر نہیں۔ اور اگر کوئی شخص دیگر طریقوں کے بارے میں یہ کہے کہ :۔

بیت

مقبول لوگوں کا چراغ کبھی نہیں بجھتا، اگرچہ تمام زمانہ سراسر ہوا (طوفان) ہو جائے۔

جوابِ مصنفؒ :۔

مجھے چراغ کی کیا ضرورت، میں تو سورج ہوں۔ میں اس کے چراغ کو اپنی نورانی چمک سے گل کر دوں گا۔

اور اگر کوئی شخص دوسرے طریقوں کے متعلق یہ کہتا ہے :۔

بیت

جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کر دے۔ ہر وہ شخص جو اس کو پھونک مار کر گل کرنا چاہے، تو اس کی داڑھی جل جاتی ہے۔

جوابِ مصنفؒ :۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ قوت دی ہے کہ میں ریشم کو اپنی جوانمردی سے محفوظ رکھتا ہوں۔

میں جس کو چاہتا ہوں نواز دیتا ہوں جس سے چاہتا ہوں جان کی بازی لگوا دیتا ہوں۔

و انتہاء طریقہ طالب مرید قادری از ذکر مذکور الہام بگذرد غرق فنا فی اللہ فی التوحید نور شود۔

ابیات

ذکر را بگذار و بگذر از قلب — تا ترا حاصل شود توحید رب
قادری را این مراتب با حضور — قادری خاص است خاص الخاص نور
شد مریدم قادری روز ش اوّل — این طریقہ فیض رحمت حق فضل
ہر کہ منکر زین طریقہ رو سیاہ — رافضی زندیق شد دشمن اللہ
باہوؒ قادری را می شناسد بانظر — ہمچو زرگر می شناسد سیم و زر

○

عجب دارم ازان قوم احمق کہ می گویند دین و دنیا ہر دو من عطا است۔ این ہم فکر فریب حیلۂ شیطانی از سر نفس ہوا است۔ و دین دنیا ہر دو عطا بخش قوت قادری قدیر کہ حاکم ہر دو جہان امیر کہ:۔

قَولَہٗ تَعَالیٰ:۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ[1] ط

در تصرف او و تصرف او گنج خزائن اللہ غیبی۔ بی جستجو از غنایت ہدایت ولایت غنایت دل غنی۔ و دوام حاضر مجلس نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ این چنین مراتب قادری را چہ داند از اہل شقی۔

○

[1] سورہ آل عمران، ۳، ۹۲:

طریقۂ قادری کے طالب مرید کی انتہا یہ ہے کہ وہ ذکر، مذکور اور الہام سے گزر کر فنا فی اللہ فی التوحید میں غرق ہو کر نور بن جاتا ہے۔

ابیات

ذکر اور دلی ذکر دونوں سے گزر جا۔ تاکہ تجھ کو توحید رب حاصل ہو جائے۔

قادری کو یہ مراتب حضوری سے حاصل ہوتے ہیں۔ قادری خواصوں میں سے بھی خاص الخاص نورانی ہوتا ہے۔

میں روز ازل سے ہی قادری کا مرید ہو گیا تھا۔ یہ رحمت کے فیض کا طریقہ ہے۔ اس میں اللہ کا فضل شامل حال ہے۔

جو کوئی اس طریقہ کا منکر ہے، وہ رو سیاہ ہے۔ وہ رافضی ہے، دل کا کافر اور خدا کا دشمن ہے۔

باہوؒ قادری کو ایک نظر سے شناخت کر لیتا ہے۔ جس طرح زرگر سونے چاندی کو (پہلی نظر میں) پرکھ لیتا ہے۔

مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب ہوتا ہے، جو کہتے ہیں کہ مجھے دنیا اور دین دونوں عطا ہوئے ہیں۔ یہ بھی شیطانی مکر و فریب اور حیلہ ہے، جو نفسانی خواہشات کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ اور دین و دنیا ہر دو کی عطا و بخشش کی قوت قادری قدیر کو نصیب ہوتی ہے، جو ہر دو جہاں کا حاکم اور امیر ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"تم ہرگز اس وقت تک نیکی حاصل نہ کر سکو گے، جب تک کہ تم اپنی عزیز ترین چیز کو راہِ خدا میں خرچ نہ کرو گے۔"

اس (قادری) کے تصرف میں اللہ تعالیٰ کے تمام غیبی خزانے ہوتے ہیں۔ بے جستجو عنایت سے ہدایت، ولایت اور غنایت سے دل غنی ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر رہتا ہے۔ بدبخت لوگ قادری کے ان مراتب کو کیا جانیں؟

○

ابیات

فقر گنج از گنج گنجی بی شمار — فقر با اخلاص صدق و اعتبار
فقر رحمت راز وحدت نور حق — در حکم فقرش بود جملہ خلق
فقر را عاجز مبین مفلس حقیر — نظر فقرش کیمیا روشن ضمیر
باہُوؒ فقر نفس را رُسوا کند بہر از گدا — مالک الملکی فقر بہر از خدا

○

قولہٗ تعالیٰ :-

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمۡرِهٖ ط [1]

○

بدانکہ فقر سہ حرف است ۔ از حرف فؔ فالفقر فنا النفس ، نہ در وجود ہوا ماند و نہ ہوس ۔ از حرف قؔ قالب قلب پر نُور اللہ ۔ از حرف رؔ رحمت نزدیک اللہ تعالیٰ ۔ از حرف فؔ فرد فردانیت غرق مع اللہ فنا فی اللہ ۔ از حرف قؔ قرب قوت قدرت جمیعت ۔ از حرف رؔ راز قلب سلیم ، ہر کہ قدم در فقر اندازد ، از فقر فیض روشنی برد و بار فقر برداشتہ نتواند ، میل رجوع لسوی دنیا کند و از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازگشت خورد ۔ از حرف فؔ فضیحت فتنہ مراتب فرعون ۔ و از حرف قؔ قہر خدا مراتب قارون ۔ و از حرف رؔ ردّ مراتب راندہ ابلیس خبیث ۔

اوّل مرشد کامل طالب اللہ را سہ مراتب بخشد ، آشنائی فقر ، استقامت بہ

[1] سورہ یوسف ، ۱۲ : ۲۱

ابیات

بیشمار خزانوں میں سے فقر ایک بیش بہا خزانہ ہے ۔ فقر اخلاص ، صدق دل اور با اعتبار ہونے سے حاصل ہوتا ہے ۔

فقر اللہ کی رحمت وحدت کا راز اور حق کا نُور ہے ۔ تمام مخلوق ایسے فقیر کے حکم کے تحت ہوتی ہے ۔

فقر کو عاجز مت جان اور نہ ہی اُسے مفلس اور حقیر جان ۔ اس کے فقر کی نظر روشنضمیر لوگوں کے لیے کیمیا ہے ۔

اے باہُوؒ! فقر نفس کو ذلیل کرتا ہے ۔ وہ گداگری کرواکر اور فقر خدا کے لیے تمام جہانوں کا مالک بناتا ہے ۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

"اور اللہ کا ہر حکم ہر شے پر غالب ہے"۔

(اے طالبِ حقیقی!) جان لے کہ فقر کے تین حرف ہیں ۔ حرف فؔ سے مراد فنائے نفس ہے ۔ نہ وجود میں نفسانی خواہشات رہیں اور نہ ہی ہوس رہے ۔ حرف قؔ سے (فقیر کا) قلب و قالب اللہ تعالیٰ کے نُور سے پُر ہو جائے ۔ حرف رؔ سے (فقیر) رحمت الٰہی کے قریب ہو جائے ۔ حرف فؔ سے (فقیر) فرد ، فردانیت ، غرق مع اللہ ، فنا فی اللہ ہو جائے ۔ حرف قؔ سے قرب ، قوت ، قدرت اور جمعیت حاصل ہو جائے ۔ حرف رؔ سے قلبِ سلیم کے راز حاصل ہوں ۔ جو کوئی راہِ فقر میں قدم رکھتا ہے ، اُسے فقر سے روشنی کا فیض پہنچتا ہے ۔ جو کوئی فقر کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا ، وہ دنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے ۔ اور فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رجعت کھا جاتا ہے یعنی منقطع ہو جاتا ہے ۔ اسے حرف فؔ سے فضیحت فتنہ اور فرعونی مراتب حاصل ہوتے ہیں ۔ اور حرف قؔ سے وہ قہرِ خداوندی اور مراتبِ قارونی پالیتا ہے ۔ اور حرف رؔ سے ردّ ہو کر راندۂ درگاہ ابلیس خبیث کے مراتب حاصل کرتا ہے ۔

اوّل مرشد کامل طالب اللہ کو تین مراتب بخشتا ہے :-

از کرامت۔

دوم مشفق بشوق لذت خدا روح در فرحت نفس فنا۔

سیوم مراتب یگانہ با حق خالق کہ بیگانہ خلق از دنیا و اہل دنیا مُردہ، بلکہ طالب مولیٰ از دنیا جیفہ برای گندہ مُردار چنان بدبوئی و گندگی می آید کہ از خود بخود طالب از دنیا و اہل دنیا فرار خورد۔ اگر کسی طالب اللہ را ہفت اقلیم بادشاہی دہد، ملک سلیمانی اختیار نکند۔ بعد ازان معلوم شود کہ فقیر است۔

باید دانست کہ فقیر کامل ہم صحبت و ہم سخن بمردم عوام ذکر مذکور و باطن با روحانی حضور۔ چون فقیر لب از برای سخن بجنباند ظاہر مردم نفسانی می دانند کہ بما ہم سخن است و فقیر باشد مؤکّلان و فرشتگان می دانند کہ بما ہم سخن است واللہ تعالیٰ می داند کہ بما ہم سخن است۔ و حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم می داند کہ بما ہم سخن است۔ این چنین جُثّہ فقیر را جثّہ روشن نور ہمثل آفتاب بہر مقام و ہمہ جا حضور۔ چنانچہ حضرت سلطان بایزید (بسطامی) می فرماید[1] سی سال با خدا تعالیٰ ہمسخن بودم و خلق می دانست کہ بما ہم سخن است۔

این مراتب اعلیٰ قرب با حق تعالیٰ از کنہ کُن است و فقیر را ہوشیاری ہم غلط است بغیر از غرق فنا فی اللہ و غرق فنا فی اللہ غلط است بغیر از مشاہدہ جواب باصواب ہشیاری۔

دانکہ لسان سیف فقراران است کہ سیاہی از آن روز ازل جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ[2] و روشنائی ازل مذکور بر زبان فقیران نہادہ و زبان فقر ہمیشہ لسیاہی

---

[1] مسند احمد، ج ۱، ص ۷، [2] کنوز الحقائق، ص ۵۵۔

مرتبۂ اول :- فقر کا آشنا بنا دیتا ہے۔ استقامت کرامت سے بہتر ہے۔

مرتبۂ دوم :- اسے مشفق بنا کر اس میں اللہ تعالیٰ ایسی لذت شوق پیدا کرتا ہے جس سے اس کی روح کو فرحت اور اس کے نفس کو فنا حاصل ہوتی ہے۔

مرتبۂ سوم :- خالق حق سے یگانہ، مخلوقات دنیا اور اہل دنیا سے بیگانہ کر دیتا ہے۔ بلکہ طالب مولیٰ کو دنیا مردار سے اتنی گھناؤنی بدبو آتی ہے کہ اس کا دل خود بخود دنیا اور اہل دنیا سے بھاگ اٹھتا ہے۔ اگر طالب اللہ کو کوئی سات ملکوں کی بادشاہی بھی عطا کر دے۔ اور وہ ملک سلیمانی اختیار نہ کرے تو جان لو کہ وہ (واقعی) فقیر ہے۔

جاننا چاہیے کہ کامل فقیر ظاہر میں عوام الناس سے ہمسخن اور ہم مجلس ہوتا ہے اور ان سے محو کلام ہوتا ہے، لیکن باطن میں اسے روحانیوں کے ساتھ حضوری حاصل ہوتی ہے۔ جب فقیر کوئی بات کرنے کے لیے اپنے لبوں کو جنبش دیتا ہے، تو ظاہر کے دیکھنے والے نفسانی لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے باتیں کرتا ہے، مؤکل اور ملائکہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہمکلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ مجھ سے کلام کرتا ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جانتے ہیں کہ ہم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اس قسم کے فقیر کا جثہ سورج کی مانند روشن اور منور ہوتا ہے۔ وہ ہر مقام اور ہر جگہ حاضر ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ:-

"میں اپنے ربّ تعالیٰ عزّ وجل سے تیس برس ہمکلام رہا، مگر خلق خدا یہی خیال کرتی رہی کہ ہمارے ساتھ ہم سخن ہے"

حق تعالیٰ کے قرب کے یہ اعلیٰ مراتب کُنہ کُن سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور فقیر کی ہوشیاری بھی غلطی ہے۔ غرق فنا فی اللہ کے بغیر سب کچھ غلط ہے۔ مشاہدہ کے بغیر جواب باصواب ہوشیاری ہے۔

جاننا چاہیے کہ فقیر کی زبان سیف الرحمٰن یعنی اللہ کی تلوار اس لیے ہوتی ہے کہ روز ازل سے جو کچھ ہونے والا ہے، اس کے متعلق قلم نے لکھ دیا ہے اور خشک بھی ہو چکا ہے، کے مطابق سیاہی اور روشنائی (جو قلم سے الگ کی گئی) فقرا کی زبان پر رکھی گئی ہے۔ فقیر کی زبان ہمیشہ ازل کی روشنائی سے تر ہوتی ہے۔ اس کا کلام

روز قیامت اہل دنیا کہ از قبر می بر آید، ہمہ پشت بقبلہ۔ ہیچ کس را از اہل دنیا رو بقبلہ نباشد کہ در آن وقت دنیا روی اہل دنیا را از قبلہ بگرداند۔ و اہل مفلس فقیر مسکین را رُو بہ قبلہ باشد کہ فقر معرفت الٰہی فقیر را از دنیا روی بگرداند و اہل فقر را شرح روئی با عظمت و عزت و روشن، چنانچہ نور چہاردہ ماہ باشد و روی اہل دنیا را سیاہ و زشت با کراہت نجاست نجس باشد۔ روز قیامت علما را بحساب ثواب۔ حَلَالُهَا حِسَابٌ و اہل دنیا را عذاب۔ حَرَامُهَا عِقَابٌ و فقیر عارف اللہ بی حجاب اللہ بی حجاب و بی حساب اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰهِ ندارد و نہ شمارد و نہ رو بحساب عرصات آرد۔ و ہر کہ اللہ تعالیٰ را بی حجاب یاد کند بی حجاب و بی عذاب در بہشت در آید۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ[1]

حدیث

حُبُّ الْفُقَرَآءِ حُبُّ الرَّحْمٰنِ[2]

حدیث

حُبُّ الْفُقَرَآءِ ضِيَاءُ الدِّيْنِ[3]

حدیث

حُبُّ الْفُقَرَآءِ ضِيَاءُ الثَّقَلَيْنِ[4]

[1] الحدیث [2] الحدیث [3] الحدیث [4] الحدیث

اہل دنیا اور اہل فقر کا باہم موازنہ

روز قیامت جب دنیا دار اپنی قبروں سے باہر نکلیں گے، تو ان سب کی پشت قبلہ کی جانب ہو گی۔ کسی دنیا دار کا مُنہ قبلہ کی طرف نہ ہو گا، کیونکہ دنیا اُن کا رخ قبلہ سے دنیا کی طرف پھیر دے گی۔ لیکن مفلس و مسکین فقرا رُو بہ قبلہ ہوں گے کیونکہ فقر معرفت الٰہی فقیر کا مُنہ دنیا سے پھیر دیتا ہے۔ فقرا کا چہرہ عظمت و عزت کی وجہ سے چودھویں کے چاند کی مانند ہو گا اور دنیا داروں کا چہرہ دنیاوی نجاست کے باعث مکروہ، گھناؤنا اور سیاہ ہو گا۔ محشر کے روز علما حساب و ثواب میں مبتلا ہوں گے۔ ان کے حلال کا بھی حساب ہو گا اور اہل دنیا کو بھی عذاب ہو گا۔ اور اُن کے حرام مال پر سزا ملے گی۔ لیکن فقیر عارف باللہ کو بے حجاب اور بے حساب (دیدار الٰہی) ہو گا۔ اسی لیے مفلس اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتا ہے، کہا گیا ہے۔ نہ اُسکے پاس کچھ ہوتا ہے، نہ وہ گنتا ہے اور نہ ہی روز قیامت حساب دہی کے لیے پیش ہونا پڑتا ہے۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کو بے حجاب یاد کرتا ہے، وہ بے حجاب اور بے حساب بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

"فقرا کی محبت جنّت کی چابی ہے۔"

حدیث

"فقرا کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔"

حدیث

"فقرا کی محبت دین کی روشنی ہے۔"

حدیث

"فقرا کی محبت دونوں جہان کی روشنی ہے۔"

حدیث

حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَآءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنَ[1]

پس معلوم شد کہ روایت ازبرای ہدایت است وفضیلت ازبرای طلب مُرشد وسیلت است۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ[2]

علم وسیلہ نیست. علم روشنی راستی راہ است. وسیلہ مرشد ہمراہ نگہبان راہ حفظ حافظ رسانندہ معرفت الٰہ است کہ از ہر مقام کشف آگاہ است و کشف ہفت قسم است:

اوّل کشف القلوب۔

دوم کشف القبور۔

سیوم کشف الحضور۔

چہارم کشف المسرور۔

پنجم کشف المذکور۔

ششم کشف فنا فی التّوحید نور۔

ہفتم کشف استدراجی، شیطانی، نفسانی، جونیّت، مقہور۔

ازآن کشف خام خیال ترقی دنیا عز وجاہ و کشف حقیقی خاص الخاص از قرب اللہ و از حضوری محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حیرت عبرت گواہ ہر دم سوز وجود شب و روز می گذرد با آہ آہ. کشف جامۂ کثیف کثافت و کشف جامۂ لطیف لطافت۔

---

[1] زین العلم از ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ [2] سورہ المائدہ، ۵ : ۳۵

حدیث

"فقراء سے محبت کرنا انبیاءؑ کے اخلاق سے ہے۔ اور فقراء سے دشمنی کرنا فرعون کی خصلتوں سے ہے۔"

پس معلوم ہُوا کہ روایت ہدایت اور فضیلت کے لیے ہے۔ اور مرشد کی طلب وسیلت کے لیے ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔"

علم وسیلہ نہیں ہے۔ علم روشنی اور راہِ راست ہے۔ وسیلہ مرشد ہوتا ہے۔ جو راستے کی حفاظت کرنے والا، نگرانی کرنے والا، وہ راہ (سلوک) کا حافظ ہے، جو حفاظت سے معرفت الٰہی تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر مقام کشف سے آگاہ ہوتا ہے۔ اور کشف کی سات اقسام ہیں :-

(۱) اوّل کشف القلوب۔

(۲) دوم کشف القبور۔

(۳) سوم کشف الحضور۔

(۴) چہارم کشف المسرور۔

(۵) پنجم کشف المذکور۔

(۶) ششم کشف فنا فی التّوحید نور۔

(۷) ہفتم کشف استدراجی، شیطانی، نفسانی، جونیّت اور مقہوری۔

اس کشف سے دنیاوی ترقی اور عزت و جاہ کی خام خیالی دماغ میں سما جاتی ہے۔ اور خاص الخاص کشف حقیقی قرب الٰہی اور حضوری محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوتا ہے۔ اس کشف سے دو گواہ ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ ایک حیرت اور دوسری عبرت۔ ان دونوں کے سبب وجود ہر دم شب و روز سوزش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور آہ آہ کرتا رہتا ہے۔ کشف کے کثیف جامہ سے کثافت اور کشف کے لطیف جامہ سے (وجود میں) لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔

بیت

نظر مشاہدہ معنی بچشم دل کردم　　حجاب عینک چشم است مرد بینا را

اما جواب مصنف قدس سرہٗ :-

چشم آن باشد کہ برحق شد نظر　　چشم ظاہر داشتند ہم گاؤ خر

بیت

مرشد آن باشد بود قربش الٰہ　　طالبان را باز دارد از گناہ

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ :-

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ[1]

دلیکہ از غایت طمع حرص است، دنیا فانی اشتغال لایعنی مُردہ افسردہ باشد۔ قدم در معرفت توحید مولیٰ نبردہ باشد اگر وعظ نصیحت تمام آیات جملہ قرآن تفسیر واحادیث و مسائل علم فقہ وخوف رجا وقول مشائخ بروی می خوانی ہیچ سُود ندارد۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ :-

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى[2]

ای محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! نتوانستی شنوانیدن۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ :-

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۙ[3]

آخر انتہا سلک سالک عارف فقیر چیست؟ یعنی اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ۚ[4]

---

[1] سورہ القصص، ۲۸ : ۵۶　[2] سورہ النمل، ۲۷ : ۸۰

[3] سورہ البقرہ، ۲ : ۱۸　[4] مرغوب القلوب، ص ۱۸ وانیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندیؒ۔

بیت

مشاہدہ کرنے والی آنکھ سے میری مراد دل کی آنکھ ہے۔ مرد بینا کے لیے آنکھ چشمہ کی طرح آنکھ کا پردہ ہے۔

لیکن مصنف (فقیر باہوؒ) کا جواب یہ ہے:

آنکھ حقیقت میں وہ ہوتی ہے، جس کی نظر ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔ ظاہری آنکھ تو گدھے اور بیل بھی رکھتے ہیں۔

بیت

مرشد وہ ہوتا ہے، جو مقرب الٰہی ہو، تاکہ طالبوں کو گناہ سے باز رکھے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! تم جسے چاہو، ہدایت پر نہیں لا سکتے، البتہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے۔"

جس دل میں کثرت سے طمع وحرص ہوتی ہے، وہ دنیائے فانی کے بکھیڑوں میں پھنس کر مُردہ اور افسردہ ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید معرفت میں قدم ہی نہیں رکھتا، خواہ اُسے قرآن پاک کی تمام آیات، احادیث، علم فقہ کے تمام مسائل، خوف ورجا، اور بزرگان دین کے اقوال وغیرہ پڑھ کر سنائے جائیں، تو بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! البتہ تو (اُن) مُردوں کو نہیں سُنا سکتا۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"وہ گونگے، بہرے (اور) اندھے ہیں۔ وہ اللہ کی ہدایت کی طرف لوٹنے والے نہیں۔"

سلک سلوک کی آخری انتہا پر عارف فقیر ہی ہوتا ہے۔ یعنی "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہ اللہ ہی ہوتا ہے۔"

قولہٗ تعالیٰ :-

وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ط [1]

قولہٗ تعالیٰ :-

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ط [2]

ختم فقر آنست جسم جثہ می شود از تصور اسم اللہ ذات فنا فی اللہ نور و درصورت سرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس حضور در مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ ط [3]

اینست مراتب فنا فی اللہ علینہ عین فی التوحید غرق نور اللہ نور مشاہدہ با قرب اللہ منظور محض راز۔

بیت

رفت ذکر و رفت فکر و رفت مذکورش حضور   نور بودم نور باشم عاقبت شد خاص نور

حدیث

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ط [4]

حدیث

اَلنِّھَایَۃُ ھُوَ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ ط [5]

نہایت با نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہدایت باصل نور اللہ است۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ ط [6]

[1] سورہ محمد، ۴۷ : ۳۸ [2] سورہ القصص، ۲۸ : ۲۴ [3] بحر الاسرار، ص ۶۰
[4] خطبات احمد جان [5] الحدیث [6] سورہ الحدید، ۵۷ : ۴

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اللہ غنی ہے اور تم سب فقیر ہو۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"اے رب! تو جو اچھی چیز میری طرف اتارے، میں اس کا محتاج ہوں۔"

فقر کا انتہائی درجہ یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کے تصور سے (فقیر کا) جسم جثہ فنا فی اللہ ہو کر نور ہو جاتا ہے۔ اور سرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں حضوری مجلس میں داخل ہو جاتا ہے اور مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ جس میں کسی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل کو بھی دخل نہیں، سے حصہ حاصل کر لیتا ہے۔

یہ مراتب فنا فی اللہ فقیر کے ہیں، جو توحید باری تعالیٰ اور انوار الٰہیہ میں عین بعین غرق ہوتا ہے۔ وہ نورِ مشاہدہ میں غرق اور قربِ الٰہی میں منظور ہو جاتا ہے۔ یہ محض راز ہے۔

بیت

ذکر و فکر روانہ ہوا۔ اور مذکور بھی۔ میں حضوری میں حاضر ہوں۔ میں نور تھا، نور ہو گیا اور میرا انجام خاص نورانی ہے۔

حدیث

"اللہ تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے، جیسا پہلے تھا۔"

حدیث

"ابتداء کی طرف لوٹ آنے کو انجام یا انتہا کہتے ہیں۔"

ہماری نہایت نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ہدایت کی اصل نورِ الٰہی سے ہے۔ (اور یہی ہمارا منتہائے مقصود ہے)۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور وہ تمہارے ساتھ ہے، تم جہاں کہیں بھی ہو۔"

چنانچہ گفت عارف مرد حقانی حضرت خاقانیؒ :۔

بیت

پس از سی [۳۰] سال این معنی محقق شد بخاقانیؒ — کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

بیت باھوؒ

بہ بحری غرق فی اللہ شو کہ با خود خود نمی مانی — دمی نامحرم است آنجا کہ غرقش راز ربانی

حدیث قدسی :۔ دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ [۱]

ہر کہ از نفس فنا نہ بگذرد، بروح بقا نرسد۔ لائق معرفت لقاء و لائق مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نشود۔

بیت

جلوہ بخشی ز بہر مشتاقی — رفت فانی چو یافتم باقی

مقام فنائی متعلق بہ نفس ناسوت است۔ ربانی متعلق بروح بقا است مقام لاہوت لامکانی ۔

بیت

خوش آنجائیکہ چون مغز اندرون استخوان باشد
خوش آن دردیکہ از چشم بد اندیشان نہان باشد

[۱] زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ

چنانچہ عارف مرد حقانی حضرت خاقانیؒ نے کہا ہے:۔

بیت

خاقانیؒ پر تیس [۳۰] سال کے بعد یہ معنی پایۂ تحقیق کو پہنچی، کہ ایک گھڑی واصل باللہ ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت سے (کہیں) بہتر ہے۔

بیت باھوؒ

اے باھوؒ! دریائے معرفت میں فنا فی اللہ ہو جا، تاکہ تیرا وجود ہی معدوم ہو جائے۔ جو شخص رازِ ربانی میں مستغرق ہے، اگر وہ ایک دم بھی (یادِ الٰہی سے) غافل ہو جائے، تو وہ نامحرم اور محروم ہے ۔

حدیث قدسی

"اپنے نفس کو ترک کر دے اور اللہ تعالیٰ کے پاس اُوپر چلا آ"۔

جو شخص فنائے نفس (کے عمل) سے نہیں گزرتا، وہ روحانی بقا حاصل نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ لقائے معرفت الٰہی اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق ہو سکتا ہے۔

بیت

اپنے مشتاقوں کے لیے اپنے جلووں کا دیدار عنایت فرما جب میں (مقام) باقی کو پاؤں گا، تو (گویا) فنائیت سے گزر کر درجۂ بقا حاصل کر لوں گا ۔

مقام فنا نفس ناسوت کے متعلق ہے۔ اور مقام باقی بقائے روح سے متعلق ہے، جسے مقام لاہوت لامکان کہتے ہیں ۔

بیت

وہ خوشی کا مقام ہے، جب کہ مغز ہڈی کے اندر ہوتا ہے۔ اور وہ درد مبارک ہے کہ جو بدخواہوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہو ۔

آری یقین است بعضی بنام معرفت فقر رسیده اند. وبعضی بہ مقام معرفت فقر رسیده اند۔

بیت

پرده ای بود مرا شعلہ اخگر کشتہ   خوش نشستم بسر اپردۂ خاکستر خویش

حدیث

لَوْکَانَتِ الْجَنَّۃُ نَصِیْبَ الْمُشْتَاقِیْنَ بِدُوْنِ جَمَالِہٖ وَاوَیْلَاہُ وَلَوْ کَانَتِ النَّارُ نَصِیْبَ الْعَاشِقِیْنَ مَعَ وِصَالِ جَمَالِہٖ وَاشَوْقَاہُ ط[1]

اوّل مرتبہ فقیر را مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[2] است برکت تصوّر توحید اسم اللہ ذات۔ احوالات مقامات ممات خود را درجات بہ بیند۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: مَوْتًا وَّلَاحَیٰوۃً وَّلَانُشُوْرًا ط[3]

کہ مراتب ممات را درحیات تحقیق طی کند۔

حدیث

اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَایَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ[4]

گردد۔ آنرا موت وحیات یکی۔

ابیات

خلق داند زیر خاکش در قبر   در قبر قرب خدا شد سر بسر

---

۱ الحدیث   ۲ عین العلم و شرح برزخ   ۳ سورہ الفرقان، ۲۵ : ۳

۴ کتاب برزخ، عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ شرح الصدور از علامہ سیوطیؒ، کتاب الروح از ابن قیمؒ۔

ہاں یقین ہے کہ بعض (ابھی) معرفت فقر کے نام تک ہی پہنچے ہیں۔ اور بعض معرفت فقر کی انتہا تک پہنچ گئے ہیں۔

بیت

"یہ امر پوشیدہ ہے کہ مجھ کو چنگاری کے شعلہ نے جلا کر مارا ہے۔ مَیں تو اپنی جلی ہوئی راکھ کے پس پردہ بڑے مزے سے بیٹھا ہوں"۔

حدیث

"اگر مشتاقوں کے نصیب اس کے جمال (دیدار) کے بغیر جنت ہو، تو وہ واویلا کریں گے اور اگر اس کے وصال جمال سے عاشقوں کے نصیب دوزخ بھی ہو، تو وہ اس کا اشتیاق کریں گے"۔

فقیر کا پہلا مقام "مرنے سے پہلے مرجاؤ" ہے۔ اسے یہ مرتبہ اسم اللہ ذات کے تصور توحید کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ اپنی موت کے تمام احوالات و مقامات اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:-

"وہ مرنے، جینے اور جی اٹھنے کے مالک نہیں ہیں"۔

کیونکہ وہ موت کے مراتب کو زندگی میں ہی طے کر لیتا ہے۔

حدیث

"بیشک اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں، بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں۔ ان کی موت اور زندگی ایک ہو جاتی ہے"۔ (یعنی ان کا جینا اور مرنا برابر ہو جاتا ہے)۔

ابیات

خلقت سمجھتی ہے کہ وہ قبر میں دیو نہی، زیر خاک پڑے ہوئے ہیں۔ مگر وہ قبر میں سراسر اللہ کے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں۔

بی خلل خلوت قبر با رب جلیس ٭ درمیانش کس نگنجد حق انیس
نیست آنجای فرشته جز بذات ٭ در مماتی یافتم دائم حیات
در قبر ذوق است جلوهٔ خاص نور ٭ در قبر از خود فنا با حق حضور

تو نمی دانی کہ عارف فقیر اولیاء اللہ را قالب مثل قبر است و قلب لحد۔ مراتب مَعَ اللّٰہ در وہم و فہم نگنجد۔ لاحد ولاعدد لَاتَخَفْ وَلَاتَحْزَنْ[۱]

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :-

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ[۲]

○

باب سوم

شرح علم دعوت تکثیر مسخّرات

در قید آوردن علم علوی و سفلی و ہژدہ ہزار عالم انس و جن و فرشتہ مؤکل وآنچہ مانند ازین عالم کل و جز مخلوقات و برسیدن مقامات ذات صفات۔ ترتیب خواند بسیار و زکوٰۃ دعوت بیشمار است۔ و دعوت در عمل آوردن خیلی دشوار است بجز حضوری حکم خدا و باجازت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائق دعوت نباشد۔ ناقص، خام، سرِہوا۔

---

[۱] سورہ عنکبوت، ۲۹ : ۳۳

[۲] سورہ یونس، ۱۰ : ۶۲

وہ قبر کی تنہائی میں بغیر کسی خلل کے اللہ تعالیٰ کے ہم جلیس ہوتے ہیں۔ کوئی شخص اُن کے درمیان دخل انداز نہیں ہوتا۔ حق تعالیٰ ان سے انس کرتا ہے۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ کے سوا فرشتہ بھی پر نہیں مار سکتا۔ وہ اس موت میں ہمیشہ کی زندگی پاتے ہیں۔

قبر میں ایک لطف ہے کہ نورِ خاص کی جلوہ افروزی ہے۔ قبر میں وہ فنا ہو کر حق حضور کے ساتھ متصل ہو جاتا ہے۔

کیا تو نہیں جانتا کہ عارف فقیر ولی اللہ کا قالب قبر کی مانند ہوتا ہے۔ اور قلب لحد۔ مَعَ اللّٰہ کے مراتب وہم و فہم میں (بھی) نہیں سما سکتے۔ بے حد اور شمار سے باہر ہیں۔ نہ خوف کھا اور نہ غم کر۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"خبردار! اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ کبھی غمگین ہونگے"

○

باب سوم

علم دعوت

علم دعوت سے علوی سفلی اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق، جن، انسان، فرشتہ، مؤکل اور جو کچھ بھی اس عالم کی کل و جز مخلوق ہے، اُسے قید اور مسخر کیا جاتا ہے (دعوت سے) ذات و صفات کے تمام مقامات بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ دعوت پڑھنے کی ترتیب اور دعوت کی زکوٰۃ دینے کے بیشمار طریقے ہیں۔ لیکن دعوت کو عمل میں لانا بہت مشکل ہے۔ ماسوا اللہ عزوجل کے حکم کے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے دعوت کے لائق نہیں ہوتا۔ ناقص، خام اور ہوائے نفسانی کے حامل شخص کو دعوت نصیب نہیں ہوتی۔

معرفت، توحید استغراق کی انتہا تصور اسم اللہ ذات اور مشاہدہ حضور سے عبارت

انتہای معرفت توحید استغراق تصور اسم اللہ ذات مشاہدۂ حضور است
وانتہای دعوت ملاقات مجلس بہر انبیاء و اولیاء اللہ باہر یک روح قبور ر
است. این چنین مراتب تصور اسم اللہ و دعوت قبور بمد نظر اللہ منظور است۔

دعوت را چہار قوت گواہ است۔

اوّل: قوّت احتیاج عصا ندارد۔

دوم: قوّت ترک حیوانات خوردن نکند۔

سیوم: قوّت غرق فی التوحید نور اللہ۔

چہارم: دوام حضوری مشرف مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم با التماس صواب۔

الغرض از برای ضروری کار مہمّات دینی و دنیوی وقت شب بر قبر قبریکہ مثل
شہید یا غوث قطب باعظمت عظیم باشد. اوّل گرد قبر بانگ بخواند۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
تا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم روحانی در قبر قید
کند. بعد ازان سورۂ ملک از قرآن باادب روبرو قبر بخواند، روحانی حاضر
شود والہام دہد بادلیل و یا باوہم و یا باخیال و یا باآواز و یا باپیغام و یا باآگاہ
از قبر خبرش بگیرد باخبیر۔ آنچہ باشد ہر طبقات زیر زبر۔ عامل و دعوت نور کامل۔
نظار را احتیاج نیست آنرا از حصار بر حالی غالب بر ہر روحانی غالب است
غالب تمام ہر زبانش باروحانی کلام و یا آنکہ با قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ جمعیت کند، وعدہ
یک لحظہ و یا آنکہ یکدم و یا آنکہ یک شبانہ روز. و آخر انتہا آنکہ روز پنج از قبر بر نخیزد
تا آنکہ کار مطالب خود را بچشم ظاہر خود نہ بیند۔ روحانی را از قید خلاص نکند۔ و اگر
روحانی باجلالیت شوریدہ حال است، آنرا با قوت باطنی سرد سلب کند. بعد
ازان بر قبر او مثل اسپ سوار شود، آنچہ داند از قرآن بخواند. و اگر کسی
گوید کہ ادب قبر بزرگ نگہداشتن لازم است۔ جواب: بگو کہ

ہے. اور دعوت کی انتہا سے انبیاء و اولیاء اللہ کی مجلس نصیب ہوتی ہے۔ اور ہر ایک
قبر والے کی روح سے ملاقات ہوتی ہے۔ اس قسم کے مراتب اسم اللہ ذات کے
تصور، دعوت قبور اور منظور الٰہی ہونے سے حاصل ہوتے ہیں۔

دعوت کی گواہ چار قوتیں ہیں۔

اوّل: قوت یہ کہ (دعوت خواں) کو حصار کی حاجت نہیں رہتی۔

دوم: قوت یہ کہ اسے گوشت کھانا ترک نہیں کرنا پڑتا۔

سوم: قوت یہ کہ وہ (ہمیشہ) توحید اور نور الٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔

چہارم: قوت یہ کہ وہ مجلس نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ہمیشگی کی حضوری سے مشرف رہتا
ہے. وہ مجلس نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے جواب باصواب حاصل کرلیتا ہے۔

الغرض اگر کسی وقت کسی ضروری دینی یا دنیوی کام کے لیے رات کے وقت
کسی عظیم اور باعظمت شہید یا غوث یا قطب کی قبر پر جائے اور اوّل قبر کے گرد اذان
اللہ اکبر تا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پڑھے۔ اس
اذان سے روحانی قبر میں قید ہوجاتا ہے۔ بعد ازاں قرآن پاک میں سے سورۂ ملک
باادب قبر کے سامنے پڑھے۔ روحانی حاضر ہوجائے گا۔ اور دلیل سے یا وہم سے
یا خیال سے یا آواز سے یا پیغام سے الہام کرے گا۔ یا قبر سے باہر نکل کر خبیر بن کر
ہر طبقات زیر وزبر کے متعلق آگاہی دے گا۔ جو دعوت نور میں عامل اور کامل ہے،
اس کو حصار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ ہر حال میں ہر روحانی پر غالب ہوتا ہے۔ وہ
ہر زبان میں روحانی سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور یا یہ کہ جیسے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ سے جمعیت
حاصل ہوتی ہے، وہ ایک لحظہ یا ایک دم یا ایک رات دن یا پانچ دن کے اندر
اندر قبر سے روحانی کو اٹھالیتا ہے اور جب تک اپنے مطالب کار کو حل ہوتے اپنی
ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ لیتا، روحانی کو اپنے قید سے رہا نہیں کرتا اور اگر روحانی
اپنی جلالیت کی وجہ سے شوریدہ حال ہے، تو دعوت پڑھنے والے کو چاہیے کہ
اپنی باطنی قوت سے روحانی کی قوت کو سرد اور سلب کرلے۔ بعد ازاں اس کی
قبر پر گھوڑے کی مانند سوار ہوکر جو کچھ قرآن مجید میں سے اسے یاد ہو، پڑھے۔ اور اگر
کوئی یہ کہے کہ بزرگ کی قبر کا ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے، تو اس کو جواب دیں کہ

قبر بہتر است یا قرآن۔ ہر طریق کہ داند با قوت بر قبر سوار شود و قرآن بخواند
وازو آنچہ فی السمٰوٰت والارض است، مخفی و پوشیدہ نماند۔ از ہفتاد سالہ
ریاضت کہ با چلہ و خلوت کشیدہ باشد، از آن یکشب بدین ترتیب بر قبر
سوار شدہ بخواند بہتر است۔

حدیث

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ [1]

دعوت از برای سہ کار ضرور۔
یکی آنکہ بادشاہ اسلام کہ مہمات کارزار با دار حرب کفار دارد۔
دوم از برای رفاض خوارج قطاع الطریق۔
سیوم از برای علماء کہ منافقان امر معروف را قبول نکنند۔
دیگر از برای آبادانی و جمعیت خلق، باران رحمت باریدن بعضی در دعوت
خواندن عامل و بعضی با حکم اجازت۔ کامل آنست کہ در خواندن قبور عامل و در حکم
کامل مکمل اکمل جامع نور الہدیٰ دوام بمدنظر منظور خدا و در مجلس حضور محمد صلّی
اللہ علیہ وآلہ وسلّم توجہ و صاحب توحید و صاحب تصوّر و صاحب تصرّف و
صاحب تجرید و صاحب تفرید و صاحب توفیق و صاحب طریق و صاحب تحقیق
بحق رفیق، آنرا چہ احتیاج شمار ستارگان بروج۔ و آنرا چہ احتیاج وقت سعد
نحس و آنرا چہ احتیاج زکوٰۃ، قفل دور مدوّر، بذلہ و آنرا چہ احتیاج خوف جنونیت، و آنرا
چہ احتیاج مؤکل و آنرا چہ احتیاج غسل و آنرا چہ خوف رجعت دیوانگی، و آنرا چہ احتیاج
درود و وظایف کم زیادہ خواندن۔ این ہمہ وسواس، واہمات خطرات، دیوانگی آسیب
غیب عالم مؤکل خام ناتمام است۔
کامل اہل دعوت چنانچہ دعوت خواند کہ کلید ہر دو جہان بدست دارد بہفت اقلیم

[1] شرح مسند امام اعظم از حضرت ملا علی قاریؒ، لاہور، ص ۱۱۴

قبر بہتر ہے یا قرآن۔ ہر طریق سے جو اسے معلوم ہے قبر پر نہایت زور سے سوار ہو کر
قرآن مجید پڑھے، تو ارض و سماوات میں کوئی چیز اس سے مخفی اور پوشیدہ نہیں
رہے گی۔ ستر سال کی ریاضت سے جو چلے اور تنہائی میں کی جائے، اس سے ایک
رات اس ترتیب سے قبر پر سوار ہو کر قرآن مجید پڑھنا بہتر ہے۔

حدیث

"جب تم کسی کام میں حیران رہ جاؤ، تو اہل قبر سے مدد مانگو۔"

دعوت (مندرجہ ذیل) تین کاموں کے لیے پڑھنا ضروری ہے۔
اول :بادشاہ اسلام کی امداد کے لیے جو کفار سے برسرپیکار ہو۔
دوم :روافض و خوارج کے لیے جو قتل و غارت میں مصروف ہوں (دعوت پڑھنی چاہیے)
سوم :علماء جو منافق ہوں، جو امر معروف کو نہ مانیں یا دیگر لوگوں کی آبادی، جمعیت
خلق اور باران رحمت طلب کرنے کے لیے بھی دعوت پڑھی جا سکتی ہے۔ بعض
لوگ دعوت خوانی میں عامل ہوتے ہیں اور بعض کو حکم اور اجازت تو ہوتی ہے۔
(مگر وہ دعوت کے عامل نہیں ہوتے) کامل وہ شخص ہے جو دعوت خوانی میں عامل
ہے اور حکم میں کامل مکمل اکمل جامع نور الہدیٰ دوام بمدنظر اللہ منظور اور مجلس محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضوری ہوتا ہے۔ جو فقیر صاحب توجہ، صاحب توحید،
صاحب تصور، صاحب تصرف، صاحب تجرید، صاحب تفرید، صاحب توفیق، صاحب طریق اور
صاحب تحقیق بحق رفیق ہوتا ہے، اس کو ستیارگان اور بروج کی گنتی کی کیا ضرورت
ہے۔ اور اچھا برا وقت پہچاننے کی کیا احتیاج ہے۔ اسے زکوٰۃ، قفل، دور مدوّر، بذل،
جنات سے خوف کھانے اور مؤکلات سے (امداد طلب کرنے) کی کیا ضرورت ہے؟
اسے غسل کرنے کی کیا احتیاج ہے؟ اسے رجعت و دیوانگی سے ڈرنے کی کیا ضرورت
ہے؟ کم و بیش درود و وظائف کی کیا احتیاج ہے؟ یہ سب وساوس، واہمات، خطرات
دیوانگی، آسیب زدگی، مؤکلات سے غیبی (امور معلوم کرنا)، خام ناتماموں کا کام ہے۔
جو کامل اہل دعوت ہیں، انہیں دعوت خوانی سے دونوں جہان کی چابی ہاتھ میں آجاتی
ہے۔ ساتوں ولایتوں کے ساتوں بادشاہ ان کے قبضے میں ہوتے ہیں، خواہ کسی کو معزول کریں یا کسی
کو دربدر کریں، اور اگر کسی کو نوازنا چاہیں، تو اسکا نام قیامت تک باقی رہے۔ اور کامل اہل دعوت جب

آنچه برروی زمین ہفت بادشاہ است، خواہ کسی رامعزول سازد از جابیجاکند، خواہ کسی رابنوازد کہ تاقیامت قائم مقام ماند۔ وکامل اہل دعوت بحرقرآن مع ہمنشینی قبرچنان خواند کہ تاوقت خواندن کُلّ مخلوقات ارواح انبیاء واولیاء وارواح جمیع مؤمن مسلمان وحضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تاتمامی وہمگی وجملگی اصحاب ہمعہ اصحاب کبار ہمع حضرت امام حسنؓ وامام حسینؓ گرد بگرد خوانندہ لشکرغیبی تا آنکہ از وخلاص نشود روحانیت جُدا نگردد۔ واین چنین دعوت راتیغ برہنہ غالب القوت قوی گویند۔ دعوت باعتبار است۔ وتوجّہ مرشد کامل درکاراست۔

بدانکہ ترتیب خواندن دعوت قبور ۳ مرتبہ است۔ کسیکہ باادب روبرو قبورمتوجہ باخلاص شود وبخواند درجہ ثواب است وکسیکہ باقوّة برقبر روحانی سوار شود وباگرانی قبر روحانی بخواندن روحانی رابسیار عاجز وہلاک ودرقید قبض تصور تصرف بحکم خود آرد، باروحانی بہرسخن متکلم گردد وبی حجاب شود۔ سیوم ہرکہ گرد بگرد قبر بخواند اُحْضُرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ بِحَقِّ مَلِكِ الْاَرْوَاحِ برای عنداللہ ودوستی حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حاضر شود باروحانی جواب باصواب شود۔ ہرکہ بااہل دعوت اولیاء اللہ دشمن عداوت کند فی الدنیا والآخرة خانہ خراب شود کہ جذب اولیاء نمونۂ قہرخدا اَلْجَذْبَةُ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تَرَازِ الثَّقَلَيْنِ ط

ابیات

از تصور اسم اللہ راہ گیر　　تا شوی برقبر روحانی امیر
ازعرش بالانظر زیرش شمس وماہ　　اہل دعوت راچنین قربش الٰہ
باروحانی ہمسخن سخنش زروح　　روح روشن آفتابش ہمچو لوح

بحرقرآن کی دعوت قبر کی ہمنشینی سے پڑھتا ہے، تو پڑھائی کے وقت کل مخلوقات انبیاء، اولیاء، تمام مؤمن مسلمانوں کی ارواح، حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، تمام اصحاب کبارؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ کی ارواح اس کے گرداگرد غیبی لشکر کے ہمراہ موجود رہتی ہیں۔ جب تک وہ اس دعوت سے فارغ نہیں ہوتا، روحانی اس (کی قید) سے رہا نہیں ہوتے۔ اس قسم کی دعوت کو تیغ برہنہ غالب القوت قوی کہتے ہیں۔ یہ دعوت با اعتبار ہے، لیکن اسکے لیے کسی کامل مرشد کی توجہ درکار ہے۔

(اے طالب صادق) جان لے کہ قبر پر دعوت پڑھنے کے تین طریقے ہیں۔

اوّل : یہ کہ قبر کے سامنے اخلاص سے متوجہ ہوکر پڑھے۔ یہ ثواب کا درجہ ہے۔

دوم : یہ کہ جو شخص روحانی قوت رکھتا ہو، وہ روحانی کی قبر پر سوار ہوکر گرانی کے ساتھ پڑھے، جس سے روحانی عاجز ہوکر عامل کے قبضہ، قید اور تصرف وتصور وحکم میں آجاتا ہے۔ جس سے بےحجاب ہوکر عامل سے ہربات کے لیے ہمکلام ہوجاتا ہے۔

سوم : یہ کہ قبر کے گرداگرد پڑھے۔ "مسخر کرنے کے لیے حاضر کرو مالک الارواح کے طفیل" اور محض اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رفاقت کے لیے پڑھے، تو روحانی حاضر ہوکر جواب باصواب دے گا۔

جو شخص اہل دعوت اولیاء اللہ سے دشمنی وعداوت کرتا ہے، وہ دنیا وآخرت میں تباہ وبرباد ہوجاتا ہے۔ اولیاء اللہ کا جذبہ قہرخدا کا نمونہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ جذبہ جذبات الحق سے ہوتا ہے، جو دونوں جہانوں کو سجاتا ہے۔

ابیات

اللہ کے نام کے تصور سے راستہ حاصل کر، تاکہ تو روحانی کی قبر پر غلبہ حاصل کرلے۔
اس کی نظر عرش کے اوپر ہوتی ہے۔ چاند سورج اس کے نیچے ہوتے ہیں، اہل دعوت کو ایسا صاحب مزار اللہ تک پہنچاتا ہے۔
روحانی کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔ اس کی گفتگو روح سے ہوتی ہے اس کی نورانی روح لوح کی طرح اس کا سورج ہے۔

ہر جاکہ خواہی می شود با تو حضور — شد وجودی سربسر از خاص نور
دعوی ختم است دعوت انتہا — کامل و عامل بخلقت راہ نما
خاکپای کاملان شو ہم غلام — تا ترا حاصل شود مطلب تمام
باھوؒ نظر کن با ناظران صاحب نظر — احتیاجی نیست ناظر سیم و زر

○

ولی عارف باللہ ولی اللہ آنست ۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ :۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ[1]

کہ فقیر ولی دوام حاضر مجلس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملامت و آزار خلق اللہ بردارند و خلق را نیازارند ۔ از مشرق تا مغرب قتل عام کند ۔ این چنین قوت دارند ۔

بدانکہ علما وارث الانبیاء صاحب ادب اند ۔ و فقیر صاحب حکم اند ۔ ہر کہ این ہر دو طائفہ را باخلاص دوستی دارد ، اللہ تعالیٰ از حوادث آفات نگہدارد ۔ کہ علم کان است لعل ۔ و معرفت اللہ بجانان است وصال ۔ قال علم کل و وصال معرفت کشائندہ ہر مشکل ۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ۔

فقیر کامل لایق ارشاد آنست کہ از برای امتحان چہار کس را تلقین کند و جمعیت بخشد ۔

○

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۲۵۷

تو جہاں چاہے گا، تیرے سامنے حاضر ہو گا۔ (دعوت سے) تیرا وجود سراپا خاص نور ہو جائے گا۔

دعوت ہی ختم ہے اور دعوت ہی انتہا ہے۔ کامل اور عامل (دعوت سے) خلقت کی راہنمائی کرتے ہیں ۔

کاملوں کے پاؤں کی خاک اور اُن کا غلام ہو جا، تاکہ تجھ کو تیرے تمام مطالب حاصل ہو جائیں ۔

اے باھوؒ! صاحب نظر کی طرح نظر کرنے والوں پر نظر کر۔ ناظر کو سونے چاندی کی احتیاج نہیں رہتی ہے ۔

فقیر عارف باللہ ولی اللہ وہ ہے ۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دوست رکھتا ہے۔ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے"

جو دائمی طور پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس پاک میں حاضری سے مشرف ہوتا ہے۔ وہ مخلوق خدا کی جانب سے ملامت اور دکھ سہتا ہے، لیکن مخلوق کو آزار نہیں دیتا۔ وہ مشرق سے مغرب تک قتل عام کرتا ہے۔ وہ (اپنے اندر) اس قسم کی طاقت رکھتا ہے۔ (مگر باوجود اس کے وہ خلق خدا کو نہیں ستاتا)

جان لے کہ علما، انبیائے کرام کے وارث اور صاحب ادب ہیں۔ اور فقرا صاحب حکم ہیں۔ جو شخص ان ہر دو گروہوں (علمائے کرام اور فقرائے عظام) کا مخلص اور دوست ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے حوادثات (زمانہ) اور آفات (سماوی) سے محفوظ رکھتا ہے۔ کیونکہ علم لعل کی کان ہے۔ اور علم ہی سے معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے۔ علم ہی سے وصال نصیب ہوتا ہے۔ تمام علم (بغیر عمل کے) قیل وقال ہے۔ اور معرفت وصال ہر مشکل کے لیے مشکل کشا ہے۔ بس اللہ ہی حقیقی مالک ہے۔ باقی خواہشات ہی خواہشات ہیں ۔

لائق ارشاد کامل فقیر وہ ہے جو آزمائش کی خاطر چار اشخاص کو تلقین و ارشاد کرے اور جمعیت بخشے ۔

اوّل : بادشاہ ظل اللہ۔

دوم : علمار عامل ولی اللہ۔

سیوم : شیخ بی باطن۔

چہارم : جاہل را در قید علم کند۔

ابیات

نور الہدیٰ رحمت خدا باطن صفا — این مراتب یافتم از مصطفیٰؐ

مرد مرشد با توجہ نظر بین — طالبان را می برد حق الیقین

ہر کہ را مرشد نہ ای شیطان مرید — ہر کہ با مرشد بود گو بایزیدؒ

○

مرشد کامل از تلقین دو مراتب شناختہ شود کہ طالبان را تصوّر بخشد اسم اللہ ذات و از تصوّر اسم اللہ ذات یکبارگی می برد بہ مجلس محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سرور کائنات۔ ازین ہر دو مراتب ذکر فکر می کشاید وازین مراتب قرب وآنچہ مقامات ذات صفات منزل مقامات می کشاید و ہر یک در عمل در آید و کامل گردد۔ صاحب توجہ توفیق صدیق با تصدیق تحقیق۔ از حق طریق۔ اگر در سلک سلوک معرفت اللہ و مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم در باطن چنین گنج و نعمت اللہ و مراتب لذّت عظیم صراط المستقیم نبودی، روندگان راہ باطنی ہمہ گمراہ شدندی۔

ابیات

طلب کن باطن چو باطن شد ظہور — عارفان حق شوی اہل الحضور

اوّل : بادشاہ ظل اللہ کو۔

دوم : علمار عامل ولی اللہ کو۔

سوم : شیخ بے باطن کو۔

چہارم : جاہل کو علم کی قید میں لائے۔

ابیات

ہدایت کا نور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ باطن دل صاف اور منوّر ہو جاتا ہے۔

مَیں نے یہ مراتب حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پائے ہیں۔

مرشد کامل کا توجہ کی نظر سے ایک بار دیکھنا مریدوں کو حق الیقین کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔

جس کا پیر نہیں، وہ شیطان کا مرید ہے۔ جس کا کوئی پیر ہے تو اس کو کہہ کہ وُہ (گویا) بایزید بسطامیؒ (کی طرح) ہے۔

مرشد کامل تلقین کے دو مراتب سے پہچانا جاتا ہے کہ وہ طالبوں کو تصوّر اسم اللہ ذات بخشتا ہے۔ اور اسی تصوّر اسم اللہ ذات سے یکبارگی (طالب اللہ کو) مجلس محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سرورِ کائنات میں پہنچا دیتا ہے۔ ان ہر دو مراتب سے ذکر فکر کھل جاتا ہے۔ اور ان مراتب سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ ذات وصفات کے تمام منزل مقامات کھل جاتے ہیں۔ اور ہر ایک عمل میں آجاتا ہے، جس سے وُہ کامل ہو جاتا ہے۔ (ان دونوں مراتب سے) صاحبِ توجہ، صاحبِ توفیق اور صدیق بانصدیق ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے طریق تحقیق ہاتھ آتا ہے۔ اگر سلک سلوک میں معرفت خداوندی، مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور باطن میں اس قسم کے خزانے اللہ کی نعمتیں، اور صراط مستقیم کی لذّت عظیم کے مراتب نہ ہوتے، تو راہ باطنی پر چلنے والے تمام لوگ گمراہ ہو جاتے۔

ابیات

جب باطن کا ظہور ہو گیا، تو تُو باطن کو طلب کر۔ تُو عارف حق ہو جائے گا اور اہل حضوری میں سے ہوگا۔

درحضوری سہ مقام وسہ نشان   علم وحلم وعارف صاحب عیان

شرح حاضرات

کل وجز درقبض قید تصرف خود آورد درجات سی۳۰ کلید وسی سیپارۂ قرآن۔ وباہریک سی۳۰ حروفی سی علمی وسی۳۰ حکمت وسی۳۰ گنج وسی۳۰ دائرۂ نقش وسی۳۰ حاضرات۔ بعضی ازحاضرات کلید حروف دریافتن حقایق ماضی وحال ومستقبل ومقام ازل ومقام ابد ومقام عقبیٰ ومقام معرفت توحید الٰہی بخشد وبکشاید وبعضی از کلید حاضرات حروف دائرۂ نقش حرف تجلیات ذات مشاہدات می کشاید، ہفت علم۔

اوّل : روشن ضمیر۔
دوم : علم کیمیا اکسیر۔
سیوم : علم دعوت تکسیر۔
چہارم : علم نص حدیث تفسیر۔
پنجم : علم تاثیر۔
ششم : علم نظر نظیر۔
ہفتم : علم بر نفس امیر۔

ہرکہ باین مراتب کل کلیدات حاضرات رسد، فقیر لایحتاج۔ تمام عالم، ہفت اقلیم ہفت بادشاہ طالب اومرید، اینست پیر کامل۔ مرید لایرید از کلید حاضرات حروف نقش دائرہ حرف آنچہ وجود جان جسم جسد قلب قالب است گوشت پوست۔ اگر مغز استخوان وہر موئی زبان

حضوری میں تین مقام اور اس کے تین نشان ہیں۔اس کو صاحبِ علم، بردبار اور صاحبِ نظر ہونا چاہیے۔

شرح حاضرات

حروف تہجی

واضح رہے کہ تیس۳۰ حروف سے کل وجز، قبض، قید اور تصرف میں آجاتے ہیں۔ تیس۳۰ حروف قرآن پاک کے تیس سیپاروں کی چابیاں ہیں۔ تیس۳۰ حروف سے تیس۳۰ علم، تیس حکمت، تیس خزانے، تیس دائرۂ نقش اور تیس حاضرات حاصل ہوجاتی ہیں۔ حروف کی چابی کے بعض حاضرات سے ماضی، حال اور مستقبل کے حقائق معلوم ہوجاتے ہیں۔ مقام ازل، مقام ابد، مقام عقبیٰ اور مقام معرفت توحید الٰہی کا انکشاف ہوتا ہے اور بعض کو حروف دائرۂ نقش کے حاضرات کی کنجی سے تجلیات ذاتی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس سے مندرجہ ذیل سات قسم کے علوم منکشف ہوجاتے ہیں:۔

اول علم روشن ضمیری ہے۔
دوسرا علم کیمیا اکسیر ہے۔
تیسرا علم دعوت تکسیر ہے۔
چوتھا علم قرآن وحدیث وتفسیر ہے۔
پانچواں علم تاثیر ہے۔
چھٹا علم نظر نظیر ہے۔
ساتواں علم نفس پر غلبہ ہے۔

جو شخص کل کلیدات حاضرات کے ان مراتب پر پہنچتا ہے۔ وہ فقیر لایحتاج بن جاتا ہے۔ تمام عالم، سات راجدھانیوں کے ساتوں بادشاہ اس کے طالب اور مرید ہوجاتے ہیں۔ ایسا شخص پیر کامل ہوتا ہے وہ اپنے مرید لایرید کو نقش دائرہ حروف کے حاضرات سے اس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے کہ مرید کا جسم، اس کی جان، اسکا قلب قالب

کشاید بنام اللہ از تجلیات ذکر اللہ و آنچہ حجاب سراپردہ است ہمہ از وجود برخیزد۔ از کلیدات حاضرات حروف دائرۂ منقش حرف استغراق معرفت الاّ اللّٰہ و از مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ یعنی اصحاب کبار، جمیع اصحاب با نبی اللہ مشرف و معزز گردد۔ از کلیدات حاضرات متوجہ باطنی بر عرش اکبر میرود۔ و گرد دیگر د کنگرۂ عرش و کرسی حرفی مرقوم است۔ بر کنگرۂ عرش اکبر سی حرفی در مطالعہ کند و در عمل در آید۔ و گنج خزائن اللہ آنچہ ظاہر باطن است ہمہ بکشاید۔ و ازان مطالعہ لوح محفوظ در مطالعہ آید۔ و عرش اکبر و لوح وقلم و کرسی از ماہ تا بماہی بقدرت الٰہی در لوح ضمیر مثل نقطہ کہ در آن است ازان جملگی باریک نماید۔ ہر کہ حاضرات کلیدات سی حرفی داند، علم خواندہ ناخواندہ آنرا برابر است۔ ازانکہ علم تورات و علم انجیل، علم زبور، و علم فرقان، عبادات، معاملات و اسم اعظم و اسم معظم و اسم عظمت و اسم کرامت ہمہ کشف گردد۔ و آنچہ بروی زمین ممات، حیات، علیین، سجین مثل غوث، قطب، اولیاء، قطب وحدت، فقیر مالک الملکی ہر ہمہ را دریابد۔

ہر کہ این چنین حاضرات کلیدات سی حرفی داند، اگر کامل است مکمل شود و اگر مکمل است، اکمل شود۔ و اگر اکمل است، جامع عامل شود۔ مؤکلان و فرشتگان، ہژدہ ہزار عالم، کل مخلوقات کلام و نطق از وبرکت و جمعیت از سی حرفی بیرون نیست۔

اور گوشت پوست، ہڈیوں کا مغز حتیٰ کہ ایک ایک بال اللہ اللہ پکارنے لگتا ہے۔ تجلیات ذکر خداوندی سے تمام سراپردۂ حجاب وجود سے اُٹھ جاتے ہیں۔ دائرۂ نقش کے حاضرات حروف کی کلیدات سے اِلاّ اللّٰہ کی معرفت کا استغراق اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری نصیب ہوتی ہے یعنی اصحاب کبار اور جمیع اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات سے مشرف و معزز ہو جاتا ہے۔ جب کلید حاضرات سے باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تو عرش اکبر پر پہنچ جاتا ہے۔ جہاں پر عرش کے کنگروں اور کرسی کے اردگرد یہ تیس حروف مرقوم ہیں۔ وہ عرش اکبر کے کنگروں پر تیس حروف کا مطالعہ کرتا ہے۔ اور عمل میں لاتا ہے۔ جس سے ظاہر و باطن کے تمام خزائن الٰہی اس پر کھل جاتے ہیں۔ جس سے لوح محفوظ کا مطالعہ کھل جاتا ہے۔ اور عرش اعظم، لوح وقلم و کرسی تحت الثریٰ سے عرش بریں تک قدرت الٰہی سے لوح ضمیر میں مثل نقطہ دکھائی دیتے ہیں، بلکہ ان تمام سے بھی زیادہ باریک چیزیں منکشف ہوجاتی ہیں۔ جو کوئی تیس حروف کی کلیدات حاضرات کو جانتا ہے، اس کے لیے پڑھنا یا نہ پڑھنا برابر ہوتا ہے۔ یہ اس لیے کہ اُسے علم توریت، علم انجیل، علم زبور، علم قرآن، علم عبادات، معاملات، اسم اعظم، اسم معظم، اسم عظمت اور اسم کرامت سبھی کا انکشاف ہوتا ہے۔ اور روئے زمین پر جو کچھ بھی زندہ، مُردہ ہے، نیز علیین، سجین، غوث، قطب، ولی اللہ، قطب وحدت اور فقیر مالک الملکی سب کا جاننے والا ہوتا ہے۔ جو کوئی اس قسم کی تیس حرفی حاضرات کلیدات جانتا ہے، اگر وہ کامل ہے، تو مکمل ہوجاتا ہے۔ اور اگر وہ مکمل ہے، تو اکمل ہوجاتا ہے۔ اور اگر اکمل ہے، تو جامع عامل ہوجاتا ہے۔ مؤکلات، فرشتے، اٹھارہ ہزار عالم، کل مخلوقات، کلام و نطق تیس حروف کی برکت و جمعیت سے باہر نہیں۔

و دائرہ سی[۳] حرفی اینست ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ا ب ت ٹ ث ج خ د ذ ر ز
س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق
ک ل م ن و ہ لا ء ي

حدیث قدسی

عَبْدِیْ تَتَعَمُّ بِیْ وَاَنَسُ بِیْ اَنَا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ کُلِّ مَا سِوَی اللّٰہِ ؕ

یعنی ای بندۂ من عیش بگیر من و الفت جمیعت بگیر من، از ہر آنچہ من نیک ترم برای تو از ہر چیزی کہ غیر من است ۔

مصنفؒ می گوید کہ از مطالعۂ علم تمام تحصیل عالم شد ۔ و از ذکر طالب اللہ ذاکر شد، نام او ذاکر ۔ و از فکر طالب اللہ صاحب فکر، نام او اہل فکر ۔ و از الہام طالب اللہ صاحب الہام شد، نام او اہل الہام ۔ و از کشف کرامات طالب اللہ صاحب کشف کرامات شد، نام او اہل کشف کرامات شد ۔ از مذکور طالب اللہ صاحب مذکور شد، نام او اہل مذکور ۔ از ورد و وظائف تلاوت، باعمال ظاہر مجاہدہ طالب اللہ صاحب مجاہدہ ۔ و از مشاہدہ طالب صاحب مشاہدہ شد و نام او اہل مشاہدہ ۔ یعنی در علم، وہم، خیال دلیل زندگی دم روان شد ۔ از حضور طالب اللہ صاحب حضور شد، نام او اہل حضور ۔ و از قرب طالب صاحب قرب شد، نام او اہل قرب ۔ و از تجلیات نور المبین، علم الیقین عین الیقین حق الیقین یعنی دانستن آنچہ دانست بچشم باطن دید ۔ و آنچہ دید در آن فنا شد یافت حق بحق رسید ۔ حق بحق دید، حق بحق شنید ۔ حق بحق کشید ۔ این را نام صاحب حق شد ۔ این ہر یک مراتب نام شد یعنی ولی اللہ عارف

[1] حدیث قدسی

اور دائرہ سی حرفی یہ ہے ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ا ب ت ٹ ث ج خ د ذ ر ز س ش ص
ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و
ہ لا ء ي

حدیث قدسی

"اے میرے بندے! تو میری نعمت پر عیش کرتا ہے اور مجھ سے ہی انس اور جمیعت حاصل کرتا ہے ۔ (مگر تو مجھے بھول جاتا ہے) حالانکہ میں تمام ماسوی اللہ سے بڑھ کر تیرے لیے بہتر ہوں"۔

مصنف (فقر باہوؒ) فرماتے ہیں کہ علم تمام کے حصول مطالعہ سے عالم ہوتا ہے ۔ ذکر کرنے والے طالب اللہ کو ذاکر، فکر کرنے والے طالب اللہ کو صاحب فکر، جسے اہل فکر کہتے ہیں ۔ الہام والے طالب اللہ کو صاحب الہام، جسے اہل الہام کہتے ہیں ۔ کشف و کرامات والے کو صاحب کشف و کرامات، جسے اہل کشف و کرامات کہتے ہیں ۔ مذکور والے طالب اللہ کو صاحب مذکور، جسے اہل مذکور کہتے ہیں ۔ ورد و وظائف، یا تلاوت قرآن مجید اور ظاہری اعمال مجاہدہ کرنے والے طالب اللہ کو صاحب مجاہدہ اور مجاہدہ سے مشاہدہ کرنے والے طالب اللہ کو صاحب مشاہدہ، یعنی علم، وہم، خیال دلیل سے (ہمیشہ کی) زندگی نصیب ہو کر دم رواں ہو جاتا ہے ۔ حضور سے طالب اللہ صاحب حضور اور اہل حضور اور قرب سے طالب اللہ صاحب قرب اور اہل قرب کہلاتا ہے ۔ تجلیات نور المبین سے علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین سے حاصل ہو جاتا ہے ۔ یعنی جو کچھ اس نے دیکھا، باطن کی آنکھ سے دیکھا ۔ اور جو کچھ دیکھا، اس میں فنا ہوا ۔ حق سے حق کو پایا ۔ حق سے حق کو پہنچا ۔ حق نے حق کو دیکھا ۔ حق نے حق سے سنا ۔ حق نے حق کو کھینچا ۔ اس کا نام صاحب حق ہوا ۔ یہ تمام مراتب جن کا نام لیا گیا ہے، انہیں ولی اللہ، عارف

باللہ اولیاء اللہ واصل۔ غوث، قطب، ابدال، اوتاد، اخیار عمر این ہر یک مراتب در شمار آوردہ قاعدہ خواندن مثل سی[٣] حرفی طفولیت بطفلان سبق می دھند۔

پس فقر چیست؟ و مراتب فقر چیست؟ مرتبۂ فقر غرق در دریای توحید فردانیت فنا فی اللہ فرد۔ بر ہر یک مراتب غالب مرد۔ و فقر حاصل نمی شود، تا آنکہ مرشد کامل فقیر طالب را بہفت مشق اسم اللہ ذات ہفت اندام بتصور پختہ گرداند و بہفت تصرف نفس را از ہستی بود نابود۔ بعد ازان غرق انوار کہ محض مطلق غرق نور دیدار بروی حرام و مُردار۔ ہر کہ بدین آثار فنا فی اللہ فقیر پروردگار۔ ظاہر در شریعت ہشیار و باطن از باطل بیزار۔ ہر کہ باین مراتب فقر رسد، بروی بیست و چہار ہزار تجلیہ نازل شود از ما مان بیست و چہار حروف کلمۂ طیب لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ این از سر مغز اسرار دماغ است۔ این را فقیر مالک الملکی گویند سر دفتر فقر۔

قولہٗ تعالیٰ :-

رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ[١]

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :-

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ[٢]

فقیر شدن نہ آسان کار، در فقر عظیم ستر اسرار۔ فقیر صاحب جمعیت فنا فی ذات از مقامات درجات کشف کرامات بی جمعیت متفرقات۔ اللہ بس ما سوی اللہ ہوس۔

پس مراتب فقر آنکس داند کہ بفقر رسیدہ و لذت از فقر چشیدہ و فقر را ور زیدہ باشد و سلطان الفقر را بعینہ عین دیدہ باشد۔

[١] سورۃ القصص، ۲۸ : ۲۴ [٢] زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ۔

باللہ، واصل اولیاء اللہ، غوث، قطب، ابدال، اوتاد، اخیار وغیرہ کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر مرتبہ، جس کا شمار کیا گیا ہے۔ یہ بچوں کے لیے سی حرفی کی قاعدہ خوانی کے مثل ہے، جس کا ان کو بچپن میں سبق دیا جاتا ہے۔

پس فقر کیا ہے؟ اور اس کے مراتب کیا ہیں؟ دریائے توحید میں مستغرق ہو کر فردانیت حاصل کرنے کو فقر کہتے ہیں۔ جو فنا فی اللہ ہو کر فرد ہو جاتا ہے۔ وہ ان تمام مراتب پر غالب اور مرد ہو جاتا ہے۔ اور فقر حاصل نہیں ہوتا، جب تک کہ مرشد کامل فقیر طالب اللہ کو اسم اللہ ذات کی سات مشقوں سے اس کے ساتوں اعضاء کو پختہ نہ کر دے اور سات قسم کے تصرف سے نفس کو ہستی سے نیستی نہ کر دے۔ بعد ازاں اسے غرق انوار کر دیتا ہے، جس سے وہ (اس طرح) مطلق غرق نور اور (مشرف) دیدار ہو جاتا ہے، کہ دوسرے کو دیکھنا اس کے لیے حرام اور مُردار ہو جاتا ہے۔ جو شخص ان آثار سے فنا فی اللہ ہو، وہی اللہ تعالیٰ کا فقیر ہے۔ ایسا شخص بظاہر شریعت میں ہوشیار اور باطن میں باطل سے بیزار ہو جاتا ہے۔ جو شخص فقر کے ان مراتب پر پہنچتا ہے، اس پر کلمۂ طیب کے چوبیس حروف سے چوبیس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ تجلیات نازل ہوتی ہیں، کیونکہ یہ اسرار سر مغز دماغ سے ہیں۔ ایسے شخص کو مالک الملکی فقیر کہتے ہیں، جو فقر میں سر فہرست ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اے رب! تو جو اچھی چیز میری طرف اتارے، میں اس کا محتاج ہوں"۔

ارشاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے :-

"فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے"۔

فقیر ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ فقر میں بہت سے راز پوشیدہ ہیں، صاحب جمعیت فنا فی ذات فقیر کشف و کرامات کے بے جمعیت متفرق مقامات و درجات سے گذرا ہوا ہوتا ہے۔ اللہ ہی کافی ہے۔ باقی سب خواہشات دنیا ہیں۔

پس فقر کے مراتب وہی جانتا ہے، جو فقر تک پہنچا ہو۔ جس نے فقر کی لذت چکھی ہو۔ اور فقر کو اختیار کیا ہو اور سلطان الفقر کو عین بعین دیکھا ہو۔

○

قولهٗ تعالیٰ :-

وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ؕ[1]

بسیار اند فقیر کہ بفقر نام رسیدہ۔ کم اند فقیر از ہزار کس باشد کہ بفقر تمام رسیدہ۔

حدیث

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ؕ[2]

حدیث

اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰهِ ؕ[3]

سخن فقیر از کُنہ متفق قضا۔ اینست مراتب فقر رضا کہ رضای فقر بقضای فقر کہ مراتب فقر در وہم و فہم نگنجد، قلب سلیم و بحق تسلیم۔

قولهٗ تعالیٰ :

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ؕ[4]

پس معلوم شد کہ فقیر اہل خدا و اہل مراتب اہل ہوا۔ مجلس اہل خدا و اہل ہوا راست نیاید۔ پس سالک سلک حضوری بدانکہ از وجود بہ بکشاید و عینہ بعین می نماید۔

باید دانست کہ غوث و قطب سہ طریق است بعضی بطیر سیر طبقات صاحب توفیق است غوث و قطب دہقانی گویند۔ از یکدیگر ولایت تا بولایت متعلق یکدیگر تعلقات۔

دوم: غوث و قطب بحق رفیق روحانی کہ از قبر می بردہ برای آوردہ جسم جانی روحانی

---

[1] سورہ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۲ [2] مرغوب القلوب، ص ۱۸، انیس الطالبین از حضرت خواجہ بہار الحق والدین نقشبندیؒ [3] عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔ [4] سورہ المؤمن، ۴۰: ۴۴۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

"جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے، وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔"

بہت سے فقیر فقر کے نام تک ہی پہنچے ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک فقیر ہوگا، جو فقر تمام کے مقام پر پہنچا ہوگا۔

حدیث

"جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے"۔

حدیث

"فقیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔"

فقیر کی بات کُن سے قضا کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ یہ ہیں مراتب فقر رضا کے، کیونکہ فقیر کی رضا فقر کی قضا کے مطابق ہوتی ہے۔ فقر کے مراتب وہم و فہم میں نہیں سما سکتے۔ فقیر کا دل سلیم ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیے ہوئے ہوتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

"میں اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ واقعی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔"

پس معلوم ہوا کہ فقیر اہل خدا ہوتا ہے اور اہل مراتب اہل ہوا ہوتا ہے۔ اس لیے اہل خدا اور اہل ہوس کی مجلس ایک دوسرے کو راس نہیں آتی۔ پس حضوری کے سلک سلوک والا (فقیر) مذکورہ بالا امور وجود سے منکشف کر کے عین بعین دکھا دیتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ غوث و قطب تین طرح کے ہوتے ہیں:

اوّل : بعض غوث و قطب طبقات کی طیر سیر میں صاحب توفیق ہوتے ہیں۔ انہیں غوث و قطب دہقانی کہتے ہیں۔ ان کے ولایت با ولایت ایک دوسرے سے تعلقات ہوتے ہیں۔

دوم : غوث و قطب روحانی جو حق کے رفیق ہوتے ہیں اور جو قبر سے باہر نکل کر جسم جان اور روح اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ دنیائے فانی کے شور و غل سے فارغ ہوتے

فارغ از دنیا رفانی دوام اشتغال بمعرفت خدا وحال قدر الیشان بر ملک عظیم است و مراتب الیشان صفت کریم است. خود را گمنام ساختہ انداز خلقت ظہو دوام در لاہوت حضور۔

سیوم: غوث وقطب تحقیق غرق توحید در دریای عمیق کہ این را فقیر حقیقی گویند۔ از وجود حق آوردہ و حق بحق بردہ، محقق حقیقت فنا فی اللہ بحق فنا بقا باللہ بحق بقا۔ قدرت سبحانی معشوق ربانی حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ جملہ اہل مراتب از الیشان است۔ ہر کہ منکر بی دین، بدکیشان و پریشان باشند۔ قول فقیر باہوؒ قدس سرہٗ۔ اَلْعِنَایَۃُ مِنَ الْھِدَایَۃِ۔ وہدایت ہفت قسم است۔ مجموعہ چہار ہدایت در علم است۔ علم، عمل، فیض، تقویٰ۔ مجموعہ سہ ہدایت باطن است۔ شناختن نفس و برآمدن از ہوا نفس و شناختن اللہ کہ بزبان قدرت گویندہ و بگوش قدرت شنوندہ و بچشم قدرت بینندہ۔ ہر کہ براین اعتقاد آوردہ نفس تابع از بد خصالت مرد۔ خدای تعالیٰ را شناخت و قدم در معرفت الٰہی برد۔

حدیث

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَآءِ
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَآءِ [1]

بعد از آن حاصل شود عارف باللہ را معرفت خدا۔

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللہِ [2]

ابیات

فقر لا یحتاج را شد دو گواہ — ترک دادن غیر دیگر ترک جاہ

[1] کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان [2] عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ

ہیں اور دائمی طور پر معرفت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کی قدر و منزلت کی کیفیت عظیم فرشتوں جیسی اور ان کے مراتب کریم جیسے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو گمنام رکھتے ہیں، خلقت میں ظاہر نہیں ہوتے، بلکہ لاہوت میں ہمیشہ کے لیے حضوری ہوتے ہیں۔

سوم: غوث و قطب (صاحب) تحقیق جو توحید کے گہرے سمندر میں مستغرق ہوتے ہیں۔ انہی کو حقیقی فقیر کہتے ہیں۔ ان کے وجود سے حق نکالا ہے اور وہ حق کو حق میں لے گئے ہیں۔ وہ حقیقت کے محقق فنا فی اللہ ہیں۔ حق میں فنا اور بقا باللہ یعنی حق میں بقا والے ہیں۔ وہ قدرت سبحانی، معشوق ربانی حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی سرہٗ العزیز ہیں۔ یہ تمام مراتب ان سے ہیں۔ جو حضور غوث پاکؓ کا منکر ہے، وہ بے دین، بدمذہب اور پریشان حال ہے۔

فقیر باہوؒ فرماتے ہیں کہ عنایت ہدایت سے ہے۔ اور ہدایت سات طرح کی ہے۔ چار قسم کی ہدایت کا مجموعہ علم میں ہے۔ یعنی علم، عمل، فیض اور تقویٰ۔ تین قسم کی ہدایت کا مجموعہ باطن میں ہے۔ یعنی معرفت نفس، خواہشات نفسانی سے نکلنا۔ اور معرفت خداوندی اس طرح حاصل ہونا کہ قدرت کی زبان سے بات کرے۔ قدرت کے کانوں سے سنے اور قدرت کی آنکھوں سے دیکھے۔ جو شخص اس بات پر اعتقاد کرکے (عمل) کرے گا، اس کا نفس اس کا مطیع ہو کر خصائل بد سے مردہ ہو جائے گا۔ پھر وہ خدائے بزرگ و برتر کو پہچان لے گا، اور معرفت خداوندی میں قدم رکھے گا۔

حدیث

"جس نے اپنے نفس کی حقیقت کو پہچان لیا، پس اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا اور جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچان لیا پس اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچان لیا"

اس کے بعد عارف باللہ کو معرفت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ "فقیر ماسوا اللہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا"

ابیات

غیر محتاج فقیر کے دو گواہ ہوتے ہیں۔ وہ غیر اللہ کو اور عزت و جاہ کو ترک کر دیتا ہے۔

عزّ و دنیا را نہ طلبش انبیاءؑ ترک دنیا فرض شد بر اولیاءؒ

فقیر ازین دو مراتب لایحتاج گردد۔ یکی از تصور اسم اللہ ذات، معرفت، مشاہدۂ قرب حضور۔

دوم: با توفیق قوت قوی دوام حاضر مجلس نبی علیہ السلام۔

از دعوت اہل روحانیت اہل قبور بر فقیر در عمل آوردن عین ضرور است۔ اگر صورت حروف علم و صورت علماء و نقش و اسم اللہ ذات و صورت فقراء نوشتہ می بینی بر دیوار، ادب نگہدار کہ این ہر دو طایفہ بزرگوار برگزیدہ درگاہ پروردگار است، صاحب معرفت لایق دیدار است۔ ہر کہ دامن با دوستی ایشان گیرد، بسلامتی ایمان بمیرد۔

بدانکہ ہر طریق و ہر علم را اوّل و ابتدا، قاعدہ و راہ است، بی مرشد و بی استاد بی علم قاعدہ راہ آدمی گمراہ است۔ اوّل قاعدۂ قادری را قلعہ ہفت اندام قید قلب قالب کہ نفس تزکیہ گیرد، پُر نور و قلب زندہ شود مع اللہ بالہام ذکر مذکور۔ و روح در مشاہدہ در آید قرب اللہ حضور۔ چون این ہفت قلعہ ہفت اندام قادری را روشن شد، انوار قادری عارف باللہ لایق دیدار از تصور اسم اللہ ذات۔ و یا از ذکر ضرب کلمۂ طیبات از استاد کامل مرشد مکمل می داشت۔ و قاعدۂ سبق یک حرف اللہ خواند، چشم روشن شد، تماشای جاودان بدید و بمعرفت الٰہی رسید۔

ہر کہ قاعدۂ یک حرفی را روز اوّل از طریق تحقیق بخواند، آنچہ فی الدنیا والآخرۃ است، از وی ہیچ چیز مخفی و پوشیدہ نماند۔

قادری بسیار است بگفتن نام قادری کم است کہ قادری عارف تمام۔ قادری را از آن باید شناخت۔ قادری از معرفت الٰہی توحید دریای نوش

انبیائے کرام علیہم السلام عزت اور دنیا کو طلب نہیں کرتے۔ دنیا کو ترک کرنا اولیائے کرامؒ پر فرض ہو جاتا ہے۔

فقیر ان دو مراتب سے لایحتاج ہو جاتا ہے۔ ایک تصور اسم اللہ ذات، معرفت اور قرب حضور کا مشاہدہ۔

دوم: دائمی طور پر مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں با توفیق قوی قوت رکھتا ہو۔

فقیر کے لیے عین ضروری ہے کہ اہل رُوحانیت اور اہل قبور کی دعوت کو (پڑھ کر) عمل میں لائے۔ اگر علماء کے نام کے حروف کی صورت یا اسم اللہ ذات کا نقش یا فقراء کی صورت دیوار پر لکھی ہوئی دیکھو، تو اس کا ادب کرو، کیونکہ علماء اور فقراء کے دونوں گروہ بزرگ اور درگاہِ پروردگار کے برگزیدہ ہیں۔ یہ دونوں ہی صاحب معرفت اور لائق دیدار ہیں۔ جو دوستی کے ساتھ ان کا دامن پکڑتا ہے۔ وہ اس دنیا سے ایمان کی سلامتی کے ساتھ کوچ کرتا ہے۔

(اے طالب صادق) جان لے کہ ہر ایک طریقے اور ہر ایک علم کے لیے ابتدائی قاعدہ اور راہ ہے۔ بے مرشد اور بے استاد اور بے علم کا نہ کوئی قاعدہ ہے، نہ کوئی راہ، بلکہ وہ گمراہ ہے۔ اوّل قاعدۂ قادری ساتوں اعضاء کا قلعہ ہے۔ جس سے قلب و قالب تصرف میں آتے ہیں۔ نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے۔ اور قلب قالب پُر نور ہو جاتے ہیں۔ قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ ذکر مذکور سے مع اللہ الہام ہونے لگتا ہے اور رُوح کو مشاہدۂ قرب و حضور الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ جب قادری کے ساتوں اعضاء، جو سات قلعے ہیں، نور سے روشن ہو جائیں، تو عارف باللہ تصور اسم اللہ ذات یا کلمۂ طیبات کے ذکر سے دیدار کے لائق ہو جاتا ہے، بشرطیکہ کوئی کامل استاد یا مرشد مکمل سکھائے۔ اور جب کوئی قاعدۂ یک حرفی اسم اللہ کے سبق کو پڑھتا ہے، تو آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں، دائمی تماشا نظر آنے لگتا ہے۔ اور معرفت خداوندی حاصل ہو جاتی ہے۔

جو کوئی قاعدۂ یک حرفی (اسم اللہ) کو پہلے دن تحقیق کے طریق سے پڑھتا ہے، تو دنیا و آخرت میں جو کچھ بھی ہے، اس سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔

نام کے قادری تو کثرت سے ہیں، لیکن قادری جو عارف تمام ہو، شاذ و نادر ہیں۔

است۔ قادری ہرگز نباشد بادہ فروش۔ مرتبۂ قادری قرب است باجمیعت وقادری قتال است قاتل نفس۔ وقادری غنی است بی غلط۔ وقادری حق پسند است، بیزار از بدعت، سرود، حُسن پرستی وحسن پرستی از انا ہوا ومستی است۔

عجب دارم ازان احمق قوم کہ در مرتبۂ تلمیذ الشّیطان وی گویند تلمیذ الرّحمٰن در مرتبۂ قید شیطان خطرات وسواسی وی گویند مرتبۂ اویسی است۔

بدانکہ ہریک مقام کہ در اُو ابتدا، وانتہا ختم تمام مخلوقات پیدا وپنہان خداوندی در طی اسم اللہ ذات است۔ واسم اللہ ذات در طی قلب است، وقلب در طی سِرّ است وسِرّ در طی روح است وروح در طی اسرار است و اسرار در طی خفی است۔ وخفی در طی ہویدا است وہویدا در طی سویدا است و چون مجموعہ در طی روشن در آید وہر علم علوم بکشاید وی داند، از وہیچ چیز مخفی وپوشیدہ نماند۔ این راہفت قاری علم معرفت عالم اللسان وعالم القلب وعالم الروح وعالم السّر وعالم الاسرار وعالم الخفی وعالم النّور الہدایت۔ عالم تمام تحصیل عارف خدا۔

واز ہریک علم چہاردہ علم برآید۔ واز ہریک چہاردہ علم بیست ہزار علم بکشاید۔ ہرکہ ہریک علم را در تحصیل در آرد آنرا عالم حکیم عارف گویند۔ ونزدیک اوعوام وخواص جاہل است کاین عالم خاص الخاص حکیم است قلب سلیم بحق تسلیم است۔

حدیث

لَاتُکَلِّمُوْ کَلَامَ الْحِکْمَةِ عِنْدَ الْجَاھِلِ[1]

[1] الحدیث

قادری کو اس بات سے پہچاننا چاہیے کہ وہ معرفت الٰہی توحید کا دریانوش ہوتا ہے۔ قادری ہرگز بادہ فروش نہیں ہوتا۔ قادری کا مرتبہ قرب باجمیعت ہے۔ اور قادری قاتل نفس ہے۔ قادری صحیح معنوں میں غنی ہوتا ہے اور وہ حق پسند ہوتا ہے۔ قادری بدعات سے بیزار ہوتا ہے۔ قادری سرود اور حُسن پرستی سے متنفر ہوتا ہے، کیونکہ حُسن پرستی تکبر، حرص وہوا اور مستی کے سبب ہوا کرتی ہے۔

مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب ہوتا ہے، جو (حقیقت میں) تو شیطان کے شاگرد ہیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ وہ وحدانیت کے پرستار ہیں۔ حالانکہ وہ قید شیطان کے مرتبہ میں خطرات ووساوس میں مبتلا ہوتے ہیں، لیکن اپنے آپ کو وہ اویسی کہتے ہیں۔

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح) جان لے کہ ہر ایک مقام کی ابتدا، وانتہا، ظاہر ومخفی تمام مخلوقات خداوندی اسم اللہ ذات کی طے میں ہے۔ اور اسم اللہ ذات قلب کی طے میں ہے اور قلب سِرّ کی طے میں ہے۔ اور سِرّ روح کی طے میں ہے۔ اور روح اسرار کی طے میں ہے۔ اور اسرار خفی کی طے میں ہے اور خفی ہویدا کی طے میں ہے۔ اور ہویدا سویدا کی طے میں ہے۔ اور جب ساری طے روشن اور واضح ہو جاتی ہیں، تو تمام علم علوم منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور وہ (ہر چیز) جان جاتا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ پھر قادری ساتوں علوم معرفت کا عالم ہو جاتا ہے۔ وہ ساتوں علوم مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلا علم: عالم لسان۔ دوسرا علم عالم قلب۔ تیسرا علم: عالم روح۔ چوتھا علم: عالم سِرّ۔ پانچواں علم: عالم اسرار؛ چھٹا علم: عالم خفی۔ ساتواں علم: عالم نور ہدایت۔ ان تمام علوم کا عالم عارف خدا ہوتا ہے۔

پھر مذکورہ بالا سات علوم میں سے ہر ایک علم سے چودہ علوم نکلتے ہیں۔ اور پھر ان چودہ علوم میں سے ہر ایک علم سے چوبیس ہزار علوم منکشف ہوتے ہیں، جو شخص ہر ایک علم کو حاصل کرتا ہے، اس کو عالم، دانا اور عارف کہتے ہیں۔ (اگرچہ وہ) عوام وخواص کے نزدیک جاہل ہے، لیکن وہ حقیقت میں خاص الخاص عالم وحکیم ہے۔ وہ قلب سلیم رکھتا ہے اور بحق تسلیم ہے۔

حدیث

"حکمت کی باتیں جاہل شخص کے سامنے مت کرو۔"

حدیث

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ [1]

بدانکه در خاموشی ہفتاد ہزار حکمت است رحمانیت. این چنین خاموشی کہ متعلق معرفت مشاہدۂ حضور با خدای تعالیٰ، دور مدوّر از دل ذکر با مذکور. فَاذْكُرُونِیْ اَذْكُرْكُمْ [2] الہام بالہام پیغام باپیغام جواب باصواب بمد نظر اللّٰہ منظور. بدین طریق تحقیق از سرّ ہدایت فارغ از گویائی کفر شرک بدعت خاموشی کہ بدین صفت موصوف نباشد معرفت الٰہی وصال ازان بہتر است۔

حدیث

اَلصَّدَقَةُ شَیْئٌ عَجِیْبٌ قَالَهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ [3]

بدانکہ نفاق در خاموشی است۔ خاموشی کہ متعلق بنفاق است، ہفتاد ہزار فریب و فتنہ بشیطان اتفاق است۔

حدیث

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِیْمِ [4]

ہر کہ بکمالیت معرفت اللّٰہ تمامیت کمالیت رسد، آنرا خاموشی و گویائی برابر۔ آنرا مستی و ہشیاری برابر۔ آنرا خواب و بیداری برابر۔ کہ مرتبۂ کامل، مکمّل، اکمل، جامع این است کہ تصور اسم اللّٰہ و ذکر اللّٰہ و قرب حضور فنا فی اللّٰہ در قید قبض توحید و ظاہر باطن مراتب ایشان تجرید تفرید۔ و ہر اعمال و اقوال بنیر از حکم حکمت

---

[1] شرح خواجہ ایوب المنہج القوی، ج ۲، ص ۵۸۰
[2] سورہ البقرہ ۲ : ۱۵۲
[3] الحدیث
[4] الحدیث

حدیث

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ پس اس کی زبان گونگی ہوگئی"۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ خاموشی میں حکمت و رحمانیت کے ستر ہزار خزانے ہیں۔ اس قسم کی خاموشی معرفت، مشاہدۂ حضور الٰہی، دور مدوّر اور دل سے ذکر با مذکور "تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا" کے متعلق ہوتی ہے۔ جس سے اس قسم کی خاموشی والے کو الہام با الہام، پیغام باپیغام، جواب باصواب حاصل ہوجاتا ہے۔ اور وہ بارگاہ خداوندی میں منظور نظر ہوجاتا ہے۔ اس طریق تحقیق سے، جو سرّ ہدایت ہے، کفر و شرک کی گویائی سے فارغ اور بدعت کی باتوں سے وہ خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔ جو شخص اس صفت سے متصف نہ ہو، وہ معرفت خداوندی اور وصال الٰہی سے بے بہرہ ہے۔

حدیث

"صدقہ عجیب چیز ہے۔ اس کو تین بار فرمایا"۔

(اے طالب حقیق!) جان لے کہ نفاق بھی خاموشی میں ہے (حق کی بات پر سکوت اختیار کر لینا حد درجہ کی منافقت اور ریاکاری ہے) خاموشی جو نفاق سے متعلق ہے، اس کے ساتھ ستر ہزار شیطانی فتنہ و فساد اور مکر و فریب متصل ہوتے ہیں۔

حدیث

"بردبار کے غصہ و غضب سے اللّٰہ کی پناہ"۔

حاصل کلام یہ کہ جو معرفت خداوندی کی کمالیت و تمامیت تک پہنچ گیا، اس کے لیے خاموشی اور گویائی برابر ہے۔ اس کی مستی اور ہوشیاری برابر۔ اس کی خواب و بیداری برابر۔ کیونکہ کامل، مکمّل، اکمل اور جامع کے یہی مراتب ہیں۔ کہ تصور اسم اللّٰہ اور ذکر الٰہی اور قرب و حضوری فنا فی اللّٰہ سے وہ توحید کے قید و قبضہ میں ہوتے ہیں۔ اور ظاہر و باطن میں ان کو تجرید و تفرید کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا ہر عمل اور قول بغیر حکم و حکمت

خالی نیست. چنانچہ افعال حضرت خضر علیہ السلام در نظر حضرت موسیٰ علیہ السلام گناہ، و حضرت خضر علیہ السلام در باطن ثواب راہ۔ کہ کشتی را شکست و بچہ را کُشت و دیوار را بنا کرد کہ در سورۂ کہف واقع است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ [1]

ابیات

این بلاکین قوم را حق دادہ است — زیر گنجی آن کرم بنہادہ است
باہُوؒ طالب صابر بود بہتر ز جان — طالب جاسوس باشد در زیان
عاقلان را بس بود خاموش قال — بی شعوران کی رسند با حق وصال

عالم سرمایۂ ایمان است. جاہل بدتر ثانی شیطان است. طلب مرشد کامل باید کرد کہ طرفۃ زد بحق برد۔

بدانکہ طالب مرید قادری را فتح از طریقۂ قادری است و اگر بطریقۂ دیگر رجوع آرد و می شود مرید، یزید است و اگر می کند طالب طلب از برکت گرد سلب. در یابد مراتب کلب. و اگر کسی می گوید کہ من از ہر طریقہ می دارم خلاف حکم خلافت، بر سخن او اعتبار نباید آورد کہ آن ولد الزنا بسیار پدر دارد. سخن او لاف در لاف است. قادری لایحتاج نر شیر است. خدا نخواستہ باشد کہ طالب مرید قادری بطریقۂ دیگر رجوع آرد۔ قادری مرید طالب قادری بر ہر طریقہ غالب۔

[1] سورہ الکہف، ۱۸: ۷۸

سے خالی نہیں ہوتا جس طرح حضرت خضر علیہ السلام کے افعال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظروں میں گناہ معلوم ہوتے تھے، لیکن حضرت خضر علیہ السلام باطن (حقیقت) میں ثواب کا کام کر رہے تھے کہ آپ نے کشتی کو توڑا، بچہ کو قتل کر ڈالا اور دیوار تعمیر کر دی۔ یہ واقعہ سورۂ کہف میں بیان ہوا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"کہا! اب میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے۔"

ابیات

اس مصیبت نے جس نے اس قوم کو (جینے کی) مہلت دی ہے۔ اس نے اس بخشش کو خزانہ کے نیچے چھپا رکھا ہے۔

اے باہوؒ! صبر طلب کرنے والا جان سے بہتر ہے۔ جاسوسی طلب کرنے والا نقصان میں رہتا ہے۔

عقلمندوں کے لیے (یہ) خاموش گفتگو کافی ہے کہ بے شعور (بھلا) واصل باللہ کب ہو سکتے ہیں؟

عالم شخص ایمان کا سرمایہ ہے۔ (اور) جاہل شخص شیطان کا ثانی ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔ مرشد کامل کی تلاش کرنا چاہیے، کیونکہ وہ ایک لحظہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچا دیتا ہے۔

جان لو! کہ طالب مرید قادری کو فتح و نصرت اس کے قادری ہونے کے طریق سے ہے۔ اگر وہ کسی اور طریقہ کی طرف رجوع کرے گا، یا وہ مرید ہو جائے گا، تو وہ یزید (پلید) ہے۔ اور اگر وہ کچھ طلب کرے گا۔ تو اس کی برکت سلب ہو جائے گی۔ اور کتوں کا سا حال ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے ہر طریقہ سے خلافت حاصل ہے، تو اس کی بات پر اعتبار نہ کرنا چاہیے، کیونکہ وہ حرامی بہت سے باپ رکھتا ہے۔ اس کی بات لاف در لاف ہے۔ (یعنی وہ سراپا ڈینگیں مار رہا ہے)۔ قادری کسی کا محتاج نہیں، وہ شیر نر ہے۔ خدانخواستہ ہی ہو گا کہ طالب مرید قادری (اپنے طریقہ کو چھوڑ کر) کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے۔ قادری مرید جو قادری طالب ہے، وہ ہر طریقہ پر غالب ہوتا ہے۔

ابیات

باھوؒ ہر کہ طالب شد مریدش قادری
قادری حاضر نبیؐ بر دین قوی
قادری را بس بود قادر کرم
پیشوای شاہ آنرا نیست غم
من مریدم شاہ میران محیّ الدّین
خاک بر سر منکران بی یقین
ہر کہ منکر زین ہدایت گاؤ خر
ہر کہ ایشان را مریدش شد با نظر
باھوؒ از غلامان غلامش خاکپای
شاہ میران پیشوای با خدا

مرشد کہ بر یک قدم و بر یک دم این ہر یک مقام ابتدا و انتہا تمام وجودیہ از حاضرات اسم اللہ ذات نکشاید و نہ نماید، آنرا مرشد نباید گفت کہ محرم قال است، بی خبر از معرفت وصال۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بدانکہ ہر کہ یافت از فقر از علم یافت، ہر کہ شناخت از علم شناخت چنانچہ مصرعہ: بکی علم نتوان خدا را شناخت۔ این علم دانستن و کشائش از ہدایت، کشف، فیض، مکشوف عین العیان معروف از علم روشنی قلب است صفات القلب۔ این چنین قلب را قلب النور گویند و آنست قلب النور کہ دوام بمد نظر اللہ منظور بالہام ذکر مذکور و مشاہدہ قرب معرفت، توحید اللہ حضور۔ پس این چنین صاحب قلب را علم از حضور و الہام از حضور، مراقبہ و فکر از حضور و مکاشفہ حضور و توجہ دلیل و ہم خیال معرفت

ابیات

اے باھوؒ! جو طالب مرید قادری مرشد کا ہوگیا۔ قادری مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر اور دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مضبوطی سے قائم ہوتا ہے۔

قادری پر قادر مطلق کا بہت زیادہ کرم ہوتا ہے۔ وہ بادشاہوں کا پیشوا ہے، اس کو کسی قسم کا کوئی غم نہیں ہوتا۔

میں حضرت غوث اعظم شاہ میراں محی الدین عبد القادر جیلانیؒ کا مرید ہوں۔ ان پر یقین نہ رکھنے والے منکروں کے سر پر خاک پڑے۔

جو کوئی ان کی تعلیم و ہدایت کا منکر ہے، وہ بمنزلہ گائے اور گدھے کے ہے، اور جو انکا مرید ہے، وہ صاحب نظر ولی کامل ہوتا ہے۔

باھوؒ ان کے غلاموں کے غلاموں کی خاک پا ہے۔ شاہ میراںؒ اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں۔

جو مرشد ایک قدم پر اور ایک دم میں ہر ایک مقام کی ابتداء و انتہاء حاضرات اسم اللہ ذات سے وجود میں نہ کھول دے اور دکھادے، اس کو مرشد نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ محرم قال ہے اور معرفت وصال خداوندی سے بیخبر ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

(اے طالب حقیق!) جان لے کہ جس شخص نے فقر کو پایا، علم سے پایا جس نے پہچانا، علم سے پہچانا، ع

کیونکہ (بقول سعدی شیرازی)

بے علم خدا کو نہیں پہچان سکتا۔

اس علم کا جاننا، ہدایت کی کشائش، کشف، فیض، مکشوف، (اس علم والے کو) عین العیان دلی روشنی علم سے ہے۔ اس قسم کی صفات القلب والے قلب کو قلب النور کہتے ہیں۔ ایسا دل والا ہمیشہ بارگاہِ خداوندی میں منظور نظر ہوتا ہے۔ اس کو ذکر مذکور سے الہام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشاہدہ، قرب معرفت، حضوری اور توحید الٰہی حاصل ہوتے ہیں۔ پس اس قسم کے صاحب قلب کو علم حضور سے الہام حضور سے اور مراقبہ و فکر

وصال از حضور، قلب حیات و قالب نجات، ہرگز اثبات نگردد و تصدیق قلب را تحقیق نشود کہ اگرچہ قلب ظاہر بآواز بلند بگوید: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و یا آنکہ قلب بفریاد خروش نعرہ زند بنام یا اللہ در میان قلب و زبان ہیچ فرق نیست. چنانچہ لقمۂ گوشت زبان است ہمچنان مضغۂ گوشت قلب است. و قلب از نفاق ہرگز بیرون نہ برآید و از خناس و خرطوم وسوسہ و اہمات خطرات شیطانی و ہوای نفسانی قلب خلاص نگردد. و بمرتبۂ خاص مع اللہ اخلاص نرسد تا آنکہ قلب را از تصور تاثیر اسم اللہ ذات نہ بخشد حیات و از آب حیات و از آب حوض کوثر غسل ندھند. و در توحید نہ پیچید و کسوت اسم اللہ نہ بخشند و بمد نظر اللہ قلب نور تصدیق و رزد. آن صاحب آنچہ بہ بیند از نور حضور، رویت، ربوبیت، معرفت توحید، دیدار، بدیدن نور حضور، مشاہدۂ معرفت توحید، دیدار. اینست مراتب قلب بیدار.

ابیات

چرا در زندگی ای دل نہ کوشی چرا زین شربت شیرین نہ نوشی
دلی زندہ شود ہرگز نمیرد دلی بیدار شد خوابش نگیرد

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:-
یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ[1]
قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:-
عَصَیْتُ قَلْبِیْ عَصَیْتُ اللّٰہِ[2]
قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:-

[1] صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ [2] الحدیث

حضور سے اور مکاشفہ حضور سے اور توجہ دلیل، وہم و خیال، معرفت وصال حضوری سے ہوتا ہے۔ اس کا قلب زندہ اور قالب نجات پالیتا ہے۔ اگر یہ بات نہیں، تو تصدیق قلبی کا اثبات اور اس کی تحقیق ہرگز صحیح نہیں ہوتی۔ اگرچہ قلب ظاہر میں بلند آواز سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکارنے لگے۔ یا یہ کہ قلب جوش و خروش میں آکر اللہ کے نام کا نعرہ مارنے لگے (حقیقت میں اُسے تصدیق قلبی نہیں کہتے)، کیونکہ (بظاہر) دل اور زبان میں کچھ فرق نہیں ہوتا۔ جس طرح زبان گوشت کا ٹکڑا ہے، اسی طرح دل بھی گوشت کا لوتھڑا ہے۔ اور قلب نفاق سے ہرگز باہر نہیں نکلتا۔ اور خناس، خرطوم، وہم و وساوس، خطرات شیطانی اور ہوائے نفسانی سے خلاصی نہیں پاتا اور مع اللہ کے خاص مرتبہ تک نہیں پہنچتا، جب تک کہ وہ اسم اللہ ذات کی تاثیر و تصور سے زندہ نہ ہو جائے۔ اور جب تک اسے آب حیات اور آب حوض کوثر سے غسل نہ دیا جائے۔ اور توحید میں لپٹا نہ جائے اور اسم اللہ کا لباس نہ پہنایا جائے اور نور تصدیق قلبی اللہ تعالیٰ کے مدنظر نہ رہے۔ اس قسم کا صاحب قلب جو کچھ دیکھتا ہے، نور حضور سے دیکھتا ہے۔ رویت، ربوبیت، معرفت توحید، دیدار، نور حضور کا دیکھنا اور مشاہدہ کرنا وغیرہ قلب بیدار کے مراتب ہیں۔

ابیات

اے دل! تو (اس) زندگی میں کوشش کیوں نہیں کرتا۔ تو اس میٹھے شربت کو کیوں نہیں پیتا؟

جس کا دل زندہ ہو گیا، وہ ہرگز کبھی بھی نہیں مرتا۔ وہ دل (جو خواب غفلت سے) بیدار ہو گیا۔ وہ پھر کبھی نہیں سوتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-
"میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل جاگتا رہتا ہے"۔
دوسری حدیث میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-
"جس نے قلب کی نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی"۔
تیسری حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:-

رَأَیْتُ فِیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ[1]

ہمین قلب در دو انگشت شیطان است وہمین قلب در دو انگشت قدرت رحمان است۔ تحقیقات قلب از لذّت ذوق طلب است۔ اصل کہ قلب از تصور اسم اللہ ذات شد قلب قالب حیّ، ہر دو جہان در آن قلب طی، مرشد صاحب قلب می کشاید و تماشۂ ہر دو جہان در حیّ قلب می نماید و اینکہ جنبش قلب از دو علم حکمت خالی نیست۔ یا جنبش جہاد نفس است تیغ است توجۂ خاص قلب کہ ہر دم قتل کند نفس موذی را کہ در آن وجود نماند حرص، حسد، طمع، کبر، ہوا۔ قلب گردد مقرّب الحق با صدق صفا با خدا۔ و یا آنکہ جنبش قلب از سر ہوا جہولیت علم شیطان است یا وسوسۂ خطرات پریشان است۔ صاحب خاص الخاص قلب علم دار د از علم عین این است از علم دانستن فرض عین علم نص، علم حدیث قرآن موافق رحمان مخالف شیطان یک مرتبہ دل کہ جنبش از تصور است دلی پُر نور است بمدّ نظر اللہ منظور است۔ این چنین قلب عین العیان ثواب در یکدم یابد ہفتاد ہزار ختم قرآن۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ[2]

بیت

قلب قالب عارفان غرقش وصال — این چنین عارف بود حق لازوال

عجب دارم از آن احمق قوم کہ در طلب جیفۂ کلب ۔ دمی گویند خود را ذاکر قلب۔ مراتب قلب ہر آنکس داند کہ بنور قلب رسیدہ باشد و مشاہدۂ

---

[1] صحیح بخاری، صحیح مسلم۔

[2] فتاوی عزیزی۔

"میں نے اپنے قلب میں اپنے رب کو دیکھا۔"

یہی قلب شیطان کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے۔ اور یہی قلب قدرت رحمٰن کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے۔ قلب کی تحقیقات ذوق طلب کی لذّت سے کی جاتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو قلب قالب اسم اللہ ذات کے تصور سے زندہ ہو جاتا ہے، دونوں جہان اس قلب کی طے میں آجاتے ہیں۔ صاحب قلب مرشد طالب صادق پر طی قلب کے دوران ہر دو جہان کا تماشہ زندہ قلب میں منکشف کر دیتا ہے اور دکھا دیتا ہے۔ اور یہ کہ دل کی جنبش دو علم و حکمت سے خالی نہیں ہوتی۔ یا تو اس کی جنبش جہادِ نفس کے واسطے ہے، جو تلوار کی مانند ہے۔ دل کی خاص توجہ نفس موذی کو ہر دم قتل کرتی ہے، جس سے اس کے وجود میں حرص، حسد، طمع، کبر اور نفسانی خواہشات نہیں رہتیں۔ قلب مقرّب الحق، صاحب صدق و صفا اور با خدا ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ قلب کی جنبش خواہشات نفسانی اور جہالت شیطانی سے ہوتی ہے۔ جس سے وسوسہ، خطرات پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ خاص الخاص صاحب قلب کو علم عین حاصل ہوتا ہے۔ اس علم عین کا جاننا فرض عین ہے۔ یہ علم نص، قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ رحمٰن کے موافق اور شیطان کے مخالف ہے۔ جو دل کہ ایک مرتبہ تصور (اسم اللہ ذات) سے جنبش کرتا ہے، وہ نور سے بھرپور ہے اور بارگاہ خداوندی میں منظور نظر ہے۔ ایسا قلب عین العیان ہے۔ ایسے قلب والے کو ایک دم میں ستّر ہزار ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہارے اعمال کی طرف توجہ کرتا ہے، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔"

بیت

عارفوں کا جسم اور دل وصال میں مستغرق رہتا ہے۔ ایسا عارف دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کا مصاحب رہتا ہے۔

مجھے ان بیوقوف لوگوں پر تعجب ہوتا ہے، جو دنیا مردار کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو دلوں کا ذاکر کہتے ہیں۔ مراتب قلب وہی شخص جانتا ہے، جس نے قلبی نور حاصل کیا ہو، اور جس نے حضوری مشاہدہ کیا ہو، اور جس

حضور معرفت توحید اللہ دیدہ باشد۔ صاحب قلب را قلب زندہ و قالب مُردہ، ہر حقیقت را از حضوری حق آوردہ بردہ۔ این مراتب نیز سروری قادری است، تارک، فارغ، لایحتاج، بی طمع و بی ریا۔ دیگری کہ دعوی کند، غلط است۔ از سر نفس ہوا۔ علم قلب من لدنی حضور است۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

العلم دانستن، چہ چیز دانستن و چہ چیز شناختن و چہ چیز یافتن۔ اوّل علم بر لسان است از عین است کہ بعین است۔

قولہٗ تعالیٰ:-

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ج خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ج اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ لا عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ط[1]

دوم، علم قلب: چون قلب زبان کشاید و گویائی گیرد، زبان از نطق بمیرد۔

قولہٗ تعالیٰ،

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ط[2]

چنانچہ فرمود حضرت محمد مصطفی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم:-

قُلْ خَیْرًا اَوْ اِلَّا اُسْكُتْ ط[3]

حدیث

مَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا ط[4]

ہر کرا قرب از اللہ متوجہ بقلب نظر گاہ۔

---

[1] سورہ العلق، ۹۶: ۱-۵ [2] سورہ النجم، ۵۳: ۳

[3] الحدیث [4] مسند احمد، ج ۲، ص ۱۷۷۔

نے معرفت توحید الٰہی کو دیکھا ہو۔ صاحب قلب کا قلب زندہ اور جسم مُردہ ہوتا ہے۔ اُسے ہر حقیقت حضوری حق سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ مراتب بھی سروری قادری کے ہیں، جو تارک، فارغ، بے محتاج، بے طمع اور بے ریا ہوتا ہے۔ (اور) اگر کوئی دوسرا اس کا دعویٰ کرتا ہے، تو غلط کہتا ہے۔ (اس کا دعویٰ) نفسانی خواہشات پر مبنی ہوتا ہے۔ علم قلب علم لدنی سے ہے، جو حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

علم کے معنی واقفیت کے ہیں یا جاننا کے ہیں، لیکن کیا چیز جاننا؟ اور کیا چیز پہچاننا؟ اور کیا چیز پانا؟ علم اوّل علم زبانی ہے، جو عین بعین ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"اپنے رب کے نام سے پڑھ، جو سب کا خالق ہے۔ آدمی کو منجمد خون سے پیدا کیا۔ پڑھ، تیرا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم سے علم سکھایا۔ انسان کو ہر اس علم کی تعلیم دی، جبکہ اس کو علم نہیں تھا۔"

دوسرا علم قلب: جب دل زبان کھول کر گویا ہوتا ہے، تو زبان کی گویائی کی قوت سلب ہو جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

"اور وہ (حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔"

چنانچہ حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:-

"اچھی بات کرو، ورنہ چپ رہو۔"

حدیث

"جو چپ رہا، اس نے فلاح حاصل کی اور جو سلامت رہا، وہ نجات پا گیا۔"

جس کسی کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے، وہ (ہر وقت) اپنے قلب پر توجہ رکھتا ہے اور اس پر نگاہ رکھتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ :

مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ط [۱]

اینست صراط المستقیم ۔ دیدہ از آن دل بکشا ۔ عین از عین ببین ۔ این است مراتب اہل حق الیقین ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ط [۲]

دوام از تصور اسم اللہ ذات ہزاران ہزار تجلیات بر دل زند روشن و تابان تر شود ۔ بی حجاب اللہ بی حجاب روشنی معرفت الٰہی بہ از آفتاب ۔ درین مقام عین العیان کشف غیب الغیب ختم تمام موجب این آیہ کریمہ ۔ قولہٗ تعالیٰ :۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا ط [۳]

جمعیت انس قرار واز خلق فرار گرفت ۔ از روزگار مہتر آدم علیہ السلام تا امروز ہیچ فتنہ ظاہر نشد، مگر بسبب آمیختن با خلق ۔ واز آن وقت باز تا امروز ہیچ کس سلامت نیافت، مگر آنکہ از اختلاط مردمان کرانہ کرد ۔ یکی از وی وصیت خواست ۔ گفت: تبری برگیر، ہر دو پای خود را بشکن ۔ وکارد بردار و بازوی خود را ببر ۔ گفت: طاقت این کہ دارد؟ گفت: آنکہ زبان سر اُو در نطق آید ۔ وگوش ہمت او از خدای تعالیٰ بشنود ۔ باید کہ زبان ظاہر او گنگ بود و گوش صورت او کر بود ۔ این زبان بریدن و دست شکستن دست دہد ۔ گفت: حکما را از پس انبیاء اند و بعد از نبوت ہیچ نیست مگر حکمت امور شرع و اول نشان حکمت خاموشی است و سخن گفتن بقدر حاجت ۔ گفت: خاموشی عارف را

[۱] سورہ الشعراء ، ۲۶ : ۸۹

[۲] سورہ الذٰریٰت ، ۵۱ : ۲۱

[۳] سورہ البقرہ ، ۲ : ۳۱

ارشاد خداوندی ہے :۔

" جو بارگاہ خداوندی میں قلب سلیم لے کر آیا "

یہی صراط مستقیم ہے ۔ اپنی دل کی آنکھیں کھول اور عین بعین دیکھ ۔ یہ مراتب حق الیقین والوں کے ہیں ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

" اور وہ خود تمہارے جی میں ہے، سو کیا تم کو سوجھتا نہیں "

(اے طالب حقیقی !) (اچھی طرح جان لے) اسم اللہ ذات کے تصور سے ہمیشہ ہزاروں ہزار تجلیات دل پر نازل ہوتی ہیں، جس سے دل روشن اور تاباں تر ہو جاتا ہے ۔ معرفت خداوندی کی بے حجاب روشنی سورج سے زیادہ روشن ہوتی ہے ۔ اس مقام پر کشف عین العیان ہو جاتا ہے ۔ اور اس آیت کے بموجب تمام غیب الغیب ختم ہو جاتا ہے ۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

" اور حضرت آدمؑ کو ان تمام کے نام سکھا دیے "

(جب یہ کیفیت ہو جاتی ہے تو) جمعیت اور انس و قرار ہوتا ہے اور مخلوق سے فرار اختیار کرتا ہے ۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سے لے کر آج تک جس قدر فتنہ و فساد برپا ہوئے، وہ خلقت کے ساتھ ملنے جلنے سے پیدا ہوئے ۔ اس وقت سے لے کر آج تک اگر کوئی سلامت رہا تو خلقت سے کنارہ کشی اختیار کرنے سے ۔ کسی نے (کسی بزرگ) سے وصیت چاہی ۔ تو فرمایا : ایک ہتھوڑا لے لو، اپنے دونوں پاؤں کو توڑ ڈالو اور چھری لے کر اپنا بازو کاٹ دو ۔ اس نے کہا : ایسا کرنے کی کس میں طاقت ہے؟ انہوں نے کہا ۔ اگر ایسا کر لو، تو ستر کی زبان بولنے لگتی ہے ۔ اور اس کی ہمت کے کان اللہ تعالےٰ سے کلام سننے لگتے ہیں ۔ چاہیے کہ اسکی ظاہری زبان گونگی ہو، اور اس کے ظاہر کے کان بہرے ہوں ۔ تب کہیں اس زبان کا کاٹنا اور ہاتھ کا توڑنا میسر آتا ہے ۔ پھر فرمایا : انبیاؑ کے بعد حکما ہیں ۔ لیکن نبوت کے بعد کچھ نہیں ہے ۔ حکمت شرعی امور کا نام ہے ۔ اور حکمت کی پہلی نشانی خاموشی اور ضرورت کے مطابق بات کرنا ہے ۔ خاموشی عارف کے لیے بہتر ہے ۔ اور اسکا

نیک بود و کلام اُو خوشتر۔ وگفت: خدای تعالیٰ از بندہ ہشت چیز خواہد
واز دل دو چیز خواہد۔
اوّل: تعظیم با مر خدای تعالیٰ۔
دوم: شفقت بر خلق باری تعالیٰ۔
واز زبان دو چیز خواہد۔
یکی اقرار کردن بتوحید ورفیق شدن با خلق واز اندام دو چیز خواہد۔
یکی طاعت نمودن مر خدای تعالیٰ را۔
دویم: یاری دادن برادر مؤمن را۔
واز خلق دو چیز خواہد۔
یکی صبر کردن در حکم خدای تعالیٰ وصبر با خلق خدای تعالیٰ۔
حاتم را گفتند کہ فلان کس بسیار مال دارد۔ گفت: زندگانی بآن جمع کردہ است۔ گفتند: نہ۔ گفت: مُردہ را مال بچہ کار آید۔ یکی حاتم را گفت: ہیچ حاجت داری؟ گفت: بلی بخواہ۔ گفت: حاجت من آن است کہ تو مرا بینی و من ترا۔ گفت: عبرت عبرت بخروار است۔ کسیکہ عبرت نگرد مثقال۔ وہر کہ اعتبار کرد بمعائنہ مستغنی گردد از نصیحت۔ وگفت: دور باش از صحبت سہ قوم:
علمای غافل وقرای مدائن ومتصوف جاہل۔
ہر کہ خواہد کہ بسلامت ماند دین او وتن اُو۔ اندک شود غم اُو۔ گو در خلق عزلت کن۔ کہ اکنون زمانۂ عزلت است و روزگار تنہا۔ وگفت: جملہ دنیا فضولی است، مگر پنج چیز۔
نان کہ شد رمق بود۔ وآبی کہ تسکین عطش کند۔
وجامہ کہ عورت پوشد۔

کلام عمدہ ہوتا ہے۔ پھر فرمایا: خداوند کریم بندہ سے آٹھ چیزیں چاہتا ہے۔ اور دل سے دو چیزیں چاہتا ہے:۔
اوّل: خدائے تعالیٰ کے احکام کی تعظیم۔
دوم: خلق خدا پر شفقت۔
زبان سے دو چیزیں چاہتا ہے۔ ایک زبان سے اقرار توحید، دوسرے مخلوق خدا سے رفاقت کرنا۔ اور وجود سے دو چیزیں چاہتا ہے۔ ایک بالخصوص اطاعت الٰہی بجالانا۔ دوسرے مؤمن بھائی کی مدد کرنا۔ اور اس کے اخلاق سے دو چیزیں چاہتا ہے۔ ایک حکم خداوندی پر صبر کرنا۔ دوسرے خلقت خداوندی کے (آزار) پر صبر و تحمل کرنا۔
حاتم طائی سے لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص کثرت سے مال و دولت رکھتا ہے۔ حاتم طائی نے دریافت کیا کہ کیا مال ومتاع کے ساتھ اس نے دائمی زندگی کا سامان بھی جمع کیا ہے؟ کہا، نہیں۔ حاتم طائی نے کہا: تو پھر مال ومتاع مُردے کے کس کام کا۔ ایک شخص نے حاتم طائی سے پوچھا۔ کیا تُو کوئی حاجت رکھتا ہے؟ حاتم نے کہا، ہاں۔ دریافت کیا۔ کہو۔ کہا میری حاجت یہ ہے کہ تو مجھے دیکھے (اور نصیحت پکڑے) اور میں تجھے دیکھ کر (عبرت حاصل کروں) نیز فرمایا: (دنیا کی محبت میں گرفتار) لوگوں کو دیکھ کر بہت زیادہ عبرت اختیار کرو۔ جس نے ذرّہ بھر بھی عبرت اختیار نہ کی (اسے کچھ عزت نہ ملی) اور جس نے اس بات پر اعتبار کیا، وہ نصیحت سے مستغنی ہو جاتا ہے۔
پھر فرمایا: تین قسم کے لوگوں کی مجلس سے دُور رہو:۔
(۱) علماء جو غافل ہوں (۲) تساہل پسند قاریوں سے (۳) جاہل صوفیوں سے۔
جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا دین اور بدن سلامت رہے اور اس کا غم کم ہو جائے۔ تو اس کو کہو کہ وہ خلقت سے گوشہ نشینی اختیار کرے۔ کیونکہ یہ زمانہ گوشہ گیری اور تنہائی کا ہے۔ پھر فرمایا: کہ تمام دنیا پانچ چیزوں کے بغیر فضول ہے:۔
اوّل: اتنا طعام جس سے زندگی قائم رہے۔
دوم: پانی جس سے پیاس کو تسکین ملے۔
سوم: لباس جس سے ستر ڈھانپ سکے۔

وخانہ در آنجا تواند بود۔

وعلمی کہ بدان کار کند۔

وگفت معصیت کہ از سبب شہوت بود، امید توان داشت بآمرزش۔ آن ہر معصیت کہ از سبب کبر بودہ امید نتوان داشت بآمرزش آن۔ زیرا کہ معصیت ابلیس از کبر بود و ذلت آدم از شہوت۔

جواب باہوؒ غلام مرید قادری: تذکرۂ خدا۔ بشنو ای صاحب تذکرۃ الاولیاء کہ سلک سلوک سالکان دو قسم است:۔

یکی: نماز نوافل صوم صلوٰۃ۔

دوم: از لا ماسوی اللہ غرق فنا فی اللہ ذات۔

بیت

ہر کہ اینجا می رسد عارف خدا　　باز دارد نفس را از کبر و ہوا

ظاہر باطن اہل طریق را توفیق است۔

ای مطلب آنکہ زندگی نفس لذت دنیا معصیت شیطان است۔ و زندگی قلب جان تصرف بذکر رحمٰن است۔ و زندگی روح فنا فی اللہ بقا باللہ۔ از خود فنا و غرق با نور خدا بقا ستر اسرار معرفت سبحان است۔ ہر کہ این طریق تحقیق نداند، بی جمعیت پریشان است۔

ابیات

ہر کہ دارد امید غیر خدا　　کی تواند رسید راہ صفا

چہارم: گھر جس میں گذارا ہو سکے۔

پنجم: علم جس پر عمل ہو سکے۔

پھر فرمایا، کہ جو گناہ شہوت کی وجہ سے سرزد ہو، اس کی بخشش کی امید ہو سکتی ہے، لیکن ہر وہ گناہ جو کبر کے سبب ہو، اس کی بخشش کی امید نہیں کی جاسکتی، کیونکہ ابلیس کا گناہ کبر کی وجہ سے تھا۔ (اس لیے قابل معافی نہیں، جبکہ آدم علیہ السلام کی ذلت شہوت کی وجہ سے تھی۔ (اسلیے توبہ کرنے پر معافی مل گئی)

اے "تذکرۃ الاولیاء" کے مصنف (حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ)! فقیر باہوؒ جو مرید اور غلام قادری کا ہے، اس سے تذکرۂ باخدا بھی سن لے۔ کہ سالکوں کا سلک سلوک دو قسم کا ہوتا ہے:۔

(۱) ایک نفل نماز صوم وصلوٰۃ کا طریقہ۔

(۲) ترک ماسوی اللہ غرق فنا فی اللہ ذات کا طریقہ۔

بیت

جو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے، وہ عارف باللہ بن جاتا ہے۔ وہ اپنے نفس کو تکبر اور نفسانی خواہشات سے باز رکھتا ہے۔

اہل طریق کے ظاہر و باطن کو توفیق حاصل ہوتی ہے۔

مطلب یہ کہ نفس کی زندگی دنیاوی لذات اور معصیت شیطانی سے عبارت ہے۔ اور قلب و جان کی زندگی ذکر رحمٰن کے تصرف میں ہے۔ اور روح کی زندگی فنا فی اللہ بقا باللہ میں ہے۔ جس میں از خود فنا ہو کر نور خدا میں غرق ہو کر بقا ستر اسرار معرفت سبحانی حاصل کرتے ہیں۔ جو شخص تحقیق کا یہ طریقہ نہیں جانتا، وہ بے جمعیت اور پریشان رہتا ہے۔

ابیات

جو کوئی اپنی امید غیر اللہ سے وابستہ رکھتا ہے، وہ راہ صفا کو کیسے حاصل کر سکتا ہے؟[1]

---

[1] علامہ اقبال نے بال جبرائیل میں کیا خوب کہا ہے ؎

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی　　مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

رفت از خود گم است نام آواز　　غرق فی اللہ براز رحمت راز
اسم اللہ بذات گشت نجات　　مُردہ دل را کند لشوق حیات
احتیاجی نماند بندہ پسند　　در ہوای بہ نفس باشی چند
باہُو ہر کہ آید بقبض فیض فضل　　می بر آید ز جملہ خطرہ خلل

عجب دارم ازان احمق قوم کہ فَفِرُّوْا اِلَی اللہِ [1] را اگر ففروا من اللہ فہمیدہ اند۔

احوال محققان معرفت اللہ و مجلس مشرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تحقیقات ظاہر و باطن حق و باطل۔

بدانکہ از باطن کہ حواس خمسہ و حس ظاہر بستہ و حواس خمسہ باطن محبت و معرفت و مراقبہ و مشاہدہ غرق نور فی اللہ ذات حضور باطن نکشاید و از عینہ نہ نماید، باطن او بر باطل است۔ از باطن ذکر فکر اوصاف ذمیمہ از خصالت طمع، حرص، حسد، کبر، ہوا آنچہ ناشائستہ مانند ازین از وجود نہ برخیزد۔ و تزکیہ نفس و تصفیہ قلب و تجلیہ روح و تجلیہ سر سراپردہ اسرار نکشاید۔ و عینہ عین نہ نماید، باطن او بر باطل است۔ از باطن کہ ذکر جہر بر نفس قہر و ذکر حامل کہ جثہ لطیف روحانیت گردد کامل، عینہ عین نکشاید و باطن را از ظاہر نہ نماید، باطن او بر باطل است از باطن وہم، وسوسہ، خطرات نگردد نفی، دولت ندہند۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً [2]

آنست اہل ذکر خفی کہ از ہیچ چیز پوشیدہ نماند خفی مکشوف نکشاید عینہ عین

[1] سورہ الذاریٰت، ۵۱ : ۵۰
[2] سورہ الاعراف، ۷ : ۵۵

جو اپنے سے گزر گیا، اس کا نام اور آواز فنا ہو جاتی ہے۔ وہ فنا فی اللہ ہو گیا اور اس نے رب کے راز رحمت کو پا لیا۔

اسم اللہ ذات (یقیناً) نجات کا سبب ہے۔ (یہ نام) مُردہ دل میں زندگی کا شوق پیدا کرتا ہے۔

بندے کو اپنی پسند کی احتیاج ہی نہیں رہتی۔ تو اپنی نفسانی خواہشات میں کب تک مبتلا رہے گا؟

اے باہُوؒ! جو کوئی اللہ تعالیٰ کے فیض و فضل میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ تمام خطرات و نقصانات کے گرداب سے باہر آ جاتا ہے۔

مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو "اللہ کی طرف بھاگو" کو اللہ کی طرف سے بھاگنا سمجھے ہوئے ہیں۔ معرفت خداوندی کی تحقیق کرنے والے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف لوگوں کے احوال یہ ہیں کہ اُن کے ظاہر و باطن میں حق و باطل کی تحقیق حاصل ہو جاتی ہے۔ (یعنی وہ حق و باطل کو پرکھ لیتے ہیں)

(اے طالب صادق!) جان لے کہ جس شخص کے ظاہری اور باطنی حواس خمسہ محبت و معرفت، مراقبہ و مشاہدہ، غرق نور فی اللہ ذات اور حضور باطنی سے کُھلتے نہیں اور عین بعین نظر نہیں آتے، ایسے شخص کا باطن باطل پر ہے۔ اس کے باطن سے اگر ذکر فکر کے ذریعے اوصاف ذمیمہ طمع، حرص، حسد، تکبر اور لالچ وغیرہ ناشائستہ افعال دُور نہیں ہوتے، اور تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، تجلیہ روح، تجلیہ سِر، سراپردۂ اسرار نہیں کُھلتا۔ اور عین بعین نظر نہیں آتا، تو اس شخص کا باطن باطل پر ہے۔ جو شخص باطن میں ذکر جہر سے نفس پر قاہر ہو، اور جس کا ذکر حامل سے روحانیت کا لطیف جثہ کامل ہو جائے مگر عین بعین نظر نہ آئے اور ظاہر سے باطن دکھائی نہ دے، ایسے شخص کا باطن بھی باطل پر ہے۔ ایسے شخص کے باطن سے وہم، وسوسہ اور خطرات دُور نہیں ہوتے اور اس کو (عقبیٰ کی) دولت سے سرفراز نہیں کیا جاتا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو۔"

خفی ذکر کرنے والا وہ ہے کہ جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی تمام مخفی اشیاء

نہ نماید. اگر از وی طریق تحقیق نباشد، باطن اُو بر باطل است. از باطن کہ بذکر فکر، مراقبہ، مکاشفہ در وجود غوطہ خورد غرق معرفت اِلاَّ اللّٰہ وحضوری مشرف حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مفتخر و سربلند، عینہ عین نگردد. و نفر محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم باخلق عظیم، صفت کریم نگردد، باطن او بر باطل است. از باطن نشود دل غنی غنایت فقر مالک الملکی نگردد. ولایت خلق را راہنما نشود، باطن اُو بر باطل است. موافق علم تفسیر مردم را نکند تاثیر. وطالبان او نشوند روشنضمیر، بر نفس امیر، باطن او بر باطل است. باطن کہ موافق ظاہر نباشد، اہل بدعت، خلاف شرع، ہموافق شیطان، مخالف قرآن، باطن اُو بر باطل است.

یعنی اہل سرود پرست استدراجی از ہوا أنا نفس، باطن او بر باطل است. دشمن علما را باکبر خود ہوا دم نزند، در معرفت کبریا ظاہر باطن تقلیدی، باطن اُو بر باطل است. و از باطن نگردد آشنا، متفق مع یکتا پیوست و خبر ندارد از ارواحہای صف بصف از آن روز اَلست و خود را می گوید مست، باطن او بر باطل است.

بدانکہ ذکر برا زبہ تعلّق دارد غرق نہ بغوغا آواز تعلّق دارد از وجود فرق.

قولہٗ تعالیٰ:-

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ[1]

مذاکرہ کہ بدین صفت نباشد موصوف، باطن او بر باطل است. اگر در باطن قوّت توفیق از طریق تحقیق مجلس ملاقات بارواح انبیاءؑ و اولیاءؒ و تجلّیات ذات، معرفت اِلاَّ اللّٰہ وحضوری حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم. و از ذکر وجود فانی فی اللہ، در باطن این نعمت عظمیٰ وسعادت کبریٰ و برآمدن از نفس و ہوا نبودی، روندگان راہ ہمہ گمراہ شدندی.

[1] سورہ الکہف ۱۸ : ۲۴

منکشف ہو جاتی ہیں اور عین بعین دیکھنے لگتا ہے. لیکن اگر اس کو طریق تحقیق حاصل نہیں تو اس کا باطن بھی باطل پر ہے. جو شخص باطن میں ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ سے وجود میں غوطہ لگا کر اِلاَّ اللّٰہ کی معرفت میں مستغرق اور حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عین بعین مفتخر اور سربلند نہ ہو. اور فقر محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں خلق عظیم اور صفت کریم نہ رکھتا ہو، اس کا باطن بھی باطل پر ہے. جس کا دل باطن میں غنی نہ ہو. اور غنایت فقر سے معمور اور مالک الملکی فقیر نہ ہو، اور صاحب ولایت ہو کر خلق خدا کا راہنما نہ ہو، اس کا باطن بھی باطل پر ہے. جس شخص کی گفتگو علم تفسیر کے مطابق لوگوں پر تاثیر نہ کرے اور اس کے طالب روشنضمیر نہ ہوں. اور نفس پر قادر نہ ہوں، اس کا باطن بھی باطل پر ہے. جس کا باطن ظاہر کے موافق نہ ہو، بدعتی ہو، خلاف شرع ہو. شیطان کا پیروکار، اور قرآن مجید کے بھی مخالف ہو، اسکا باطن بھی باطل پر ہے.

جو شخص سرود پرست ہے، استدراجی ہے اور خواہشات نفسانی اور تکبر شیطانی میں مبتلا ہے، اس کا باطن بھی باطل پر ہے. جو شخص علماء (عظام) کا دشمن، متکبر، ہوا و ہوس کا بندہ ہے. ظاہر و باطن میں اہل تقلید میں سے ہے. اور معرفت کبریا کا دعویدار ہے، اس کا باطن بھی باطل پر ہے. اور وہ شخص بھی باطن سے آشنا نہیں، جو مع اللہ یکتا متفق اور پیوست نہیں ہوتا اور جو اس روز الست کی ارواح کی صف بصف خبر نہیں دیتا اور خود کو مست کہتا ہے، اس کا باطن بھی باطل پر ہے.

(اچھی طرح) جان لو کہ ذکر کا تعلق عمدگی سے ہے. شور و غل سے تعلق نہیں ہے، بلکہ ذکر کا تعلق غرق اور اپنے وجود سے علیحدگی کا نام ہے.

ارشاد خداوندی ہے:-

"اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کرو، جبکہ تو بھول جائے."

جو ذکر اس صفت سے متصف نہ ہو، اس کا باطن بھی باطل پر ہے. اگر باطن میں طریق تحقیق سے قوّت توفیق حاصل نہ ہوتی. ارواح انبیاءؑ و اولیاء اللہؒ سے مجلس ملاقات نہ ہوتی. (اسم اللہ) ذات کی تجلیات، اِلاَّ اللّٰہ کی معرفت اور حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نہ ہوتی. اور ذکر وجود سے فنا فی اللہ نہ ہو سکتے. باطن میں یہ نعمت عظمیٰ اور سعادت کبریٰ نہ ہوتی. نفسانی خواہشات سے

اما باطن آنست که وجود شود بذکر فکر ظاہر او باطن می شود طاہر۔

حدیث

كُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفٌ لِظَاهِرٍ فَهُوَ بَاطِلٌ [۵۱]

وباطن آنست که متعلق بنای اسلام چیزی را که شریعت روا دارد ، مبارک است ، بردار۔ وچیزی را که شریعت مانع آید ، بگذار۔

اما باطن این است که قدم بر قدم متابعت حضرت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود را در باطن حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست بیعت ، تلقین ، تعلیم کند۔ این عطا نیز از مرشد کامل صاحب باطن است۔ آن باطن کدام است که در آن باطن ابتداء وانتہاء باطل نگنجد۔ حق تمام است که حق بیند وحق گوید وحق شنود۔ و ہر اعمال او حق و ہر افعال واقوال او معرفت وصال برحق تحقیق که وجود تا ابد الآباد می گردد حق۔ و ہر مقامات ذات وصفات را کند طی۔ باطن ہرگز نشود اثبات بغیر از تصور توحید معرفت اسم اللہ ذات که اسم ذات اصل است وآنچه از اسم اللہ ذات اصل بیند ہمہ وصل است۔

مرشد یکہ از مشق اسم اللہ ذات ہفت روزہ ہفت اندام وجود را پاک نگرداند ، از وصل اصل نکشاید ونعم البدل ہر مقام ننماید ، طالب را صاحب گنج لایحتاج نگرداند ، آن مرشد چہ طور است ؟ گاؤ عصار ، بی خبر از معرفت پروردگار۔

ابیات

مرشد باطن بود قوت قوی — طالبان را می برد حاضر نبیؐ

۵۱ الحدیث۔

باہر نکلنا نہ ہوتا ، تو باطن کی راہ پر چلنے والے سب گمراہ ہو جاتے۔ لیکن باطن (کی تعریف) یہ ہے کہ اس کا وجود ذکر و فکر سے ظاہری اور باطنی طور پر پاکیزہ ہو جائے۔

حدیث

" ہر ایک باطن جو کہ ظاہر کے مخالف ہو ، وہ (سراسر) باطل ہے۔"

اور باطن یہ ہے کہ بنائے اسلام کے متعلق جس چیز کو شریعت روا رکھے ، وہ مبارک ہے ، اس پر عمل پیرا ہو ، اور جس چیز سے شریعت منع کرے ، اس کو چھوڑ دے۔

البتہ باطن یہ ہے کہ متابعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپؐ کے قدم بقدم چل کر اپنے آپ کو باطن میں حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل کرائے ، دست بیعت تلقین اور تعلیم کرائے۔ یہ نعمت بھی صاحب باطن کامل مرشد سے عطا ہوتی ہے۔ وہ باطن کونسا ہے ؟ جس کی ابتداء و انتہاء میں باطل کی گنجائش نہیں ، (بلکہ) وہ باطن حق تمام ہے۔ جس میں (صاحب باطن) حق کا مشاہدہ کرتا ہے ، حق کہتا ہے اور حق سنتا ہے۔ اور اس کا ہر ایک عمل حق ہوتا ہے۔ اس کا ہر فعل اور قول حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ اُسے یقیناً وصال برحق ہوتا ہے۔ اس کا وجود ابد الآباد تک زندہ رہتا ہے۔ وہ ذات وصفات کے ہر مقام کو طے کر لیتا ہے۔ باطن کا اثبات اسم اللہ ذات کے تصور اور توحید و معرفت کے حصول کے بغیر ہرگز نہیں ہوتا ، کیونکہ اسم اللہ ذات اصل ہے۔ اور جو کچھ اسم اللہ ذات سے حقیقت کا مشاہدہ کرتا ہے ، وہ تمام وصل ہے۔

جو مرشد اسم اللہ ذات کی مشق سے سات روز کے اندر وجود کے ساتوں اعضاء کو پاک نہیں کرتا۔ وصل سے اصل نہیں کھولتا۔ اور ہر ایک مقام کی نعمت ابدی نہیں دکھاتا ، طالب کو صاحب گنج لایحتاج نہیں بنا دیتا ، وہ مرشد کیسے ہو سکتا ہے ؟ وہ تو تیلی کا بیل ہے۔ وہ معرفتِ خداوندی سے بے خبر ہے۔

ابیات

مرشد کامل کے باطن میں بہت زیادہ قوت ہوتی ہے۔ وہ طالبوں کو (فوراً) بارگاہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر کر دیتا ہے۔

مرشدی باشد چنین باطن صفا | طالبان را باز دارد از ہوا
ابتدا ر در انتہا بخشد کرم | ہر کہ در فقرش در آید نیست غم
فقر فردوس است فیض و فضل حق | بہرہ گیرد خاک زآنجملہ خلق
فقر اوّل آخر او شد تمم ختم | کشتہ نفس و درد سوزش در تنم
الف اللہ یافتم ب بہرہ بس | ہر کہ طلبش غیر حق اہل از ہوس

○

باطن و ظاہر مرشدی و طالبی نہ آسان کار است۔ در مرشدی و طالبی عظیم ستر اسرار پروردگار است۔ ہر آنکس داند کہ باین معرفت اللہ رسیدہ باشد و معرفت حق ورزیدہ باشد و دیدہ باشد۔ و لذّت روح چشیدہ باشد۔ و نفس و ہوا از وجود کشیدہ باشد۔ این راہ بقال تعلق ندارد و گفت گو۔ آنچہ داری غیر حق از دل بشو۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

طلب دنیا سر بدعت و گناہ است۔ طلب مولیٰ سر ہدایت راستی راہ است۔ اگر کسی گوید کہ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْآخِرَۃِ[1] تصرف شبینہ بروزینہ و تصرف روزینہ بشبینہ این است اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْآخِرَۃِ و موزہ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم صاحب مدینہ۔

دنیا جمع کردن کار کفار است ای احمق نابینا!
حَلَالُہَا حِسَابٌ وَحَرَامُہَا عِقَابٌ[2]

یک لکھ و ہشتاد ہزار پیغمبر کم زیادہ ہمہ فرمودہ اند و خصوص پیغمبر ما صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم می فرمایند:۔

[1] احیاء العلوم از امام غزالیؒ، ج ۴، ص ۱۴ [2] الحدیث۔

مرشد کا باطن اتنا مصفا ہونا چاہیے۔ کہ وہ طالبوں (اور مریدوں) کو نفسانی خواہشات سے باز رکھ سکے۔

اس کا کرم ابتدا سے انتہا تک گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ جو کوئی فقر کے مقام میں داخل ہو جاتا ہے، (پھر) اسکو کوئی غم لاحق نہیں ہوتا ہے۔

فقر جنّت ہے اور فیض فضل حق ہے۔ تمام خلقت (فقیر کی) خاک (پا) سے حصہ (فیض) لیتی ہے۔

اس کا فقر اوّل آخر مکمّل طور پر تمام ہوا۔ اس کا نفس مُردہ ہو گیا، (مگر) درد دل میں اور سوزش و جلن تمام بدن میں ہے۔

میں نے اللہ کے الف (کی حقیقت) کو پا لیا ہے۔ میرے لیے ب سے بس اتنا ہی حصہ کافی ہے۔ جو کوئی غیر اللہ کا طالب ہے، وہ اہل ہوس میں سے ہے۔

باطن و ظاہر میں پیری و مریدی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ پیری اور مریدی میں اللہ ربّ العزّت کے بڑے راز پوشیدہ ہیں۔ انہیں وہ جانتا ہے، جو اس معرفت خداوندی تک پہنچا ہو۔ اور جس نے معرفت حق اختیار کی ہو۔ اور اسے دیکھا ہو۔ اور اس کی روح نے لذّت (معرفت) چکھی ہو، اور اس کے وجود سے نفسانی خواہشات اور حرص و ہوا نکل گئی ہو۔ یہ راہ قال اور گفت گو سے تعلق نہیں رکھتی۔ غیر حق جو کچھ بھی تُو رکھتا ہے۔ اپنے دل سے دھو ڈال۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

دنیا کی طلب بدعت اور گناہ کی جڑ ہے۔ طلب مولیٰ ہدایت اور راستی راہ کی اصل ہے۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ "دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے۔" دنیا جس میں صبح کی روزی صبح اور شام کی روزی شام کو مل جائے۔ اسی کو دنیا آخرت کی کھیتی گردانتے ہیں۔ یہ طریقہ صاحب مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ہے۔

دنیا جمع کرنا کفار کا کام ہے۔ اے احمق اندھے! دنیا میں جو حلال ہے، اس کا حساب لیا جائے گا اور جو حرام ہے، اس کے بدلہ میں عذاب ہو گا۔ ایک لاکھ اسی ہزار کم و بیش تمام پیغمبروں نے (عموماً) اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خصوصاً فرمایا ہے:۔

حدیث

تَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ [1]

حیلہ ہمہ ہلاکت است. حیلہ دروغ پیش حق وسیلہ نگردد. حجت من قرآن است کہ در قرآن دنیا را ہیچ جا عزت ندادہ اند۔

قولہ تعالیٰ:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ [2]

و دشمن فقیر سہ کس باشند۔ آن سہ کس کہ دوست دنیا اند: یکی منافق، دوم حاسد، سوم کافر۔

حدیث

اَلدُّنْيَا لِلسَّلَاطِيْنِ وَالْكَافِرِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالْمَسَاكِيْنَ [3]

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:۔

اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَأَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ [4]

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مَظْلُوْمًا وَلَا تَجْعَلْنِيْ ظَالِمًا [5]

مرد آنست بہر حال کہ باشد از نفس خود انصاف دہد۔ نفس پرست ہمہ کس خدا پرست کم کس۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

صاحب نظر اینست مراتب ازلی متقی تمام احوالات مرتبہ معلوم کند از مرتبہ خاص و عوام۔

---

[1] ابن ماجہ و عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔ [2] سورہ النساء ۴: ۷۷ [3] الحدیث [4] عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ [5] الحدیث۔

حدیث

"دنیا سے منہ موڑنا تمام عبادتوں کی جڑ ہے اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے۔"

(دنیا کو اکٹھا کرنے کے لیے) حیلہ جوئی سراسر ہلاکت ہے۔ حیلہ جوئی اور جھوٹ بارگاہ خداوندی میں نہیں چلتا۔ میری حجت قرآن ہے، کیونکہ قرآن پاک میں دنیا کو کسی جگہ عزت نہیں دی گئی۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہہ دو۔ دنیا ایک تھوڑی سی پونجی ہے۔"

فقیر کے دشمن تین آدمی ہوتے ہیں۔ اور یہ تینوں ہی دنیا کو دوست رکھتے ہیں۔ (اور وہ یہ ہیں) ایک منافق، دوسرا حاسد اور تیسرا کافر۔

حدیث

"دنیا بادشاہوں اور کافروں کے لیے ہے اور نیک انجام پرہیزگار اور مسکین لوگوں کے لیے ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"اے پروردگار! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور میری موت بھی مسکینوں میں کر اور اے پروردگار! مجھے قیامت کے دن مسکینوں میں اٹھا۔"

سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"اے اللہ! مجھے مظلوم بنا اور ظالم نہ بنا۔"

مرد وہ ہے، جو ہر حال میں اپنے نفس کا خود احتساب کرے۔ نفس کی پرستش سب کرتے ہیں، خدا کی پرستش کوئی کوئی کرتا ہے۔

اللہ ہمارے لیے کافی ہے، باقی سب ہوا و ہوس ہے۔

یہ مراتب صاحب نظر ازلی متقی کے ہیں، جو خاص و عام اور تمام مراتب و احوال کا علم رکھتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ :-

فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ط [1]

بعدازان طالب اللہ را تلقین ذکر فکر و تعلیم علم فیض کہ بعلم فیّاض فضل نصیب شد از آن روز ازل -

بیت

ہر حدیث و آیتی زان بشنوی
مردِ عارف آن بود حاضر نبیؐ

بدانکہ اوّل نفس امّارہ و شیطان و دنیا۔ دنیا مردم را بیشتر نیک اعمال در لذّت نفس ریا زوال با طمع بر خود مائل و مبتلا و دیوانہ گرداند۔ چون نفس و شیطان و دنیا اہل دنیا را یکتا و یگانہ سازند۔ بعدازان چنان در معصیت و بلای و ہلاکت اندازند کہ خود را غرق در گناہ معصیت می داند، لیکن از گناہ و معصیت نفس ہوا بیرون آمدہ نمی تواند مگر کہ خدا بخشد توفیق مرشد کامل بحق رفیق کہ بیرون برکشد ازین مراتب زندیق ۔ از ہر مراتب بہتر است برگزیدہ درگاہ کہ بخشد یگانگت قرب اللہ، ترک گیرد از دنیا و اعمال دنیا عزّ و جاہ ۔ نفس نافرمان بااین چہار چیز در فرمان نہ در آید و سر راست نگردد ۔ از خواندن بسیار علم و جمع کردن بسیار دنیا و از تداوی بسیار حکمت ۔ و در قید آوردن بسیار ملک ۔

مگر نفس نافرمان بچہار چیز در فرمان در آید:-

اوّل : محبت اللہ ۔

---

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۲-۳ ۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اس میں اہلِ تقویٰ کے لیے ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان لاتے ہیں"۔

بعدازاں طالب اللہ کو ذکر فکر کی تلقین اور علم فیض کی تعلیم دیتا ہے، کیونکہ علم سے ہی فیّاض کا فضل روزِ ازل سے نصیب ہوتا ہے ۔

بیت

تُو ہر آیت اور حدیث اُن سے سُنتا ہے ۔ مردِ عارف اس کو سن کر دربارِ رسالتؐ میں حاضر ہو جاتا ہے ۔

(اے طالبِ صادق!) پہلے جان لے کہ نفس امّارہ، شیطان اور دنیا تینوں کا آپس میں گٹھ جوڑ ہے ۔ دنیا لوگوں کو نفسانی لذّات، بظاہر نیک اعمال، زوال پذیر ریا اور طمع سے اپنے اوپر مائل اور (اپنی محبت میں) مبتلا اور دیوانہ بنا دیتی ہے جب نفس و شیطان و دنیا اہلِ دنیا کو یکتا اور یگانہ بنا لیتے ہیں، تو وہ اُسے بعدازاں اس طرح گناہ، بلا اور ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو گناہ اور معصیت میں غرق جانتے ہیں، لیکن وہ گناہ اور معصیت اور خواہشاتِ نفسانی سے باہر نہیں نکل سکتے، مگر جسے ربّ العزّت عزّ و جلّ توفیق عطا فرمائے اور مرشدِ کامل کی رفاقت نصیب ہو، جو اسے ان زندیقی مراتب سے باہر نکالے ۔ ہر مرتبہ سے بہتر برگزیدہ درگاہِ خداوندی ہے، جو یگانگت اور قربِ الٰہی بخشتی ہے ۔ جس سے (انسان) دنیا اور (بد) اعمالِ دنیا اور عزّ و جاہ کو ترک کر دیتا ہے ۔ نافرمان نفس ان چار چیزوں سے فرمانبردار اور درست نہیں ہوتا ۔

۱ - زیادہ علم پڑھنے سے ۔
۲ - زیادہ دنیا جمع کرنے سے ۔
۳ - بہت حکمت مستعمل کرنے سے ۔
۴ - اور زیادہ ملک اپنے قبضہ میں لانے سے ۔

مگر نافرمان نفس ان چار چیزوں سے فرمانبردار ہوتا ہے :-

اوّل : اللہ کی محبت سے ۔

دوم، خاص طلب اللہ۔

سیوم، غرق فنا فی اللہ۔

چہارم، ہر کاری وعبادت و ریاضت، تقویٰ کند حسبۃً اللہ۔

مخ این ہر چہار را تصور تصرف اسم اللہ ذات، معرفت و توحیدات است۔

معلوم شد کہ در وجود آدمی سہ چیز است۔

نفس نجس مردود در طلب مردود۔ ہر کہ طالب نفس مردود خاتمہ با شر عاقبت مردود۔

و زندہ قلب مقصود صاحب زندہ قلب برسد بمرتبۂ مقصود۔

و روح محمود است کہ طالب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمود است۔ طالب محمود خاتمہ بالخیر عاقبت محمود۔

ترا از کدام چیز پسند است ای ہوشمند! و تمامی دنیا ترک تصور کردن فی سبیل اللہ و تارک فارغ شدن ہیچ مشکل نیست۔ آسان کار است و بعد از دنیا ترک باز در دنیا شود غرق۔ بیرون برآمدن و تارک شدن خیلی دشوار است۔ مرد را ہر دو کار نہ آسان۔ کار کسی را کہ بر خدای تعالیٰ اعتبار است آسان تر کہ در نظر او برابر است خاک و زر۔ اینست مراتب فقیر حاکم اولی الامر۔

بدانکہ از رجعت نفس و معصیت شیطان و حوادث خلق باخبر باش، عالم را از آفات و رجعت طمع است و فقیر را آفات رجعت رجوعات خلق است۔ مرید شدن بادشاہ و امراء، و نفس در آید با انا و ہوا باز دارد از معرفت قرب خدا و اہل دنیا را آفات رجعت بخل است۔

○

دوم: خالص طلب اللہ سے۔

سوم: غرق فنا فی اللہ سے۔

چہارم: ہر وہ کام جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرے۔ مثلاً عبادت، ریاضت اور تقویٰ۔

ان چاروں چیزوں کا مغز تصور و تصرف اسم اللہ ذات اور معرفت الٰہیہ اور توحید باری تعالیٰ ہے۔

(پس) معلوم ہوا کہ آدمی کے وجود میں تین چیزیں ہیں (اور وہ حسب ذیل ہیں)

(۱) نفس نجس مردود، جو (دنیا) مردود کی طلب میں رہتا ہے۔ جو کوئی نفس مردود کا طالب ہے، اسکا خاتمہ شر پر ہوتا ہے اور اسکی عاقبت مردود ہو جاتی ہے۔

(۲) قلب مقصود، صاحب زندہ قلب، جو مرتبہ مقصود کو پہنچتا ہے۔

(۳) روح محمود ہے، جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمود کی طالب ہے۔ طالب محمود کا خاتمہ بالخیر اور اس کی عاقبت محمود ہوتی ہے۔

اے ہوشمند! تجھے (ان میں سے) کونسی چیز پسند ہے؛ تمام دنیا کو چھوڑنا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں فی سبیل اللہ خرچ کرنا اور تارک فارغ ہونا کچھ مشکل نہیں ہے، (بالکل) آسان کام ہے۔ لیکن اگر (انسان) دنیا ترک کرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں مستغرق ہو جاتا ہے، تو پھر اس سے باہر نکلنا اور تارک ہونا بہت دشوار ہے۔ انسان کے لیے یہ ہر دو کام آسان نہیں ہیں، لیکن جسے خدای تعالیٰ پر اعتبار ہے، اس کے لیے یہ دونوں کام آسان تر ہیں۔ کیونکہ اس کی نظر میں سونا اور مٹی برابر ہوتے ہیں، یہ مراتب فقیر حاکم اولی الامر کے ہیں۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ تجھے نفس کی رجعت، شیطان کی نافرمانی اور حوادث خلق سے باخبر رہنا چاہیے۔ عالم کی آفات اور رجعت طمع میں ہے۔ اور فقیر کے لیے مصائب اور رجعت رجوعات خلق ہے۔ بادشاہ اور امراء کے مرید ہونے سے نفس میں انانیت آجاتی ہے اور حرص و ہوا معرفت اور قرب خداوندی سے باز رکھتی ہے۔ اہل دنیا کی آفات اور رجعت بخل میں ہے۔

○

شرح توجّہ مرشد

یا طالب بدانکہ توجّہ سہ قسم است:-
توجّہ ذکر فکر، توجّہ مذکور، توجّہ حضور۔
توجّہ ذکر فکر مثل عوام، چنانچہ پری، مؤکّلان فرشتگان پیغام۔
و توجّہ مذکور با مذکور کہ از شہرگ نزدیک تر الہام این ہم حجاب است تمام۔
و توجّہ حضور مثل صورت نور با جواب صواب در یکدم ہزاران ہزار آورد و برد بجواب صواب توجّہ نور از حضور پس بغیر از توجّہ مرشد کامل۔ اگر طالب تمام عُمر بریاضت مثل موی باریک و از بسیاری عبادت مثل کوزہ پشت گردد، از رنج و محنت ہیچ سود ندارد و از ریاضت ہزاران ہزار بہتر است توجّہ مرشد کامل یکبار۔

حصول توجّہ حضور

توجّہ حضور از کدام چیز حاصل شود؟ از آنکہ توجّہ بتصور اسم اللّٰہ ذات۔ پس آن توجّہ کہ از ذات است توفیق تصرّف از توحید معرفت ذات است۔ کہ اصل او بر وصل است و وصل اُو بر اصل است کسی را کہ وصل اصل یکی گردد، آن بذات یکتا شود مثل چنانچہ عارف خدا نہ خدا و نہ از خدا جدا۔ پس این را حضور الحق گویند یعنی در حقیقت تحقیق و در معرفت صاحب توفیق و در ذکر قلب اُو قلزم دریای عمیق۔ این تصرّف را چہ دانند اہل مُردہ دل زندیق۔ یعنی در قید نفس بزوال بی خبر از باطن الٰہی معرفت وصال۔ توجّہ آنرا

مرشد کی توجّہ کی تشریح

اے طالب (صادق!) جان لے کہ توجّہ تین طرح کی ہے:-
پہلی قسم: توجّہ ذکر و فکر۔
دوسری قسم: توجّہ مذکور۔
تیسری قسم: توجّہ حضور۔
ذکر و فکر کی توجّہ عوام کے لیے ہے، جیسے دیو پری، مؤکّل اور ملائکہ کو پیغام کے طور پر دی جاتی ہے۔
توجّہ مذکور با مذکور جو شہ رگ سے بھی زیادہ اور الہام سے بھی زیادہ قریب ہے۔ یہ تمام کا تمام حجاب ہے۔ اور توجّہ حضور صورت نور کی مانند ہے۔ اس میں جواب با صواب ملتا ہے۔ ایک دم میں ہزاروں ہزار جوابات صواب کا آنا جانا رہتا ہے۔ پس یہ توجّہ نور حضور کامل مرشد کے بغیر میسّر نہیں ہوتی، خواہ طالب تمام عمر محنت و ریاضت کرتے ہوئے بال کی مانند باریک ہو جائے یا کثرت عبادت کی وجہ سے اس کی پیٹھ کبڑی ہو جائے۔ اس کی اس رنج و محنت سے اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ہزاروں سال کی ریاضت سے کامل مرشد کی ایک بار کی توجّہ بہتر ہے۔

توجّہ حضور کا وصال

توجّہ حضور کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟ یہ اسم اللّٰہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ پس وہ توجّہ جو توجّہ ذاتی ہے، اُسے توفیق تصرّف ذاتی توحید و معرفت سے حاصل ہے، کیونکہ اس کی بنیاد وصل پر ہے اور اس کا وصل اصل پر ہے۔ جس کسی کا وصل اور اصل ایک ہو جائے، وہ ذات سے یکتا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ عارف خدا نہیں ہوتا، مگر وہ خدا سے جُدا بھی نہیں ہوتا۔ پس اسے حضور الحق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یعنی حقیقت میں صاحب تحقیق اور معرفت میں صاحبِ توفیق ہوتا ہے۔ اور ذکر میں اس کا دل گہرے پانی کا ٹھاٹھیں مارتا ہُوا سمندر ہوتا ہے۔ اس تصرّف کو مُردہ دل زندیق (بے دین) کیا جانیں۔ یعنی وہ جو زوال پذیر نفس کی قید میں

گویند کہ ہر دو جہان کل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم را در توجہ باطنی طی کند طالبان را از توجہ بکشاید و می نماید۔ این را توجہ گویند موجہات۔ در قید او شش جہات اہل ذات است۔ توجہ را دالستہ اصل توجہ از نفس ترک است فرحت روح، بقا فی اللہ غرق است۔ مطالعۂ لوح محفوظ یک سطر از حرف دل ورق است، از مردم عوام فرق است۔ این توجہ را فیض بخش عوام گویند۔ آخر کامل مکمل اکمل مجموعہ التوحید چیست؟

بدانکہ پختگی مرشد کامل ہفت چیز است کہ آنرا ہفت گنج گویند و ہفت اندام آدمی را کلید است۔

اوّل توجہ۔

دوم توحید۔

سیوم تصرّف۔

چہارم تصوّر۔

پنجم تفکر۔

ششم تجلی۔

ہفتم تسلی۔

تمم ختم آنست کہ اگر شخصی بمشرق است و صاحب توجہ باین صفت موصوف بمغرب بتوجہ جان آنرا بامر اللہ تعالیٰ مثل عزرائیلؑ جان بی جان قبض۔ و ہر آنکس مُردہ گردد۔ و اگر صاحب توجہ شخصی نادیدہ و ناشنیدہ را از تمام عالم کہ نصیب اُو پیش صاحب توجہ باشد، آنرا دریابد و با توجہ نصیب با و نصیب کند و طالب ولی حبیب اللہ شود۔ این طریقہ از توجہ کامل است۔

پھنسے ہوئے ہیں اور جن کا باطن معرفت وصال الٰہی سے بے خبر ہے۔

توجہ اس بات کا نام ہے کہ دونوں جہان کی تمام اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق باطنی توجہ میں طالب پر منکشف کرے۔ اسے توجہ موجہات بھی کہتے ہیں۔ ایسے آدمی کی قید میں چھ اطراف ہوتی ہیں، کیونکہ یہ اہل ذات ہوتا ہے۔

والستہ توجہ کی اصل نفس کو ترک کرنا اور روح کی فرحت ہے اور فنا فی اللہ میں مستغرق ہونا ہے۔ لوح محفوظ کا مطالعہ دل کے اوراق کی ایک سطر کا ایک حرف ہے، لیکن (یہ بات) عوام الناس (کے علم) سے باہر ہے، اس توجہ کو فیض بخش عوام کہتے ہیں۔ کامل مکمل اکمل جامع التوحید کا انجام کیا ہے۔

(اے طالب حقیقی) جان لے کہ مرشد کامل کی پختگی سات چیزوں سے ہوتی ہے۔ جن کو ہفت گنج یعنی سات خزانے کہتے ہیں۔ اور جو ہفت اندام آدمی کے لیے کلید کی مانند ہے۔ (وہ سات خزانے یہ ہیں):-

پہلا خزانہ : توجہ

دوسرا خزانہ : توحید

تیسرا خزانہ : تصرّف

چوتھا خزانہ : تصوّر

پانچواں خزانہ : تفکر

چھٹا خزانہ : تجلی

ساتواں خزانہ : تسلی

اس کی حتمی صفت یہ ہے کہ جو صاحب توجہ ان صفات سے متصف ہو جاتا ہے۔ اگر وہ شخص مشرق میں ہے اور دوسرا شخص مغرب میں ہے، تو وہ بحکم الٰہی اپنی توجہ سے عزرائیل علیہ السلام کی طرح اس کی جان قبض کر سکتا ہے جس سے وہ شخص مر جاتا ہے۔ اگر اس قسم کے صاحب توجہ کے پاس کسی کا نصیبہ موجود ہو تو خواہ اس نے صاحب نصیبہ کو تمام دنیا میں دیکھا بھی نہ ہو اور نہ اس کے متعلق سنا ہو، وہ توجہ ہی سے اس کا نصیبہ اس کو عطا کر دیتا ہے۔ جس سے وہ طالب ولی اللہ اور حبیب خدا ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ کامل توجہ پر منحصر ہے۔

عجب دارم از آن احمق قوم کہ تابع نفس و میگوید خود را صاحب توجہ۔ این ہم کار مجہول نارسیدہ نامعقول است۔ توجہ را مراتب عظیم است و در توجہ سرّ اسرار رب کریم است۔ راہ توجہ اولیاؒ و انبیاؑ راز قدیم است۔ توجہ مہر با مہر، قہر با قہر، آئینہ با آئینہ ہر آئینہ معائنہ معمّا با معمّا۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

توجہ از درون دل کہ آنرا نور رب حضور می گویند۔ توجہ را خطرات خراب کند۔ چنانچہ گل باغ را خزان۔

بیت

از تنور لالہ طوفان خزان سر میکشد — باغبان رخنۂ دیوار را گل می زنند

پس معلوم شد خاص توجہ کہ از تصور اسم اللہ ذات است، مطلق لازوال از خطرات است۔

مصنف قدس سرہٗ میگوید کہ بغیر از قاعدۂ توجہ طالب بحق متوجہ نشود و مرشد کامل خواہد کہ طالب اللہ را بہر مقام توجہ بتوجہ برطی کناند۔ اول صورت طالب بتوجہ در تصور تصرف خود در آرد۔ در نفی لَآ اِلٰہ فنا کند۔ چون در نفی لَآ اِلٰہ صورت نفس از طالب در نفی فنا شد، بعد ازان در تصور صورت طالب بتصرف آوردہ باثبات اِلَّا اللّٰہُ بردہ قلب و روح زندہ گرداند کہ پردہ حواس خمسۂ باطنی بکشاید و اوصاف ذمیمہ برخیزد و از طالب ہیچ چیز پوشیدہ نماند و دوام در معرفت اللہ ماند۔ بعد ازان صورت طالب بتوجہ در تصرف آرد در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می برد از حضور مشرف گرداند و منصب بدہاند۔ طالب لایحتاج گردد و بہ ہیچ کس محتاج نماند۔ امّا اصل

میں ان احمق لوگوں پر متعجب ہوں جو نفس کی پیروی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم صاحب توجہ ہیں۔ ایسے کام مجہول، نارسیدہ اور نامعقول لوگوں کے ہوتے ہیں۔ توجہ کے مراتب عظیم ہیں۔ اور توجہ میں رب کریم کے سرّ اسرار ہیں۔ توجہ کی راہ زمانۂ قدیم سے اولیائے کرامؒ اور انبیائے عظامؑ کو حاصل ہے۔ توجہ مہر با مہر، توجہ قہر با قہر، توجہ آئینہ با آئینہ، توجہ معائنہ با معائنہ اور توجہ معمّا با معمّا ہوتی ہے۔

اللہ ہی کافی ہے، باقی سب ہوا و ہوس ہے۔

توجہ دل کے اندر سے ہوتی ہے، جسے نور رب حضور کہتے ہیں۔ توجہ کو خطرات اس طرح برباد کر دیتے ہیں، جس طرح باغ کے پھولوں کو باد خزاں برباد کر دیتی ہے۔

بیت

سُرخ رنگ کے پھولوں کے تنور سے موسم خزاں کا طوفان سر اٹھاتا ہے (اور) باغبان دیوار کے رخنوں کو مٹی لگا کر بھر دیتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ خاص توجہ جو اسم اللہ ذات کے تصور سے ہے، وہ خطرات سے بالکل لازوال ہے۔

مصنف (حضرت سلطان باہوؒ) فرماتے ہیں۔ طالب توجہ کے قاعدہ کے بغیر حق کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ جب مرشد کامل چاہتا ہے کہ طالب اللہ کو ہر مقام پر توجہ کے ساتھ پہنچائے، تو پہلے طالب کی صورت کو توجہ کے ساتھ اپنے تصور و تصرف میں لاتا ہے اور لَآ اِلٰہ کی نفی میں اپنے آپ کو فنا کرتا ہے۔ جب لَآ اِلٰہ کی نفی میں طالب سے نفس کی صورت فنا ہو جاتی ہے، تو پھر طالب کی صورت کو تصور و تصرف میں لا کر اِلَّا اللّٰہُ کے اثبات میں لے جا کر اس کے قلب و روح کو زندہ کرتا ہے، جس سے باطنی حواس خمسہ کا پردہ کھل جاتا ہے اور اوصاف ذمیمہ زائل ہو جاتے ہیں، اور طالب سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی، اور اسے دائمی طور پر معرفت خداوندی حاصل ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں طالب کی صورت کو بذریعہ توجہ اپنے تصرف میں لا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں لے جا کر حضوری سے مشرف کرتا ہے۔ اور منصب دلواتا ہے۔ جس سے طالب محتاج نہیں رہتا اور وہ کسی شخص کا حاجتمند نہیں

توجہ آنست کہ دریکدم وبریک قدم بیکصد مقام ذکر و در ہریک مقام ہزاران ہزار بیشمار، چنانچہ قطرات مطرات می بارد۔ مقام اینست کہ ہریک طی کناند۔ وسلامتی از ہر بلیات نفسانی وشیطانی بگذراند۔

قولہٗ تعالیٰ، وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط[1]

برساند مقام این است۔ توجہ معنی دارد، وجہ و وجہ روی است وت درمیان پردہ ت از پردہ بردارند۔ ہر کاری رارو برو آورند۔ وجہ با وجہ۔ رُو با رُو ومشاہدہ با مشاہدہ۔ چون فقیر غرق بتوجہ مع اللہ شود، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوجہ بآن یاد کنندہ فقیر اللہ بشود۔ پس معلوم شد ازین آیۃ کریمہ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ط[2]

بدانکہ توجہ سہ قسم است، توجہ مخنث یعنی توجہ دنیا از برای دنیا۔ توجہ مؤنث از برای عقبیٰ۔ توجہ مذکر مرد طالب مولیٰ از برای مولیٰ اعلیٰ و اولیٰ۔

حدیث

طَالِبُ الدُّنْيَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰى مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰى مُذَكَّرٌ مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا فَلَهُ الدُّنْيَا وَمَنْ طَلَبَ الْعُقْبٰى فَلَهُ الْعُقْبٰى وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ ط[3]

---

[1] سورہ آل عمران ۳، ۹۷ [2] سورہ الکہف ۱۸، ۲۸ [3] الحدیث

رہتا۔ لیکن توجہ کی اصل یہ ہے کہ ایک دم میں اور ایک ہی قدم پر سو مقام ذکر اور ہر ایک مقام میں ہزارہا بیشمار مقامات بارش کے قطرات کی طرح برسنے لگتے ہیں۔ اس کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اُن سب مقامات کو طے کراتا ہے اور ہر قسم کی نفسانی وشیطانی آفات وبلیات سے سلامتی کے ساتھ پار کرا دیتا ہے۔ پھر وہ اس مقام پر پہنچا دیتا ہے، جس کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے :۔

"جو اس (حرم شریف) میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا"

توجہ کے معنی ہیں۔ یعنی وجہ اور وجہ چہرے کو کہتے ہیں۔ اور ت درمیان میں پردہ ہے۔ اور جب ت درمیان سے نکال دیں، تو ہر کام کو اپنے روبرو لے آتے ہیں۔ وجہ با وجہ، مشاہدہ با مشاہدہ، رُو با رُو۔ جب فقیر توجہ مع اللہ میں مستغرق ہوتا ہے، تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف توجہ فرماتے ہیں جس سے وہ مندرجہ ذیل آیہ کریمہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کا فقیر بن جاتا ہے :۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) "اور اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھو، جو لوگ صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔ اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اوپر نہ پڑیں۔ کیا تم دنیوی زندگی کی زینت چاہو گے؟ اور اس کا کہا نہ مانو، جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔ اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا۔ اسکا کام حد سے گذر گیا"

(اے طالب صادق!) جان لے کہ توجہ تین قسم کی ہے :۔

پہلی قسم : توجہ مخنث یعنی توجہ دنیا۔ جو دنیا کے لیے توجہ کی جاتی ہے۔

دوسری قسم : توجہ مؤنث جو آخرت کے لیے کی جائے۔

تیسری قسم : توجہ مذکر جو مرد طالب مولیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے۔ اور یہی توجہ سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے۔

حدیث

"طالب دنیا مخنث ہے اور طالب عقبیٰ مؤنث اور طالب مولیٰ مذکر ہے، جس نے دنیا طلب کی، پس اسکے لیے دنیا ہے۔ اور جس نے عقبیٰ طلب کی، پس اس کے لیے عقبیٰ ہے اور جس نے مولیٰ کی طلب کی، اسکے لیے سب کچھ ہے"

بدانکہ عارف باللہ صاحب کل را لذّت ہم ذات کل است ۔

بدانکہ چہار لذّت جزٔ است کہ از لذّت کل باز دارند ۔

اوّل لذّت خوردن طعام بہر انواع لقمۂ چرب و شیرین لذّت ۔

دوم مجامعت زن ذوق آب منی کہ آن محض می منی است ۔

سیوم حکومت بادشاہانہ کہ از سر تا قدم بہ لذّت دنیا یگانہ ۔

چہارم لذّت علم مطالعۂ دوام ۔

این ہر چہار لذّت برابر است ۔ تمام عمر تصرّف در مطالعۂ سفید سیاہ ۔ ہیہات افسوس! ہزار حیف کہ محرم نشدی بمعرفت ، مشاہدۂ نور حضور ، تجلّیات ذات قرب الٰہ ای عالم نادان! وقت مُردن از برای معرفت اللہ ہزار غم می خوری و دم سردی کشی ، باہ آہ آہ ۔ طلب مرشد کامل کن ، رفیق ہمراہ کہ ترا نگہدارد از معصیت شیطان گناہ ۔ در وجودی کہ لذّت معرفت اللہ در آید ، ہر چہار لذّت از وجود می بر آید ۔ بعد ازان معلوم شود کہ لذّت خدا ہمچون لذّت است از تو کہ راحت بخشد بروح عزیز و مُردہ گردد نفس بی تمیز ۔ اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ[1] واقع است یعنی خلاف علم ہمہ حجاب است و اخلاص علم ہمہ صورت است پس حضرت علم می فرماید کہ نفس امّارہ را بکش و شیطان را دشمن دار ۔ مصاحب شیطان مشو ۔ دنیا را ترک دہ ۔

حدیث

تَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ وَحُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ[2]

وطلب اللہ بکن کہ این عطا فیض فضل اللہ ، قرب معرفت حقیقی حاصلیّت از مرشد واصلیّت است ۔ بسیار علم خواندن فرض نیست و از گناہان بیرون بر آمدن و

[1] کتاب التشرف [2] ابن ماجہ و عین العلم از حضرت ملا علی قاری ۔

جان لے کہ عارف باللہ صاحب کُل کو لذّت بھی ذات کُل سے ہے ۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ چار لذّتیں جزٔ ہیں جو لذّات کُل سے باز رکھتی ہیں ۔

پہلی لذّت ، قسم قسم کے لذیذ چرب اور شیریں کھانوں کی لذّت ۔

دوسری لذّت ، عورت سے جماع کرنے کی لذّت ۔

تیسری لذّت : حکومت شاہانہ کی لذّت جو سراپا صرف لذّت دنیا ہی دنیا ہے ۔

چوتھی لذّت ، دائمی مطالعۂ علم کی لذّت ۔

یہ چاروں لذّتیں برابر ہیں ۔ تمام عمر نیک و بد کی تمیز کے مطالعہ میں صرف کر دی لیکن افسوس ہزار بار افسوس کہ تو معرفت ، مشاہدۂ نور حضور ، تجلیات ذات اور قرب خداوندی سے واقف نہ ہوا ۔

اے نادان عالم! مرتے وقت معرفت خداوندی کے لیے ہزار غم کھاؤ گے ، اور ٹھنڈی آہیں بھرو گے ۔ آہ آہ کرو گے اور کف افسوس ملو گے ۔ (اس سے بہتر یہ ہے) کہ کسی مرشد کامل کی تلاش کرو اور راستے کا ساتھی بناؤ جو معصیت شیطانی اور گناہ سے تمہاری نگہداشت کرے ۔ جس وجود میں معرفت الٰہی کی لذّت آجاتی ہے ، اس سے چاروں لذّات نکل جاتی ہیں ۔ بعد ازاں معلوم ہوتا ہے کہ معرفت خداوندی کی لذّت ایسی لذّت ہے ، جس سے تیری روح عزیز کو راحت نصیب ہوتی ہے ۔ اور بے تمیز نفس (اپنی خواہشات لذّات) سے مُردہ ہو جاتا ہے ۔ اسی لیے (ظاہری) علم کو معرفت الٰہی کے لیے حجاب اکبر کہا گیا ہے ۔ یعنی خلاف علم تمام حجاب ہے ۔ اور اخلاص علم سر بسر صورت ہے ۔ پس حضرت علم کا فرمان ہے کہ نفس امّارہ کو قتل کرو ۔ اور شیطان کو دشمن تصور کرو ، شیطان کے مصاحب نہ بنو ۔ اور دنیا کو ترک کرو ۔

حدیث

"دنیا کو ترک کرنا تمام عبادات کی اصل ہے اور دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے ۔"

اللہ تعالیٰ کی طلب کر ، کیونکہ یہ عطا فیض ، فضل اللہ ، قرب معرفت حقیقی ، مرشد واصل حق سے حاصل ہوتی ہے ۔ بہت علم پڑھنا فرض نہیں ہے ۔ گناہوں سے

تقویٰ کردن و از خدای تعالیٰ ترسیدن وطلب مرشد کردن کہ آن رسانندۂ راستی راہ است ، گمرہ را فرض عین است ۔

اَلعَاقِلُ یَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ ط

بدانکہ بوجود آدمی چہل ویک گنج است ۔ وبیست ویک گنج ظاہر وبیست و یک گنج باطن ۔ اگر ازین گنجہا دریابد گنج باجمیعت ، لایحتاج گردد ۔ کامل الانسان است والّا نہ بی جمیعت حیران پریشان است ۔ کامل انسان انبیاءؑ و اولیاءؒ است ۔ دیگری را انسان نتوان گفت کہ بنفس ہوا است ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ ط [۱]

از دو گنج باطن ہمہ گنجہا بکشایند ۔ دو گنج ظاہر این است ۔ یکی صحت جان ، دوم غالب شدن بر تمام عالم جہان کہ آن محض توفیق الٰہی است ۔

بیت

چرا نالد کسی از تنگ دستی — کہ گنج بہ قیاس است تندرستی

واز گنج توفیق می کشاید ظاہر گنج علم و گنج عمل ، گنج حلم و گنج حکمت و گنج عقل و گنج توکل و گنج صبر و گنج شکر و گنج جمیعت ۔ چون گنج جامع جمیعت مانند ازین بدست آید ، گنج دنیا و اہل دنیا غلام و فرمانبردار در حکم ۔ بکرم اللہ غنی گردد و بہ از اقلیم بادشاہ ۔ دو دو گنج باطن اینست کہ ہریک گنج باطن ازین دو گنج باطن بکشاید ۔

[۱] سورہ الاعراف ، ۷ : ۱۷۹ ۔

کنارہ کشی کرنا ، تقویٰ اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور مرشد کا طلب کرنا ، کیونکہ وہ راہِ راست پر لانیوالا اور گمراہی سے بچانے کا وسیلہ ہے ، فرضِ عین ہے ۔ عقلمند کے لیے اشارہ ہی کافی ہے ۔

(اے طالب حقیقی !) جان لے کہ انسان کے وجود میں اکتالیس ۴۱ خزانے ہیں ۔ جن میں بیس ظاہری اور بیس باطنی ہیں ۔ اگر ان خزانوں میں سے جمیعت کا خزانہ پالے ، تو (انسان) کسی کا محتاج نہیں رہتا ۔ (اگر ایسا کرے) تو کامل انسان ہے ، ورنہ بے جمیعت (انسان) حیران پریشان ہے ۔ کامل انسان انبیاء عظامؑ اور اولیاء کرامؒ ہیں ۔ دوسروں کو انسان نہیں کہا جا سکتا ، کیونکہ وہ نفسانی خواہشات اور حرص و ہوا کے بندے ہیں ۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

" وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے ، بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ " ۔

دو باطنی خزانوں سے تمام خزانوں کا انکشاف ہو جاتا ہے ۔ دو ظاہری خزانے یہ ہیں :۔

ایک صحت جان یعنی تندرستی (جو ہزار نعمت ہے) دوسرے تمام جہان پر غالب آنا ، جو محض توفیق الٰہی ہے ۔

بیت

کوئی آدمی تنگدستی سے کیوں روتا دھوتا ہے ۔ اس لیے کہ تندرستی بذات خود بے مثل خزانہ ہے ۔

اور گنج توفیق سے (حسب ذیل) ظاہری خزانے منکشف ہوتے ہیں ۔ پہلا خزانہ علم ہے ۔ دوسرا خزانہ عمل ہے ۔ تیسرا خزانہ حلم ہے ۔ چوتھا خزانہ حکمت ہے ۔ پانچواں خزانہ عقل ہے ۔ چھٹا خزانہ توکل ہے ۔ ساتواں خزانہ صبر ہے ۔ آٹھواں خزانہ شکر ہے ۔ نواں خزانہ جمیعت ہے ۔ جب ان سب خزانوں کی جامع جمیعت کا خزانہ ہاتھ میں آتا ہے ، تو اہل دنیا اور دنیا کے خزانے غلام اور فرمانبردار ہو جاتے ہیں ، اور (فقیر) کے حکم میں آجاتے ہیں ، اور وہ اللہ کے فضل و کرم سے غنی ہو جاتا ہے اور وہ ساتوں ولایتوں کے بادشاہ سے بہتر ہو جاتا ہے ۔ وہ دو باطنی خزانے جن سے ہر ایک باطنی

اوّل گنج حاضرات ملاقات دست مصافحہ کردن با ہریک انبیاؑ را و اولیاؒ آن دعوت قبور است۔ دوم گنج تصوّر اسم اللہ ذات کہ محض استغراق معرفت توحید نور است کہ مطلق مشاہدۂ ربوبیّت حضور است۔ و دیگر ہریک باطنی گنج الہام مقام ذکر مذکور ذات صفات متبرکات مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات مانند ازین سعادت عظمیٰ و مراتب اولیا می کشاید۔

مرشدیکہ روز اوّل چہل یک گنج طالب اللہ را نصیب کند۔ مرشد کامل خزانچی، ولی اللہ است، اہل ہدایت اللہ نافع المسلمین، خلق را رہنمائی لایق ارشاد۔ مرشدیکہ بدین صفت موصوف نباشد، راہزن طالبان، مرشد خام پس کلید است ہر کہ بتوحید کلید نرسد، از اہل تقلید است، بی خبر از توحید، مشاہدہ بامشاہدہ، نور بانور، حضور باحضور۔

ابیات

بدریای محبت را چہ آرائی خطاب — چون حباب از خود تہی شد گشت آب
ہر یکی از قطرہ یابد من بدریا یافتم — چون عین دریا یافتم خود گم بدریا ساختم

○

شرح مقامات

مقام علم و مقام بخش و مقام عطا و مقام معرفت و مقام فضل و مقام قرب و مقام ذکر و مقام فکر و مقام فیض و مقام قبض و مقام بسط و مقام قوت و مقام توفیق و مقام شوق

خزانہ کھلتا ہے، یہ ہیں:۔

اوّل گنج حاضرات، جس سے ہر ایک نبی اور ولی اللہ سے مصافحہ اور ملاقات ہوتی ہے۔ یہ دعوت قبور ہے۔ دوسرا خزانہ اسم اللہ ذات کا تصوّر ہے، جو محض معرفت توحید نور کا استغراق ہے، جو مطلق مشاہدۂ ربوبیّت حضور ہے۔ اور دوسرا ہر ایک باطنی خزانہ الہام، مقام، ذکر مذکور ذات صفات، متبرکات مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور اسی طرح سعادت عظمیٰ اور مراتب اولیا منکشف کراتا ہے۔

جو مرشد پہلے ہی روز اکتالیس خزانے طالب کو نصیب کر دیتا ہے، وہ مرشد کامل ہے، مرشد کامل اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا خزانچی ہوتا ہے۔ وہ ولی اللہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راہ کی ہدایت دینے والا ہوتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، وہ خلقت کا راہنما اور لایق ارشاد ہوتا ہے۔ جو مرشد ان صفات سے متصّف نہیں، وہ طالبوں کا راہزن اور خام ہے۔ پس (فقیر ہی ان تمام امور کی) کلید ہے۔ جو شخص (اس) کلید توحید کو نہیں پاتا، وہ اہل تقلید میں سے ہے۔ اور توحید، مشاہدہ بامشاہدہ، نور با نور اور حضور باحضور سے بے خبر ہے۔

ابیات

تو محبت کے دریا کو خطاب (خوش کلامی) سے کیسے سنوار سکتا ہے۔ وہ تو مثل بلبلہ ہے، کہ جب بلبلہ اپنے آپ سے خالی ہو گیا، تو پانی ہو گیا۔

ہر ایک آدمی ایک قطرہ پاتا ہے، (لیکن) میں نے دریا پایا ہے۔ جب میں نے خاص دریا پا لیا، تو خود کو دریا میں گم کر دیا۔

شرح مقامات

مقام علم، مقام بخش، مقام عطا، مقام معرفت، مقام فضل، مقام قرب، مقام ذکر، مقام فکر، مقام فیض، مقام قبض، مقام بسط، مقام قوت، مقام توفیق، مقام شوق، مقام

ومقام ذوق ومقام ترک ومقام توکل ومقام مجاہدہ ومقام مشاہدہ ومقام غرق ومقام حضور ومقام توحید ومقام الہام ومقام دلیل ومقام وہم ومقام اوہام ومقام خیال و مقام وصال ومقام سکر ومقام محو ومقام حال ومقام مستقبل ومقام خلق ومقام سکوت ومقام ناسُوت ومقام ملکوت ومقام جبروت ومقام لاہوت ومقام حیرت ومقام عبرت ومقام سودا ومقام سویدا ومقام ہویدا ومقام قلب ومقام وجد ومقام نور ومقام صدق ومقام جوہر الانفاس ومقام کنزراہ بنای اسلام ومقام طاعت و مقام ولایت ومقام عنایت ومقام غنایت ومقام مراقبہ ومقام محاسبہ ومقام مکاشفہ ومقام کرامت ومقام باللہ ومقام بقا باللہ ومقام فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ومقام تجلّی روح ومقام تمثّل ومقام خفی ومقام طلب ومقام محبّت ومقام مدنظر اللہ منظور کہ نظر بر قلب است نہ بر وجود ایشان کہ اہل قلب است ۔ جیفہ طلب است نجس نجاست بعقل شیطانی منصوبہ اہل خراست ۔

مقام استقامت مقام تجرید ومقام تفرید ومقام مفتاح ومقام رجا ، ومقام خوف ومقام تصوّر ومقام تصرّف ومقام مجموعہ ۔

جملہ جمعبندی دفاتر حق فنا فی اللہ مطلق ۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ [1]

ہر کہ این ہر یک مقام را طلب تحقیق طی کرد، ہنوز خام است ، مرشد او نام از برای آنکہ یک بیک تصور بی توجہ یکتا چرا نگرداند؟ از آن خام را مرشد نخواند ۔ طالب عاجز ہمہ در طلب استوار جان دادن طیار است ، اگر مرشد کامل معرفت بخشندۂ پروردگار ہشیار است ، مرشد ناقص راہزن شیطان است کہ طالب او محتاج پریشان است ۔ فقیر ہرچہ گوید از روی حساب نہ از روی حسد اَلْحَقُّ مُرٌّ واقع است ۔ ہر کہ شود تلخ انسان نشود،

[1] مرغوب القلوب ، ص ۱۸ و انیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندیؒ ، ص ۶۳

ذوق، مقام ترک، مقام توکل، مقام مجاہدہ، مقام مشاہدہ ومقام غرق ومقام حضور ومقام توحید ومقام الہام ومقام دلیل ومقام وہم ومقام اوہام ومقام خیال ومقام وصال ومقام سکر ومقام محو ومقام حال ومقام مستقبل ومقام خلق ومقام سکوت ومقام ناسُوت ومقام ملکوت ومقام جبروت ومقام لاہوت ومقام حیرت ومقام عبرت ومقام سودا ومقام سویدا ومقام ہویدا ومقام قلب ومقام وجد ومقام نور ومقام صدق ومقام جوہر الانفاس ومقام کنزراہ بنائے اسلام ومقام طاعت ومقام ولایت ومقام عنایت ومقام غنایت ومقام مراقبہ ومقام محاسبہ ومقام مکاشفہ ومقام کرامت ومقام باللہ ومقام بقا باللہ ومقام فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومقام تجلی روح ومقام تمثل ومقام خفی ومقام طلب ومقام محبت ومقام مدنظر اللہ منظور ۔

(جو ان مقامات کے حامل ہیں) انکی نظر قلب پر ہوتی ہے، نہ کہ اُن کے وجود پر، کیونکہ وہ اہل قلب ہوتے ہیں، (لیکن بعض لوگ) مُردار طلب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ گدھے ہیں جو عقل شیطانی سے منصوبہ بندی کر کے (گویا) گندگی کے حصول میں سرگرداں ہیں۔ (جو مقامات مندرجہ بالا بیان ہوئے۔ ان کے علاوہ حسب ذیل مقامات بھی ہیں):

۱۔ مقامات استقامت۔ ۲۔ مقام تجرید۔ ۳۔ مقام تفرید۔ ۴۔ مقام مفتاح۔
۵۔ مقام رجا۔ ۶۔ مقام خوف۔ ۷۔ مقام تصور۔ ۸۔ مقام تصرف۔ ۹۔ مقام مجموعہ

یہ تمام کے تمام مقامات فنا فی اللہ مطلق کے لیے حق کے دفاتر کی جمعبندی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہ اللہ ہی ہوتا ہے۔"

جو کوئی طالب ان ہر ایک مقام (مذکورہ) کو طلب تحقیق کر کے طے کرے، وہ ابھی خام ہے اور صرف برائے نام مرشد ہے۔ اس لیے کہ وہ ایک ہی تصور سے بغیر توجہ دیئے ہوئے (مرید کو) کیوں یکتا نہیں کر دیتا؟ ایسے خام کو مرشد نہیں کہہ سکتے۔ اگر خدا کی پہچان رکھنے والا مرشد کامل ہوشیار ہے، تو طالب بیچارہ تو ہمہ تن طلب میں جان دینے کے لیے تیار ہے۔ مرشد ناقص ابلیس کی طرح راہزن ہے، ایسے ناقص مرشد کا طالب محتاج و پریشان رہتا ہے۔ فقیر جو کچھ کہتا ہے، حسد کی بنا پر نہیں کہتا، بلکہ حساب کی رو سے کہتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ سچی بات کڑوی ہوتی ہے۔ جو

مرتبۂ او بلغ ۔ اگر بلغ بر ہوا بپرد، بلغ و مگس مرتبۂ شہباز نیابد۔ مرشدیکہ منتی نظار است، آنرا توجہ از برای طالبان چہ در کار است بدست برد حضور بسپرد، ہر کہ دوام حضور است حضور کردن طالبان آنرا چہ مشکل و دور است۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت

غرق را غم نیست فی اللہ غار دل — خلق را وہم است قالب زیر گل

●

بدانکہ از غایت تصور تاثیر اسم اللہ ذات چون اسم اللہ ذات از قدم قلب قالب رامی شود غالب اسم تام جسم را در قبض و تصرف خود کند، خصالت نفسانیت کثافت جامہ کثیف از وجود اربعہ عناصر برخیزد و نیک خوئی روحانیت پیدا و ہویدا گردد۔ نور تصور اسم اللہ ذات و نور معرفت الٰہی، مشاہدۂ ذات۔ و از نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات و نور فنا فی اللہ و فنا فی الشیخ درجات موافق نص حدیث آیات۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ [1]

دم از دم زندگی مدام ابد الآباد تمام۔

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي [2]

چون روح اعظم در وجود معظم آمد و گفت یا اللہ، تا قیامت برخیزد ہنوز ماہیت انتہار باسم اللہ ذات نرسیدہ باشد۔

پس معلوم شد این چنین وجود نور را بہر حال و احوال و قال و افعال و اعمال معرفت

[1] سورہ الکہف ۱۸ : ۲۴ [2] سورہ الحجر ۱۵ : ۲۹

شخص کڑوا ہوتا ہے، اسے انسان نہیں کہہ سکتے۔ اس کا مرتبہ مکڑی کے برابر ہے۔ اگر مکڑی اور مکھی ہوا میں پرواز کریں، تب بھی وہ شہباز کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ جو مرشد خود منتہی نظار ہے، اُسے تو طالبوں کو توجہ دینے کی بھی ضرورت نہیں، بلکہ وہ تو طالب کا ہاتھ پکڑ کر حضوری میں جا سونپتا ہے، جو خود صاحب حضوری ہے، طالبوں کو حضوری میں پہنچا دینا کیا مشکل اور بعید ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

بیت

ڈوبنے کا غم نہیں ہے، دل میں اللہ کا غار گھر ہے۔ مخلوق کا (یہ) وہم ہے کہ جسم مٹی (قبر) کے اندر ہے۔

اے طالب صادق! جان لے کہ اسم اللہ ذات کی کثرت تصور کی برکت کی تاثیر سے قالب قلب کی مانند ہو جاتا ہے۔ اور اسم تمام جسم پر غالب آ جاتا ہے۔ اور اسے اپنے قبضہ و تصرف میں لے آتا ہے۔ اس اربعہ عناصری وجود سے نفسانی خصائل کا کثیف لباس اُتر جاتا ہے، اور روحانیت کے نیک خصائل پیدا اور ظاہر ہو جاتے ہیں۔

اسم اللہ ذات کے تصور کے نور، معرفت خداوندی کے نور، مشاہدۂ ذات کے نور، حضور پُر نور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات کے نور، فنا فی اللہ کے نور، اور فنا فی الشیخ کے نور سے درجات قرآن و حدیث کے مطابق حاصل ہوتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کرو، جبکہ تو بھول جائے۔"

دم دم کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حاصل ہوتی ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اور اس میں میں نے اپنی روح پھونک دی۔"

جب روح اعظم وجود معظم میں آئی اور یا اللہ کہا تو خواہ قیامت تک ماہیت معلوم کرتا رہے، اسم اللہ ذات کی ماہیت کی انتہا کو نہیں پہنچے گا۔

پس معلوم ہوا کہ ایسے نوری وجود کو ہر حال و احوال اور قول و فعل اور عمل میں معرفت

قرب وصال از حضور است. چون نفس مطمئنہ تزکیۂ نور گردد، لباس قلب پوشد و قلب نور لباس نور پوشد و روح نور لباس سرّ پوشد و سر نور لباس اسرار پوشد. چون مجموعہ یکی نور گردد، در وجود صورت نور پیدا شود کہ آنرا محض مطلق توحید توفیق الٰہی می گویند۔

عجب دارم ازان طائفۂ احمق قوم کہ با تفکر تقلید بی خبر از باطن معرفت الٰہی توحید۔ دل را بستہ طرف چپ دل بگردانند۔ و می گویند این مقام قلب است کلب را قلب دانند۔ اوّل کسی کہ دعویٰ ذکر قلب کند کہ من ذاکر قلبی ام، آنرا دو گواہ است اوّل صاحب نظر کہ از نظر اُو زنار کافر ریسمان لعنت بگسلد۔

دوم گواہ اُو از نظر اُو اوّل تصدیق قلب پیدا شود و غلبات قلب ذکر جوہر نور بر زبان اقرار برآید بگوید لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم۔ این مراتب نیز آسان کار است۔ طالب اللہ را بیک نظر بہ تصور اسم اللہ ذات بہ تمامیت معرفت رسانیدن مشکل خیلی دشوار است۔ ذکر جوہر قلب است۔ قلب جوہر جان است و جان جوہر ایمان است مسلمان آنرا گویند کہ مال، فرزند، جان تصدق و تصرف کند بنام اللہ۔ جوہر ایمان اینست۔

رُباعی

آن دل کہ شہ از فخر نہد بر افسر
در حال شکستگی نیرزد بشرر

قرب وصال اور حضوری حاصل ہے۔ جب نفس مطمئنہ کا تزکیۂ نور ہو جاتا ہے، تو دل کا لباس پہنتا ہے اور دل نُور کا لباس پہنتا ہے۔ اور دل روح کا لباس پہنتا ہے اور روح سرّ کا لباس پہنتا ہے اور سرّ اسرار کا لباس پہنتا ہے۔ جب سب مل کر ایک نور ہو جاتے ہیں، تو وجود میں نور کی ایک صورت پیدا ہوتی ہے، جسے مطلق توحید اور محض توفیق الٰہی کہتے ہیں۔

میں ان احمق لوگوں پر متعجب ہوں، جو تقلیدی تفکر کرتے ہیں اور باطن میں معرفت الٰہی سے بے خبر ہیں۔ دل کو دم بند کر کے بائیں طرف پھراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ دل کا مقام ہے۔ وہ کلب (کتّے) کو قلب (دل) سمجھے ہوئے ہیں۔ اوّل جو کوئی ذکر قلبی کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں ذاکر قلبی ہوں۔ اُسے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں دو گواہ درکار ہیں۔

اوّل گواہ (نشانی) یہ کہ وہ صاحب نظر ہو، تاکہ نظر اُسکی نظر سے کافر کی زنار لعنت توڑ سکے۔

دوم گواہ (نشانی) یہ کہ اس کی نظر سے (طالب صادق کے وجود میں) اوّل تصدیق قلبی پیدا ہو جائے۔ اور قلب غلبات ذکر جوہر نور سے کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا زبان سے اقرار کرے۔

یہ مراتب بھی آسان کام ہیں۔ (لیکن) مشکل اور نہایت دشوار تو یہ ہے کہ تصوّر اسم اللہ ذات سے بیک نظر معرفت کی تمامیت تک پہنچا دے۔ ذکر دل کا جوہر ہے۔ دل جان کا جوہر ہے۔ اور جان ایمان کا جوہر ہے، مسلمان اسے کہتے ہیں جو اپنا مال، اولاد اور اپنی جان (تک) اللہ کے نام پر قربان کر دے، یہی جوہر ایمان ہے[1]۔

رباعی

وہ دل جو کہ بادشاہ ہے اور فخر سے سر پر (تاج) رکھتا ہے، شکستگی کی حالت میں شرارت کی طرف رجوع نہیں ہوتا۔

---

[1] مولانا رومی فرماتے ہیں: ہر چہ داری صرف کن در راہ اُو۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا

وین گوہر لوالعجب کہ دل نام وی است
ہر چند شکستہ تر بقیمت بہتر

رباعی

از کبر مدار ہیچ در دل ہوسی — کز کبر بجای نرسیدہ است کسی
چون زلف بتان شکستگی عادت کن — تا صید کنی ہزار دل در نفسی

رباعی

گفتم سخن شکستہ دش چون آید — با آنکہ ہمہ چو دُر مکنون آید
گفتا سخن از چنین دہانی کہ مراست — گر نشکنمش چگونہ بیرون آید

پس سخن معرفت اللہ عظیم است۔ دہان تنگ، حوصلہ کم چہ کند ہر سخن سر بسنگ زند واز وجود سنگ دل لعل معرفت بر آید۔ ہر آنکس داند کہ باین مرتبہ رسیدہ و دیدہ باشد۔

بدانکہ نیز شرح ذکر چہار اند۔ ذکر نفس، ذکر قلب، ذکر روح، ذکر ستر۔

ذکر نفس زبان است کہ با ذکر خدای تعالیٰ را یاد میکند۔ از برای لذت نفسانیت عز و جاہ، مسخرات خلق و تابع فرشتہ موکل و جنونیت و ترقی زر و مال ناموس و نام۔

این مراتب بر ذاکر اہل قلب حرام و ذکر دم مطلق حوادث خطرات غم بلکہ رسم رسوم اہل کفار بت صنم۔

اور یہ عجیب و غریب موتی ہے جس کا نام دل ہے کہ یہ جتنا زیادہ شکستہ اور ٹوٹا ہوا ہو، اتنا ہی زیادہ قیمت میں بہتر ہوتا ہے۔

رُباعی

دل میں تکبّر کی ہوس بالکل مت رکھ۔ کیونکہ تکبّر سے کوئی شخص کسی بلند مقام پر نہیں پہنچ سکا ہے۔

محبوبوں کی زلفوں کی طرح پریشان اور بکھری رہنے کی عادت کر، تاکہ ایک لمحہ میں ہزاروں دل شکار کرے۔

رُباعی

میں نے کہا کہ جب وہ سخت شکستہ (حال) ہوکر آئے۔ یا وہ تمام کا تمام پوشیدہ موتی کی مانند آئے۔

اس نے کہا میری وہ باتیں جو ایسے (میرے) منہ سے نکلتی ہیں۔ اگر میں اُن سے اس کو شکستہ حال نہ کروں، تو وہ باہر کیسے آئیگا۔

پس معرفت الٰہی کی بات بڑی عظیم ہے۔ منہ تنگ ہے اور حوصلہ کم ہے۔ (اس کا علاج یہی ہے) کہ ہر ایک بات پر سر پتھر پر مارے اور وجود میں سنگدل سے لعل معرفت نکلے۔ اس بات کو وہی شخص جانتا ہے، جو اس مرتبہ تک پہنچا ہو۔ اور جس نے اس کا مشاہدہ کیا ہو۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ ذکر (کی تفصیل) بھی چار اقسام میں منقسم ہے:۔

(۱) ذکر نفس (۲) ذکر قلب (۳) ذکر روح (۴) ذکر ستر۔

(۱) **ذکر نفس**:۔ اللہ تعالیٰ کے زبانی ذکر کو ذکر نفس کہتے ہیں۔ یہ نفسانی لذت، حصول عزو جاہ، مسخرات خلق، فرشتہ، موکل، جنات کو تابع کرنے کے لیے کیا جاتا ہے نیز مال و زر کی ترقی اور نام و ناموس کے لیے کیا جاتا ہے۔ (یہ اچھی طرح جان لو کہ) یہ مراتب ذاکر قلبی پر حرام ہیں، جو لوگ دم بندی کرکے ذکر کرتے ہیں، وہ مطلق حوادثات، خطرات اور غم کا شکار ہوجاتے ہیں۔ بلکہ یہ رسم رسوم اہل کفار اور بت پرستوں کی ہے۔

آن قلب کہ بذکر اللہ تعالیٰ را یاد میکند از غایت صفائی شاد شود۔ شوق و ذوق و محبت و طلب و طاعت دوام و توفیق و تصدیق۔ این چنین ذاکر دل صدیقان است۔

پس معلوم شد کہ ذکر نفس در طلب دنیا خام خیال خام است و ذکر دم مطلق جہل پریشانی زوال است۔ این ہر دو ذکر رجعت است۔ و رجعت ذکر آنرا گویند کہ بشروع ذکر چندان دنیا و خلق بنام ناموس جمع شود کہ جمعیت باطنی، رحمانی مرتبہ دنیا شیطانی ہوا باز دارد از خدا۔ و ذکر قلب وسیلۃ النجات در مردگی حیات روشن ضمیر بردم اثبات قدم و بر نفس امیر۔

اینست مراتب ذاکر قلبی فقیر۔ ذاکر قلبی را از ذکر قلب دل غنی۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

و از فکر فنای نفس فیض بر صاحب نظر و روح و ذکر روح کہ حق تعالیٰ را یاد میکند در یکدم دہ لکہ مقام منزل طی میکند۔ روح مثل معطر ریح است۔ دوام بذکر تسبیح است۔ ذاکر روحانی را مشاہدۂ معرفت الٰہی و مجلس ملاقات بہر ارواح مقام مراتب صحیح است۔ روح روشنی بخش مثل نوح است بمدّ نظر اللہ منظور۔ مثل آفتاب روحانی ذاکر ہمہ جا حضور کہ روح سرمایۂ ایمان نور است۔ این نور از قدرت الٰہی وارد نفس و نفسانی قادر نیک سعید مثل حضرت رابعہؒ و بایزیدؒ۔

و ذکر سر و ذکر سرّی را سراپردہ فیما بین اللہ و العبد بکشاید بی حجاب عینہ را عین نماید۔

(۲) **ذکر قلب**: وہ دل جو ذکر الٰہی کرتا ہے، تو صفائی کی بنا پر خوشی کرتا ہے۔ ایسے ذاکر کو ذوق، شوق، محبت، طلب، دائمی اطاعت اور توفیق و تصدیق حاصل ہوتی ہے۔ اس قسم کے ذاکر کا دل صدیقین جیسا ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نفسانی ذکر دنیاوی طلب کے لیے ہوتا ہے، جو محض خام خیالی ہے۔ اور جس دم کا ذکر محض جہالت ہو، وہ پریشانی اور زوال کا باعث ہے۔ یہ دونوں ذکر (بجائے خود) رجعت ہے۔ اور ذکر کی رجعت یہ ہے کہ ذکر کے شروع میں اس قدر دنیا اور خلقت شہرت اور ناموس کے نام پر اکٹھی ہو جاتی ہے کہ دنیاوی شیطانی خواہشات (طالب کو) جمعیت باطنی، مرتبۂ رحمانی اور خدای تعالیٰ سے دوری کا باعث بن جاتی ہیں۔ ذکر قلبی تو وقت نزع نجات کا وسیلہ ہے اور روشن ضمیری کا سبب ہوتا ہے جس سے (انسان) ثابت قدم اور نفس پر حکمران ہو جاتا ہے۔

یہ ہیں ذاکر قلبی فقیر کے مراتب۔ ذاکر قلبی کا دل ذکر قلبی سے غنی ہو جاتا ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

فکر فنائے نفس سے صاحب نظر فیضیاب ہوتا ہے۔

(۳) **ذکر روح**: اور جو روح حق تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے، وہ ایک لحظہ میں دس لاکھ منازل و مقامات طے کرتی ہے۔ روح خوشبودار ہوا کی مانند ہے۔ اور وہ ہمیشہ ذکر و تسبیح میں مشغول رہتی ہے۔ روحانی ذاکر کو معرفت الٰہی کا مشاہدہ، اور ہر روح کو مجلس و ملاقات اپنے اپنے مراتب اور مقام صحیح پر نصیب ہوتی ہے۔ اس سے روح حضرت نوح علیہ السلام کی روشنی بخش، بارگاہ خداوندی میں منظور نظر اور روحانی ذاکر کو ہر جگہ سورج کی طرح حضوری حاصل ہو جاتی ہے، جو روح ایمان کا سرمایۂ نور ہے۔ جب یہ نور قدرت الٰہی سے نفس پر وارد ہوتا ہے تو نفسانی (نفس)، پر قادر حضرت رابعہ بصریؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ کی طرح نیک اور خوش بخت ہو جاتا ہے۔

(۴) **ذکر سرّی**: یہ پردۂ اسرار جو بندہ اور رب کے درمیان موجود ہے، منکشف ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا (نور) بے حجاب اور عین بعین دکھائی دینے لگتا ہے۔

ابیات

الٰہی دیدہ از دیدار دہ بیند ترا — قتل گردد نفس کبر و در ہوا
عارفان را راز وحدت عین لبس — این مراتب کی رسد اہل از ہوس

این مراتب قرب قادری است۔ دیگری کہ دعویٰ کند غیر غلط است۔ و می گویند این ذاکر حبس است و ذکر حبس بحضوری مشاہدہ تعلق دارد۔ شرح ایشان را ذکر حبس نیست، عبث است۔ و باز دل را بدم بستہ جانب راست می گردانند و می گویند این مقام روح است و بی خبر اند از مقام روح۔

ذکر روح مثل دریا، طوفان نوح است۔ در آن کشتی شوق است کہ از عرش فوق است۔ و در سر دماغ می گویند کہ ذکر خفی است و یخفیٰ است و قربانی است و سلطانی است۔ ایشان بی خبر از ذکر سلطانی۔ طالب دنیا، مشفق وسوسہ، واہمات، خطرات، خناس، خرطوم در قید شیطانی است۔

ذکر اللّٰہ، ذکر للّٰہ، ذکر لہٗ، ذکر ہُو، ذکر سرّ ہُو، ذکر ہو الحق، ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

جملہ ذکر ہفت است۔ ازین ہفت ذکر از ہر یک ذکر ہفتاد لکھ و سی [۳۰] و سہ ہزار ذکر بکشاید، بلکہ ذکر اللّٰہ بسیار بیشمار است کہ در تحریر قلم و تقریر زبان زیادہ تر است کلمات ربانی ذکر اسم اللّٰہ چون قلب بذکر اللّٰہ زندہ شود، دل بی کدورت بی زنگار صیقل زدہ مثل روشن۔ از تاثیر تصور اسم اللّٰہ روشن ضمیر۔ چون دل شود روشن ضمیر نفس نافرمان در قید بندیخانہ اسیر و روح بولایت وجود بادشاہ امیر، بلکہ وجود بہ

ابیات

الٰہی میں تیرا بندہ ہوں، مجھے دیدۂ دیدار عنایت کر تاکہ میں تجھے دیکھوں میرا نفس مُردہ ہو جائے، تکبر اور نفسانی خواہشات ختم ہو جائیں۔

عارف لوگ رازِ وحدت کو عین بعین دیکھتے ہیں اور یہ اُن کے لیے کافی ہے یہ مراتب (بھلا) اہلِ ہوس کو کب حاصل ہوتے ہیں؟

یہ مراتب قربِ قادری کے ہیں۔ اگر قادری کے علاوہ کوئی دوسرا شخص دعویٰ کرے، تو وہ باطل پر ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ذاکر حبس ہے۔ اور ذکر حبس حضوری اور مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ جو (بظاہر) ذکر حبس کی تشریح کرتے ہیں، یہ لاحاصل اور بے فائدہ ہے۔ اور پھر دل کو دم بند کر کے دائیں طرف پھراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ روح کا مقام ہے، لیکن حقیقت میں وہ روح سے بیخبر ہوتے ہیں۔

ذکر روحانی تو حضرت نوح علیہ السلام کے دریائے طوفان کی مانند ہوتا ہے۔ جس میں شوق کی کشتی کام دیتی ہے، جو عرش سے بھی اوپر جا ٹھہرتی ہے۔ وہ اپنے خیال میں کہتے ہیں کہ یہ ذکر خفی ہے اور ذکر یخفیٰ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ ذکر قربانی و سلطانی ہے۔ وہ دراصل ذکر سلطانی کا علم ہی نہیں رکھتے۔ وہ (حقیقت میں) دنیا کے طالب ہیں۔ اور شیطانی خطرات، وساوس، توہمات اور خناس و خرطوم میں مبتلا ہیں۔

حقیقت میں ذکر کی سات اقسام ہیں۔

(۱) ذکر اللّٰہ (۲) ذکر للّٰہ (۳) ذکر لہٗ (۴) ذکر ہُو (۵) ذکر سرّ ہُو (۶) ذکر ہو الحق (۷) ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

تمام ذکر سات ہیں۔ ان سات اذکار میں سے ہر ایک سے ستر لاکھ تینتیس ہزار ذکر کھلتے ہیں، بلکہ ذکر الٰہی بے شمار اور لاتعداد ہیں، جو تقریر و تحریر کے احاطہ سے خارج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسم کے ذکر کے کلمات کی بھی انتہا نہیں۔ جب دل ذکر الٰہی سے زندہ ہوتا ہے، تو اس سے کدورت اور زنگار دُور ہو جاتے ہیں اور دل روشن ہو جاتا ہے تصور اسم اللہ ذات کی تاثیر سے روشن ضمیری نصیب ہوتی ہے۔ جب دل روشن ہو جاتا ہے، تو نافرمان نفس قید (وجود) کے قید خانہ میں اسیر بن جاتا ہے۔ اور ولایت وجود پر رُوح

جمعیت وآرام گردد۔

امّا المطلب آنکہ طالب اللہ را قوّت قدرت نیست کہ بر ذکر و بر اسم اللہ ذات کلمہ طیبات لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و بر کلام اللہ قرآن آیات و بر اسماء الحسنیٰ نود و نہ نام باری تعالیٰ متبرکات۔ طالب انسان مخلوق را چہ قدرت است کہ بتوجہ، تفکر، تصور، تصرف، بر غیر مخلوقات غالب شود و بر وی شود غلبات از تاثیر غیر مخلوق وجود مخلوق و قالب می گردد حیات کہ این اربع طیور را بکشد:

خروس شہوت و کبوتر ہوا و زاغ حرص و طاؤس زینت۔

چون این اربع طیور را ذبح کند، قلب و قالب تا ابدالآباد زندہ شود۔

○

بیت

خلق داند مردہ جسم او زیر خاک ‏ ‏ ‏ ‏ قبر لحد خاک آنرا نور پاک

○

صاحب زندہ قلب قالب جثّہ را از قبر بدر آوردہ لامکان، زود بحضور حق بُردہ بموجب این آیت کریمہ (حیات و ممات اُو برابر می شود)

قولہٗ تعالیٰ:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ
قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْ
هُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ

بادشاہ اور حاکم ہو جاتی ہے، بلکہ اس سے وجود کو جمعیت اور آرام نصیب ہو جاتا ہے۔

مطلب یہ کہ طالب اللہ کو یہ قدرت اور قوّت نہیں ہوتی کہ اسم اللہ ذات کے ذکر، کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر، قرآن پاک کی آیات، اسماء الحسنیٰ اور باری تعالیٰ کے متبرک ننانوے نام کو حاصل کر سکے۔ اور نہ ہی طالب انسان میں جو مخلوق ہے کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ توجہ، تفکر، تصوّر اور تصرّف سے غیر مخلوقات پر غالب آ سکے۔ البتہ مخلوقات پر غیر مخلوق (تصوّر اسم ذات) اور مخلوق وجود (ذکر) کے غلبات کی تاثیر سے (طالب کا) قلب زندہ ہو جاتا ہے، بشرطیکہ وہ ان مندرجہ ذیل چار پرندوں کو (اپنے وجود میں) ذبح کرے۔

(۱) شہوت کا مُرغ (۲) ہوس کا کبوتر (۳) حرص کا کوّا (۴) زینت کا مور۔

جب (طالب) ان چار پرندوں کو (اپنے وجود میں) ذبح کر لیتا ہے، تو قلب و قالب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جاتے ہیں۔

بیت

خلقت اس کے جسم کو مرا ہوا قبر میں مٹی کے نیچے دفن جانتی ہے، مگر اس کی قبر میں لحد کی خاک پاک نورانی ہوتی ہے۔

زندہ قلب قالب والا اپنے (نورانی) بدن کو قبر سے نکال کر لامکان میں لے جاتا ہے۔ اور بارگاہ خداوندی میں جلد پہنچا دیتا ہے۔ اور اس آیت کریمہ کے بموجب اس کی زندگی اور موت برابر ہو جاتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میرے رب! مجھے دکھا دے کہ تو مُردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے۔ فرمایا، کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کیا یقین تو ہے، لیکن اطمینان قلبی چاہتا ہوں۔ فرمایا: (اچھا) چار اڑنے والے پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے، پھر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے۔

يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ [۱]

بیت

فرشتہ را قدرت نہ یابم راہ　　لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ بر عارف گواہ

حدیث

لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِیْ فِيْهِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ ط [۲]

بیت

پا سر شدہ سر پا شدہ بی سر رود　　پیش بی سر کیست با او دم زند

حدیث

مَشْیٌ عَنِ الرَّاْسِ بِدُوْنِ الْاَقْدَامِ ط [۳]

اینست مراتب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ط تمام ہر کہ در حیات مُردہ و فقیر کہ در مُردگی شد حیات، فی الدُّنیا والآخرۃ شد نجات، ہم صحبت دوام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات از طریق تحقیق۔ این مراتب قادری سروری جامع العلوم فنا فی اللہ در مقام حیّ قیّوم۔ دیگری کہ دعوی کند، کذّاب است۔

ابیات

بی سر را سر بود سرّ خدا　　سرّ از سر بہتر است بیند لقا

---

[۱] سورہ البقرہ، ۲ : ۲۶۰　　[۲] الحدیث

[۳] الحدیث

پھر ان کو بلا۔ وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔ اور جان لے کہ بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہے، حکمت والا ہے"۔

بیت

فرشتہ کو اس راہ کی قدرت نہیں ہے۔ ایک وقت عارف پر لِیْ مَعَ اللّٰهِ کا آتا ہے، جو اس پر گواہی دیتا ہے۔

حدیث

"اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک ایسا وقت ہوتا ہے جس میں مقرب فرشتے کی گنجائش ہوتی ہے، نہ نبی مرسل کی"۔

بیت

سر پاؤں ہو جاتے ہیں اور پاؤں سر ہو جاتے ہیں اور وہ بغیر سر کے جاتا ہے۔ بغیر سر والے کے آگے کون اس کے ساتھ دم مار سکتا ہے؟

حدیث

(اس راستے میں) "پاؤں کے بغیر سر کے بل چلنا ہے"۔

یہ "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے" کے مراتب ہیں۔ جو کہ زندگی میں پوری طرح مر چکا ہے، اور جو فقیر موت میں زندہ ہو چکا ہے، وہ دنیا و آخرت میں نجات پا چکا ہے۔ اسے دائمی طور پر طریق تحقیق سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات کی مجلس میں شرفیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ مراتب قادری سروری جامع العلوم مقام حیّ و قیّوم میں فنا فی اللہ کے ہیں۔ جو کوئی دوسرا ان مراتب کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا ہے۔

ابیات

بغیر سر والے کا سر اللہ تعالیٰ کے اسرار ہوتے ہیں۔ سر سے راز (خداوندی) بہتر ہے،

سرِ صورت ہمچو انسان سر بسر — سر و سر چون یک شود صاحب نظر

این نہ انسان است بی حکمت آواز — سرِ حکمت از سرِ زان اہل راز

باہُو سر بین اسرار بین ہم راز کُن — راز کُن شد زانکہ از آواز کُن

○

قولہٗ تعالیٰ :-

اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ؕ [1]

اللہ بس ماسوای اللہ ہوس

ہر کہ ظاہر چشم را بپوشد و در غرق در آید، چشم از سرِ قلب بکشاید۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :-

غَمِّضْ عَیْنَیْکَ وَاسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ یَا عَلِیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ؕ [2]

قولہٗ تعالیٰ :-

قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا ؕ [3]

این جملہ مجموعہ اذکار، توجہ، تصور، تصرف، توحید حاضرات اسم اللہ ذات سروری قادری جامع مرشد کامل روزِ اوّل سبق می دھد۔ طالب قادری باخلاص خواند، آنچہ جز و کل مقامات گنج درجات مخفی و پوشیدہ نماند۔ ہر طریقہای و منتہای با ابتدا قادری ہرگز نمی رسد، اگرچہ کسی ریاضت سر بسنگ زند و دیگر طریقہ ہا مثل چراغ است

۱؎ سورہ یٰس، ۳۶ : ۸۲ — ۲؎ الحدیث

۳؎ سورہ الکہف، ۱۸ : ۱۰۹

اس لیے کہ وہ اسرار میں فنا ہو کر بقا کے مقام کو دیکھتا ہے۔

ظاہری صورت کے اسرار مثل انسان کے سر بسر ہوتے ہیں، مگر جس کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے، وہ صاحب نظر ہو جاتا ہے۔

یہ انسان حکمت اور آواز کے بغیر نہیں ہے۔ جس کو سرِ حکمت حاصل ہوا، وہ اہل راز ہو گیا۔

اے باھُوؒ! سر کو دیکھ، اسرار کو دیکھ۔ کُن کے راز کو دیکھ۔ کُن کی آواز سے کُن کا راز افشا ہوا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"(جب وہ کسی شئے کا ارادہ کرتا ہے) تو اسے کہتا ہے، ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔"

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

جو کوئی ظاہری آنکھ بند کر لیتا ہے اور اللہ (کے ذکر) میں مستغرق ہو جاتا ہے، اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :-

"اے علیؓ! اپنی آنکھیں بند کر کے اپنے دل میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سنو۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"اے پیغمبر! کہہ دے کہ اگر سمندر سیاہی بن جائیں کہ ان سے میرے رب کی باتیں لکھی جائیں، تو پیشتر اس کے کہ کلمات ربّی ختم ہوں، سمندر خشک ہو جائیں، خواہ ان کی مدد کے لیے ویسے ہی اور سمندر ہی کیوں نہ آ جائیں۔"

یہ تمام مجموعی اذکار اسم اللہ ذات کے حاضرات کے تصور، تصرف، توحید اور توجہ سے سروری قادری جامع مرشد کامل پہلے ہی دن طالب کو سبق دیتا ہے، اور جب طالب قادری اخلاص سے پڑھتا ہے، تو کوئی جزو کل مقام، درجہ یا خزانہ اس سے مخفی و پوشیدہ نہیں رہتا۔ کسی طریقہ کی انتہا بھی قادری طریقہ کی ابتدا کو ہرگز نہیں پہنچ سکتی۔ خواہ کوئی ریاضت میں سر پتھر پر مارے۔ دوسرے طریقے چراغ کی مانند ہیں، جو

بادنفسانی وبادزن آفات شیطانی وبادبلای دنیا پریشانی چراغ را کُشته گردانی وطریقهٔ قادری مثل آفتاب روشن تر تا ابدالآباد خوف ندارد از زمانه باد واگر کسی از طریقه ها میگوید:

اگر گیتی سراسر باد گیرد — چراغ مقبلان هرگز نمیرد

جواب مصنفؒ:-

چراغی را چه حاجت آفتابم — چراغی راباب کُشته سازم

واگر کسی از طریقه ها می گوید:-

چراغی راکه ایزد برافروزد — هر آنکس تُف زند ریشش بسوزد

•

باب چہارم

تصور تصرف مشق اسم اللہ ذات اگر کسی را لسان سیف اللہ است، لفظ ترتیب قتل قاتل داند، آنرا چه احتیاج است که دعوت، ورد وظایف دعای سیفی خواند۔ اگر از توحید تیغ توجہ کشد، تمام عالم را قتل خراب کند۔ نقیر صاحب عمل، عامل، کامل، بی نیاز۔

بیت

هر کہ باشد پسند خالق پاک — ورنہ باشد پسند خلق چہ باک

•

نفسانی خواہشات اور شیطانی آفات کی بادِ سرسر اور دنیاوی آلام ومصائب کے جھونکوں سے بُجھ جاتے ہیں، لیکن طریقۂ قادری سورج سے بھی زیادہ روشن ہے۔ جسے ابدالآباد تک حوادثاتِ زمانہ کی ہوا اور آندھی کا کوئی خوف نہیں۔ اگر کوئی شخص دوسرے طریقوں کے بارے میں یہ کہے کہ:-

اگر زمانہ سراسر ہوا ہو جائے (یعنی آندھی بن جائے)، پھر بھی اللہ کے مقبول بندوں کے چراغ ہرگز نہیں بُجھ سکتے۔

جواب مصنفؒ:-

مجھے چراغ کی کیا ضرورت ہے؟ میں تو آفتاب ہوں۔ میں اس کے چراغ کو پانی سے بُجھا دوں گا۔

اور اگر کوئی شخص دوسرے طریقوں کے متعلق کہتا ہے کہ:-

جس چراغ کو اللہ تعالیٰ جلاتا ہے، ہر وہ شخص جو اسے پھونکوں سے بُجھانے کی کوشش کرے گا، اس کی داڑھی جل جائے گی۔

باب چہارم
تصور، تصرف، مشق اسم اللہ ذات

اگر کسی کی زبان سیف اللہ ہے، وہ قتل قاتل کے الفاظ کی ترتیب سے آگاہ ہے، اس کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ دعوت، ورد وظائف اور دعائے سیفی پڑھے؟ اگر وہ توحید سے توجہ کی تلوار سونتے، تو تمام عالم کو قتل اور خراب کر ڈالے۔ اس قسم کا فقیر صاحب عمل، عامل، کامل اور بے نیاز ہوتا ہے۔

بیت

جو اللہ تعالیٰ کو پسند آجائے، وہ پاک ہے۔ مخلوق اسے پسند کرے نہ کرے، وہ (اللہ تعالیٰ کے سوا) کسی سے نہیں ڈرتا ہے۔

فقیر غیبت ملامت گلہ خلق بار بردارند و نگہبان اند و خلق را نیازارند۔ ہر کہ بر فقیر ستم کند، از جان بی جان شود۔ خون اُو زوال اُو بر گردن وبال اُو۔

بیت

ہر کاری بود بہر تن خدا کن   کہ محرم گشتۂ از کنہ زان کن

ہر کہ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را خالی، بی برکت، بی باطن، بی قوت داند ہر آنکس خالی، بی برکت، بی باطن، بی قوت باشد۔

حدیث

کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ [۵]

فقیر کہ از تصور حضور غرق دارد، بہ زیر دعوت مراتب مقامات الہام روحانی قبور دارد۔ این چنین فقیر کہ بر ملک امیر است، روشن ضمیر است۔ این مراتب فقیر جامع الجمعیت گویند۔

فقیر یکہ مراتب جمعیت ندارد، در محل جمعندی دفاتر سلک سلوک فقیر نیست۔ از سلک فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعید خارج است، خوار تر، نفس پرست بر خود نگاہ۔ نظر فقیر یکہ دارد بر قرب اللہ نہ از برای طمع فقیر شاہ بہتر از بادشاہ۔ ہر کہ دعوت از برای طمع دنیا بخواند، معلوم شد کہ ناقص است، سلک سلوک ندارد۔ ہر کہ گنج خزائن اللہ فقیر را غیبی در نظر نگاہ مرشد کاملی کہ حقیقت علم کاملیت می خواند و می داند۔ وجود طالب خام ناقص را بتاثیر اسم اللہ ذات یکتا یکرنگ مبدل گرداند۔ برکت اسم اللہ ذات آنچہ فی السموات والارض از طالب اللہ مخفی و پوشیدہ نماند۔ این مراتب طالب را جمعیت است۔

۵ مرغوب القلوب۔

فقیر خلقت کی غیبت وملامت اور گلہ وشکوہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور نگہبان ہیں لیکن مخلوق خدا کو تکلیف نہیں پہنچاتے۔ جو کوئی فقیر پر ظلم کرتا ہے، وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اس کا خون اس کی اپنی گردن پر زوال و وبال ہوتا ہے۔

بیت

ہر شخص کسی کام کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ وہ کیسے محروم ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اُسکی کُنہ اس کی طرف سے ہے۔

جو شخص فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالی، بے برکت، بے باطن اور بے قوت تصور کرتا ہے، وہ خود خالی، بے برکت، بے باطن اور بے قوت ہو جاتا ہے۔

حدیث

"ہر ایک برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے، جو اس میں ہوتی ہے۔"

جو فقیر اسم اللہ ذات کے تصور سے غرق حضور ہے۔ اسے بذریعہ دعوت مراتب ملاقات اور الہام روحانی قبور حاصل ہے۔ اس قسم کا فقیر ملک پر حاکم اور روشن ضمیر ہے۔ ان مراتب کے حامل فقیر کو جامع الجمعیت کہتے ہیں۔

جو فقیر جمعیت کے یہ مراتب نہیں رکھتا، وہ فقیر کے سلک سلوک اور اس کی تمام جمعندیوں کے دفاتر سے خارج اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلک سے بعید اور خارج ہے۔ وہ خوار تر، نفس پرست اور خود پسند ہے۔ جس فقیر کی نظر قرب الٰہی پر ہے نہ کہ شاہی لالچ پر، وہ بادشاہ سے بڑھ کر ہے۔ جو کوئی دعوت دنیاوی طمع کے لیے پڑھتا ہے، سمجھ لو کہ وہ ناقص ہے۔ کہ ابھی دعوت کے سلک سلوک سے ہی واقف نہیں۔ جس فقیر کی نظر نگاہ میں اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانے ہوتے ہیں، وہ مرشد کامل ہے، جو علم کی حقیقت کو مکمل طور پر پڑھتا اور جانتا ہے۔ مرشد کامل خام اور ناقص طالب کے وجود کو اسم اللہ ذات کی تاثیر سے یکتا اور یک رنگی میں بدل کر رکھ دیتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی تاثیر سے ارض و سماوات کی کوئی چیز طالب سے مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ یہ مراتب طالب کے لیے بمنزلہ جمعیت ہیں۔

دیگر مرشد کامل بنظر وجود مس طالب اللہ را میکند مثل سیم زر۔ از ہدایت غنایت۔
این مراتب نیز جمعیت است طالب اللہ را قلب کہ در قلب بجز لاسوی اللہ نماند۔
لا غلط و لا رجعت و لا زوال و لا سلب این مراتب نیز جمعیت۔
دیگر بار گرانی اسم اللہ ذات از ہر دو جہان گران تر از چہاردہ طبقات کہ وقت
شروع تصور اسم اللہ ذات لوح قلم عرش کرسی جملگی در جنبش در آیند و فرشتہ موکل
مقرب حامل در حیرت و ہژدہ ہزار عالم در عبرت۔ برداشتن حوصلہ وسیع وجود می
نمود و نفس از بود نابود غرق فنا فی اللہ فانی۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:۔
مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ [1]

و تجلیات ذات انواع نور غرق در مشاہدۂ حضور بلذت مسرور۔ این
مراتب نیز جمعیت۔ از آن روز ازل آواز اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى برحق الست
کہ رسانندہ بحق است۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

دانی کہ شیطان عالم فاضل۔ ظاہر علم چندین داشت کہ تمام فرشتگان را
تعلیم کردہ۔ علم شاگرد از دست۔ و حضرت آدم علیہ السلام ظاہر علم نداشت۔ این
بود از علم تصور اسم اللہ ذات روشنی روحی یافت۔ و بر شیطان و فرشتگان از علم
باطن توحید و معرفت الٰہی غالب آمد۔

[1] کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان۔

نیز یہ کہ مرشد کامل نظر ہی سے طالب اللہ کے وجود کے تانبے کو سونے چاندی کی طرح بنا دیتا ہے۔ ہدایت سے غنایت نصیب ہوتی ہے۔ یہ مراتب بھی طالب اللہ کی جمعیت قلب کے ہیں۔ ان سے طالب کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ غیر نہیں رہتا۔ وہ نہ تو کوئی غلطی کرتا ہے اور نہ ہی اس کو رجعت ہوتی ہے۔ اور نہ ہی اس کو زوال اور نہ ہی نعمت سلب ہوتی ہے۔ یہ مراتب بھی جمعیت (قلب) کے ہیں۔

نیز اسم اللہ ذات کا بار گراں ہر دو جہاں کے چودہ طبقات سے گراں تر ہے کہ اسم اللہ ذات کے تصور کے شروع میں ہی لوح و قلم، عرش و کرسی سب کچھ کانپ اٹھتا ہے۔ مقرب فرشتے، موکلات اور حاملان (عرش و کرسی) حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔ اور اٹھارہ ہزار عالم دیدۂ عبرت بن جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے حوصلہ وسیع ہونا چاہیے کہ وجود اور نفس دونوں کو فنا فی اللہ فانی اور بود سے نابود بنا دے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔
"جس نے اپنے نفس کو پہچانا، بیشک اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اور جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچانا، پس اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچانا۔"

اور تجلیات ذاتی کے باعث مختلف انواع کے انوار میں غرق ہونا اور مشاہدۂ حضور میں ہونا اور لذت سے مسرور ہونا بھی مراتب جمعیت ہیں۔ یہ روز ازل سے "کیا میں تمہارا رب ہوں، انہوں نے کہا: ہاں تو ہمارا رب ہے" کی آواز سے برحق ہیں کہ حق تک پہنچاتا ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

(اے طالب صادق!) یہ تو تو جانتا ہی ہے کہ شیطان عالم و فاضل تھا ظاہری علوم کا اس قدر عالم تھا کہ تمام ملائکہ کو بھی تعلیم دیا کرتا تھا۔ تعلیم علم اور شاگردی اسی سے ہے اور (اس کے برعکس) حضرت آدم علیہ السلام کو ظاہری علم نہ تھا۔ یہ تھا علم تصور اسم اللہ ذات جس سے آدمؑ کی روح کو روشنی نصیب ہوئی۔ اور علم باطن توحید و معرفت خداوندی سے وہ ابلیس اور ملائکہ پر غالب آئے۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ[1]

قولہٗ تعالیٰ :۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ[2] سبحان اللہ!

علم اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ شیطان را از قرب دُور تر بُرد و علم محبت معرفت سگ اصحاب کہف را در سلک اصحاب کہف شمرد۔ آن ست کہ محبت معرفت از باطل سرکشد۔ علم آنست کہ بمعرفت حق رساند۔

ابیات

علم روشن رای روشن حق طلب	بی علم جاہل بود از حق سلب
علم سہ حرف است زان شرف کرم	ہر کہ خواند علم آنرا نیست غم
علم از عین است عین از عین بین	از خلاف علم عالم الم بین

فَسَدَتِ الْعَالَمُ فَسَدَتِ الْعَالَمُ واقع شد۔ علم غیر مخلوق کلام اللہ نور خدا است عالم فاضل وارث انبیاؑ دم مزن نفس پرست۔

بیت

ای باھوؒ راہ روشن راز از نبویؐ طلب تاشوی باہم جلیس عزق رب

---

[1] سورہ البقرہ، ۲ : ۳۱ [2] سورہ العلق، ۹۶ : ۵

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اور حضرت آدم علیہ السلام کو ان تمام اشیاء کے نام سکھائے، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا"

پھر ارشاد خداوندی ہے :۔

"انسان کو وہ کچھ سکھلایا، جو وہ نہیں جانتا تھا" اس طرح سے وہ سبحان اللہ کا اقرار کرنے لگا۔

"میں اس سے اچھا ہوں" کا علم شیطان کو قرب الٰہی سے دُور تر لے گیا۔ اور محبت و معرفت کے علم نے اصحاب کہف کے کتے کو بھی اصحاب کہف کی لڑی میں شمار کروا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ معرفت کی محبت (ضرور) باطل سے باہر نکل آتی ہے۔ علم وہی ہے، جو معرفت حق تک پہنچائے۔

ابیات

علم سے عقل روشن ہو جاتی ہے۔ اور صاحب عقل حق کا طالب ہو جاتا ہے۔

بے علم جاہل ہوتا ہے اور حق سے دُور رہتا ہے۔

علم کے تین حروف ہیں، اور یہ سب شرف و کرم والے ہیں۔ جو کوئی علم کو پڑھ لیتا ہے، (پھر) اسے کوئی غم نہیں (ہوتا) ہے۔

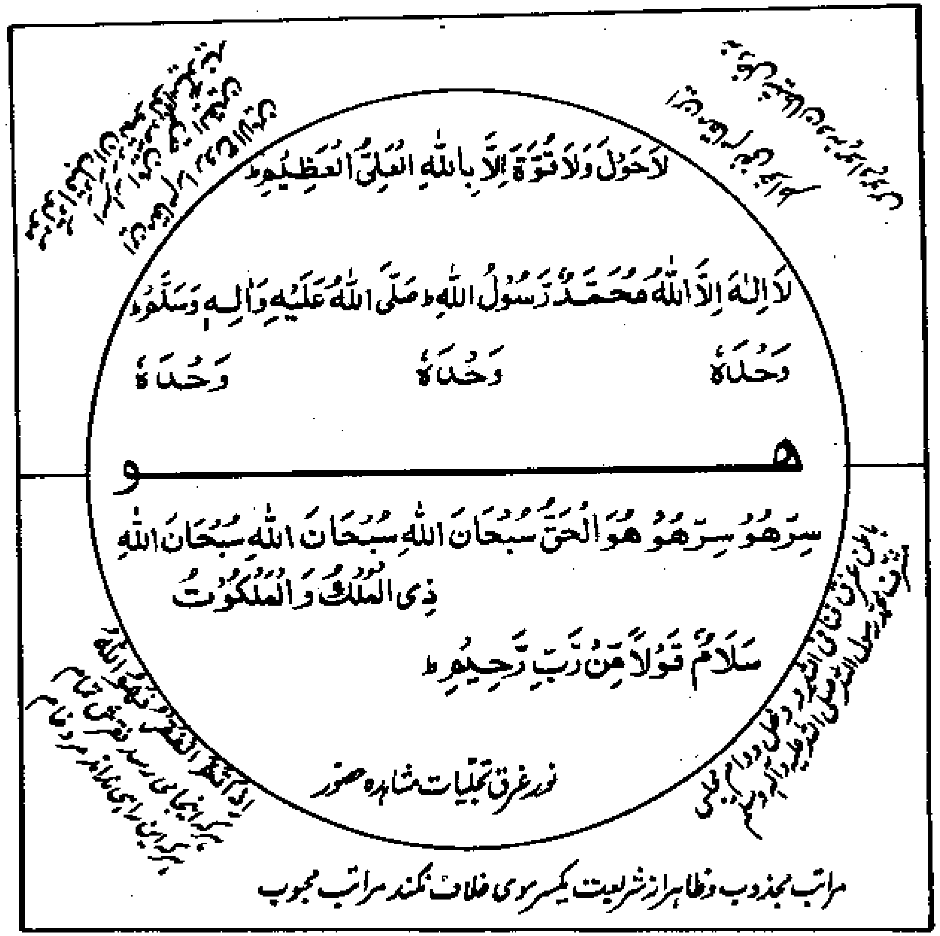
علم عین سے ہے اور عین کو عین سے دیکھ۔ اور علم کے خلاف دنیا کو رنج اور تکلیف سے دیکھ (یعنی دنیا میں خلاف علم جو کچھ بھی ہے، وہ الم و حزیں ہے)

ایک عالم کی خرابی کل دنیا کی خرابی کا باعث بنتی ہے۔ علم غیر مخلوق کلام الٰہی نور خدا ہے۔ اور عالم و فاضل انبیائے علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اے خواہشات کے بندے! اس میں دم نہ مار۔

بیت

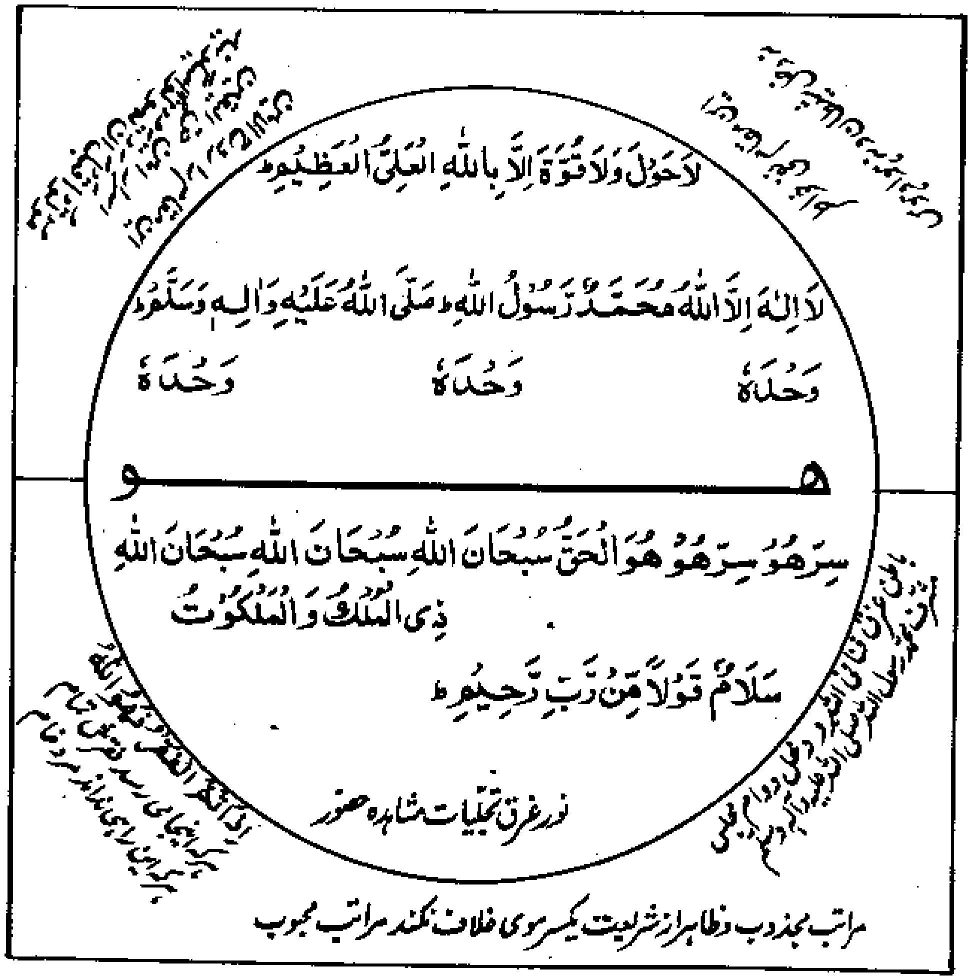
اے باھوؒ! راز کا روشن راستہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طلب کر تاکہ تو فنا فی اللہ اور اللہ تعالیٰ کا ہم جلیس ہو جائے۔

این عطا، فیض، فضیلت، جمعیت کُل و جُز از مرشد کامل است۔ اگر کسی خواہد
کہ طالب را یکبارگی و یکتا مع اللہ غرق کنم فی التوحید در دریای معرفت اِلَّا اللہُ و
مجلس حضوری مشرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ طالب اللہ بی حجاب
اللہ بی حجاب و ہر اعمال او ظاہر باطن و شب و روز از قرب اللہ جان کباب، و
روح فرحت، نفس خراب، تصور، توجہ، تصرف، مشق مرقوم در سر دماغ اسم
بگیرد ترتیب، یک کلید کونین مشق مرقوم کردن معلوم علم حیّ و قیوم این است:۔



جواب مصنفؒ غلام قادری :۔

یہ عطا، فیض، فضیلت، جمیعت کُل و جز (بھی) مرشد کامل کے واسطے سے ہی نصیب
ہوتی ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ طالب اللہ کو یکبارگی و یکتا مع اللہ دریائے توحید میں غرق،
معرفت الا اللہ میں داخل اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری سے مشرف
کردوں کہ طالب اللہ بے حجاب اللہ بے حجاب (دیدار خداوندی سے مشرف ہو جائے)۔
اس کے ظاہر و باطن کے تمام اعمال قرب الٰہی سے ہوں۔ دن رات اس کی جان عشق
خداوندی میں کباب کی مانند جلتی رہے۔ اس کی روح کو فرحت نصیب ہو۔ اور نفس کو
خرابی حاصل ہو، تو اسے چاہیے کہ تصور، تصرف اور توجہ سے اسم ہُو کی مشق مرقوم سرِ
دماغ میں با ترتیب کرے۔ اس کی مشق دونوں جہان کے لیے کلید کی طرح ہے۔ زندہ
اور قائم رہنے والا علم یہ ہے:۔



ابیات

مرا داداست ایزد این بقوت   کہ ریشی را نگہدارم با فتوت
ہر آنکس راکہ خواہم می نوازم   ہر آنکس راکہ خواہم جان بابازم

انتہای طریقہ طالب مرید قادری از ذکر مذکور الہام بگذرد، غرق فنا فی اللہ فنا فی التوحید نور شود۔

○

ابیات

ذکر را بگذار بگذر از قلب   تا ترا حاصل شود توحید رب
قادری را این مراتب با حضور   قادری خاص است خاص الخاص نور
شد مریدم قادری روزش ازل   این طریقہ فیض رحمت حق فضل
ہر کہ منکر زین طریقہ رو سیاہ   رافضی زندیق شد دشمن اللہ
باہُوؒ قادری را می شناسم بانظر   ہمچو زرگر می شناسد سیم و زر

عجب دارم از آن احمق قوم کہ می گویند دین دنیا ہر دو برمن عطا است۔ این فکر فریب حیلۂ شیطان از سر نفس ہوا است۔ دین دنیا ہر دو عطا بخشش قوت قادری قدیر کہ حاکم بر ہر دو جہان امیر۔

قولہٗ تعالیٰ:-

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط [1]

---

[1] سورہ آل عمران، ۳: ۹۲

ابیات

اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ طاقت عنایت فرمائی ہے کہ میں اپنی خداداد قوت سے ایک ریشے کی بھی نگہداشت کروں گا۔

میں جس کو چاہوں گا، نواز دوں گا۔ جس کو چاہوں گا، اس کی جان سے کھیل جاؤنگا۔ یعنی اس کی جان نکال دونگا۔

انتہائے طریقہ میں طالب و مرید قادری ذکر، مذکور اور الہام سے گزر کر فنا فی اللہ فنا فی التوحید نور ہو جاتا ہے۔

ابیات

ذکر کو چھوڑ اور دل کی دنیا سے بھی گزر جا۔ تاکہ تجھ کو رب کی وحدت کا راز حاصل ہو جائے۔

قادری کو یہ مراتب حضوری سے حاصل ہوتے ہیں، قادری خاصوں میں سے ہے، بلکہ خاص الخاص نورِ باری تعالیٰ سے ہے۔

میں ازل کے دن سے ہی قادری سلسلہ کا مرید ہو گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کا یہی طریقہ ہے۔

جو اس طریقہ کا منکر ہے، وہ رو سیاہ ہے۔ وہ اللہ کا دشمن رافضی اور بے دین ہو گیا ہے۔

اے باہُوؒ! میں قادری سلسلے والے کو ایک ہی نظر سے پہچان جاتا ہوں، سنار کی مانند جو وہ سونے چاندی کے کھوٹے کھرے کو پہچان جاتا ہے۔

میں احمق لوگوں پر متعجب ہوں، جو کہتے ہیں کہ دین و دنیا ہر دو مجھے عطا ہوئے ہیں۔ ایسا سوچنا خود فریبی ہے۔ یہ شیطانی حیلہ نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہے۔ دین و دنیا ہر دو قادری کو عطا ہوئے ہیں، جس کے سبب وہ دونوں جہان پر حکمران اور غالب آتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:- "تم ہرگز اس وقت تک نیکی حاصل نہ کر سکو گے، جب تک کہ تم اپنی عزیز ترین چیز کو راہ خدا میں خرچ نہ کرو گے۔"

در تصرّف اُو و تصرّف اُو گنج خزائنِ اللہ غیبی بی جُست و جو از عنایت ہدایت ولایت غنایت دل غنی و دوام حاضر مجلس نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ۔ این چنین مراتب قادری چہ داند از اہل شقّی ۔

فقیر را از ہفت نظر باید شناخت ۔ فقیر یکہ داشتہ باشد قرب ربّانی چنانچہ فقیر قادر جیلانیؒ از مشرق تا مغرب کشور ستانی ، چنانچہ غنایت از ہدایت دارد کہ نظر نکند بملک سلیمانی ۔ این است بہفت نظر ناظر بمد نظر حاضر نظر اُو اکسیر کہ وجود مُردہ دل مس را نظر کند کیمیا زر گردد ۔

دوم نظر اگر جانب کافر کند ، ہمو ندم مسلمان شود و بگوید لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ۔

سیوم نظر اگر جانب عالم کند ، علم از سینۂ اُو بستاند ، تمام عمر علم نسیان ماند ۔ علم باطنی ، معرفت الٰہی چنان بکشاید کہ چہاردہ علم رسم رسوم بر پشت ناخن می نماید ۔

چہارم نظر اگر جانب جاہل نظر کند ، کشف شود ، علم علوم غالب آید بر عالمان رسم رسوم ۔ رقم مرقوم ہر یک علم واضح گردد معلوم ۔

و اگر نظر جانب منافق کند یا از نفاق بیرون آید ، دل صفا یا دیوانہ شود ۔ نفس اُو مطلق فنا ۔ و اگر بہ مفلس نظر کند ، غنی گردد ۔ و اگر با جذب غضب قہر جانب غنی نظر کند ، تن عریان کہ قوت یومیہ نباشد ۔

اس کے تصرّف و قبضہ میں تمام غیبی خزائن الٰہی ہوتے ہیں ۔ اسے بے جستجو عنایت ، ہدایت ، ولایت اور غنایت چاروں حاصل ہوتی ہیں ۔ اس کا دل غنی ہوتا ہے ۔ اُسے دائمی طور پر نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مجلس میں حضوری نصیب ہوتی ہے ۔ قادری کے یہ مراتب بدبخت لوگ کیا جانیں ۔

فقیر کو (مندرجہ ذیل) سات قسم کی نگاہوں سے پہچاننا چاہیے ۔

اوّل نظر یہ کہ جس فقیر کو قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے ، جیسا کہ فقیر قادری (مرید غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) جو مشرق سے مغرب تک کا حاکم ہوتا ہے ۔ چنانچہ اسے ہدایت سے اس قسم کی غنایت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ملک سلیمانی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ۔ اس قسم کی نظر والا بمد نظر اللہ حاضر ناظر ہوتا ہے ۔ کہ اس کی ایک کیمیا نظر مُردہ دل کے وجود کے تانبے کو زرِ خالص بنا دیتی ہے ۔

دوسری نظر یہ ہے کہ وہ اگر کافر کی طرف نگاہ کرے ، تو وہ اسی لمحہ مسلمان ہو جائے ، چنانچہ وہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کہنے لگے ۔

تیسری نظر یہ کہ اگر عالم کی طرف نظر کرے ، تو اس کے سینہ سے علم اس طرح لے لیتا ہے کہ تمام عمر کے لیے اس کو بھول جاتا ہے ۔ (اور اگر نیک نگاہ کرے تو) علم باطنی اور معرفت الٰہی اس طرح منکشف کر دیتا ہے کہ وہ رسم و رسوم کے چودہ علوم پشت ناخن پر دکھا دیتا ہے ۔

چوتھی نظر یہ کہ اگر جاہل کی طرف نگاہ کرے ، تو اس پر کشف کھل جائے ۔ وہ تمام علم علوم اور ظاہری علوم کے علماء پر غالب آجائے ۔ رقم مرقوم ہر ایک علم اس پر واضح ہو جائے ۔

پانچویں نظر یہ کہ اگر منافق کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے ، تو وہ نفاق کو خیرباد کہہ دیتا ہے اور یا تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے یا اس کا دل (عشق خداوندی) میں دیوانہ ہو جاتا ہے ۔ اس کے نفس کو مطلق فنا حاصل ہو جاتی ہے ۔

چھٹی نظر یہ کہ اگر مفلس کی طرف نظر کرے ، تو اسے غنی کر دے ، اور اگر غنی کی طرف جذبہ ، غضب اور قہر کی نگاہ سے دیکھے ، تو اُسے ایسا مفلس بنا دے کہ نہ بدن کے لیے کپڑا اور نہ پیٹ کے لیے روٹی میسّر آئے ۔

اگر جانب ذاکر نظر کند، بمرتبۂ الہام مذکور رسد۔ و اگر جانب مرتبہ اہل مذکور نظر کند، بمرتبۂ غرق در معرفت نور شود۔ و اگر بمرتبۂ اہل نور نظر کند، بمرتبۂ اہل حضور رسد۔ و اگر بمرتبۂ اہل حضور نظر کند، بمرتبۂ باطن معمور و شوق مسرور وجود مغفور، بر ہر دو جہان غالب، بر ہر امور در خلق مشہور۔

این چنین جامع مرشد صاحب بانظر مشق تصور اسم اللّٰہ ذات در نظر عامل کامل کل کلید از توحید۔ این مراتب را چہ داند اہل تقلید کہ صاحب باطن طالبان را بانظر تلقین میکند کفیٰ باللّٰہ و طالبان او بیکبارگی بقرب اللّٰہ حضوری رسند و در مشاہدۂ ربوبیت غرق می شوند و سبق تلقین بہ نسخۂ دل می خوانند حسبی اللّٰہ۔

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[1]

بیت

ناظران را نظر بر وحدت الٰہ ہر دم از دہنش بر آید آہ آہ

این مراتب ناظری حاضری، نگاہ آگاہ، حضوری راہ، بحفظ اللّٰہ غنایت، عنایت، ہدایت، ولایت، سروری قادری اسرار الحق است۔ دیگری کہ دعویٰ کند، از اہل دروغ کذب۔ از آنکہ قادری طالب مرید بہتر از حضرت رابعہؒ و حضرت بایزیدؒ بسطامی کہ بی ریاضت غرق بدائمی نماز۔ اَجْسَامُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَقُلُوْبُهُمْ فِي الْآخِرَةِ الصَّلٰوةُ الدَّائِمُوْنَ يُصَلُّوْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ[2] شان ایشان است۔ از برای مراتب ایشان غوث قطب در حیرت پریشان است خالص فقیر۔

بدانکہ فقیر بدین صفت موصوف است۔ یک صفت توحید، توکل۔

---

[1] سورہ النجم، ۵۳ : ۱۷ [2] الحدیث

ساتویں نظر یہ کہ اگر ذاکر کی طرف نگاہ کرے، تو اس کو الہام مذکور کے مرتبہ پر پہنچا دے۔ اور اگر اہل مذکور اور اہل مرتبہ کی طرف نگاہ کرے، تو نور معرفت کے مرتبہ میں غرق کر دے۔ اور اگر اہل نور کے مرتبہ والے پر نظر کرے، تو اہل حضور کے مرتبہ پر پہنچا دے۔ اور اگر اہل حضور کے مرتبے والے پر نظر کرے، تو اس کے باطن کو معمور، اور شوق میں مسرور کر دے اور اس کے وجود کو مغفور، دونوں جہان پر غالب اور جملہ امور میں خلقت میں مشہور کر دے۔

اس قسم کا جامع مرشد صاحب نظر اسم اللّٰہ ذات کے تصور کی مشق سے (سب کچھ کر سکتا ہے) عامل کامل کی نگاہ میں توحید کی کُل کلید ہوتی ہے۔ ان مراتب کو اہل تقلید کیا جانیں۔ کیونکہ صاحب باطن اپنے طالبوں کو نگاہ سے کفیٰ باللّٰہ کی تلقین کرتا ہے۔ اور ان کو فوراً قرب و حضور الٰہی تک پہنچا دیتا ہے اور مشاہدۂ ربوبیت میں غرق کر دیتا ہے۔ اور وہ (طالب علم) تلقین کا سبق "میرے لیے اللّٰہ ہی کافی ہے" نسخۂ دل سے پڑھتے ہیں۔ "نہ انکی آنکھ بھٹکی اور نہ ہی انہوں نے نافرمانی کی" (کا مصداق بن جاتے ہیں)۔

بیت

ناظروں کی نظر ہمیشہ اللّٰہ تعالیٰ کی وحدانیت پر رہتی ہے۔ ہر گھڑی ان کے منہ سے آہ و زاری جاری رہتی ہے۔

یہ مراتب ہر حاضر ناظر، نگاہ آگاہ، حضوری راہ، بحفظ اللّٰہ کے ہیں۔ (اس طرح) کی غنایت، عنایت، ہدایت، ولایت، سروری قادری اسرار الحق کو حاصل ہوتی ہے۔ جو کوئی دوسرا اس کا دعویٰ کرے، تو وہ سراسر جھوٹا کذاب ہے۔ کیونکہ قادری طالب مرید حضرت رابعہ بصریؒ اور حضرت سلطان بایزیدؒ البسطامی) سے بہتر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ بغیر ریاضت دائمی نماز میں غرق ہوتے ہیں۔ "ان کے جسم دنیا میں اور ان کے دل آخرت میں ہوتے ہیں۔ وہ دائمی نماز اپنے دل میں پڑھتے ہیں"، ان کی شان میں وارد ہوا ہے۔ ان کے مراتب دیکھ کر غوث اور قطب بھی حیران و پریشان ہو جاتے ہیں۔ وہ خالص فقیر ہیں۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ فقیر ان دو صفات سے متصف ہوتا ہے۔ پہلی صفت توحید۔ دوسری صفت توکل۔

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم :۔

اَلتَّوحِیدُ وَالتَّوَکُّلُ تَوَاَمَانِ [1]

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤمِنُوْنَ [2]

ویک صفت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فقر کریم وخلق عظیم، تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی [3] واقع شد۔

وچہار صفت بچہار اصحاب کبار۔

صفت صدیق از صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

وصفت محاسبہ نفس عدل از حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

وصفت حیا از حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

وصفت علم وجود از حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

وچہار صفت ملکی باشد روی فقیر باکرامت وعظمت، بجذب جلالیت از قرب نور جلالیت مثل حضرت عزرائیل علیہ السلام است وبپیغام رحمٰن نص، حدیث از قرآن فصیح زبان فقیر راصفت جبرائیل علیہ السلام است وقدم مثل باران رحمت، جمیعت آبادانی برخیزد وحوادث پریشانی دم فقیر را مثل میکائیل علیہ السلام است۔ دم از آہ در نفسی سرد کہ تمام عالم را خراب وویران کند فقیر را مثل صور اسرافیل علیہ السلام است فقیری کہ بدین دہ صفت موصوف نباشد، آنرا فقیر نتوان گفت۔ درویش در بیش است گدا بہر نفس بہر در صدا۔

ابیات

باہوؒ فقر ش طلب فقر ش قرب فقر ش قریب ‏ ‏ ‏ ‏ شد نصیبی فقر باہوؒ از حبیب

[1] الحدیث [2] سورہ توبہ، ۹ : ۵۱ [3] نقل از انیس العارفین

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا :۔

"توحید اور توکل جوڑے ہیں"

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور مؤمن اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرتے ہیں"

اور فقیر میں ایک صفت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خلق عظیم ہے، جس کے متعلق "اپنے اندر خصائل خداوندی پیدا کرو"، واقع ہوا ہے۔

فقیر میں صحابہ کرامؓ جیسی چار صفات ہونی چاہئیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا صدق۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا محاسبہ نفس اور عدل۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی حیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، جیسا علم اور سخاوت (شجاعت وفقر)

اس کے علاوہ فقیر میں چار صفات فرشتوں جیسی ہونا چاہئیں۔

فقیر کا چہرہ قرب الٰہی نور جمالیت سے حضرت عزرائیل علیہ السلام کی طرح باکرامت عظمت اور باجذب وجلالیت ہونا چاہیے۔ فقیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام، نص، حدیث، قرآن کی زبان کی فصاحت حضرت جبرائیل علیہ السلام کی مانند ہونا چاہیے۔ فقیر کا دم قدم مثل باران رحمت، جمیعت وآبادکاری حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرح ہونا چاہیے، جس سے حوادث وپریشانی دور ہو جاتے ہیں۔ فقیر کو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور کی طرح ایسا دم حاصل ہوتا ہے کہ اگر وہ سرد آہ کھینچے، تو تمام عالم کو خراب وویران کر دے۔ جس فقیر میں یہ دس صفات موجود نہ ہوں، تو اسے فقیر نہیں کہا جا سکتا۔ درویش تو قیمتی موتی کی طرح ہوتا ہے، ورنہ وہ گداگر ہے، جو نفس کے لیے ہر دروازے پر صدا لگا رہا ہے۔

ابیات باہوؒ

باہوؒ اس سے فقر کا طلبگار ہے، فقر اس کا قرب ہے۔ فقر اس کو قریب کرے گا۔ اے باہوؒ! فقر جناب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی عطا کا حصہ ہے۔

فقر گنج از گنج گنجی بیشمار — فقر با اخلاص صدق و اعتبار
فقر رحمت راز وحدت نور حق — در حکم فقرش بود جملہ خلق
فقر را عاجز مبین مفلس حقیر — نظر فقرش کیمیا روشن ضمیر
باھوؒ فقر نفس را رسوا کند بہ از گدا — مالک الملکی فقر تہدی خدا

قولہٗ تعالیٰ :-

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ [۱]

باب پنجم

نود و نہ نام نود و نہ کلید است۔ از ہر یک کلید حاضرات اسمات می کشاید۔ از ہر یک اسم تماشۂ کل مطالب دینی و دنیوی می نماید۔ در ہر یک دائرہ وسیع ولایت ہدایت گنج خزاین اللہ عنایت۔ ہر کہ ازین ہر یک دائرہ اسم ذات اسماء صفات نیافت معلوم شد کہ از علم ظاہر باطن بیدانش بی شعور است۔ ہلاکت فقر فاقہ عاجزی و محتاجی سوال اُو بر گردن اُو وبال۔ از برای باطنی محروم از توحید معرفت الٰہی وصال۔ این بخش مرشد کامل عارف باللہ صاحب معنیٰ اسم مسمّیٰ این است۔ ہر کہ حاضرات کلید معرفت توجہ داند، از اہل توحیدات مرشد کامل والاّ نہ ناقص است از تقلید۔

●

[۱] سورۂ یوسف، ۱۲ : ۲۱

فقر بے شمار خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ فقر اخلاص، صدق اور اعتبار سے عبارت ہے۔

فقر اس کی رحمت وحدت کا راز اور نورِ خدا ہے۔ تمام مخلوق اس کے فقر کی محکوم ہوتی ہے۔

فقر کو عاجز، مفلس اور حقیر مت جان۔ فقیر کی نظر کیمیا اور روشن ضمیر ہوتی ہے۔

اے باھوؒ! فقر نفس کو گداگر سے زیادہ ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ فقر (درحقیقت) مالک الملکی ہوتا ہے، جو خوفِ خدا پیدا کرتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

"اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔"

باب پنجم

اللہ رب العزت کے ننانوے اسمائے مبارکہ ننانوے کلیدات ہیں۔ ہر ایک کلید (چابی) سے حاضرات اسم منکشف ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک اسم سے تمام دینی اور دنیاوی مطالب حاصل ہوتے ہیں۔ ہر ایک دائرہ میں ہدایت کی ولایت و عنایت کا وسیع خزانۂ الٰہی ہے۔ جس کسی نے اس ہر ایک دائرۂ اسم ذات سے اسمائے صفات کو نہ پایا، تو سمجھ لو کہ وہ علم ظاہری اور باطنی سے بے دانش و بے شعور ہے۔ ایسا شخص فقر و فاقہ، عاجزی اور محتاجی کے سبب ہلاک ہو جائے گا۔ اس کا سوال اس کی گردن پر وبال ہوگا۔ توحید باطنی و وصال معرفت الٰہی سے محروم رہے گا۔ یہ بات مرشد کامل عارف باللہ صاحب مسمّا اسم بامسمّیٰ کو نصیب ہوتی ہے۔ جو شخص حاضرات کلید سے واقف ہے اور معرفت توجہ کو جانتا ہے، وہی مرشد کامل اہل توحید ہے، ورنہ ناقص اہل تقلید ہے۔

●

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ
هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

یَا اَللّٰهُ	یَا رَحْمٰنُ	یَا رَحِیْمُ	یَا مَلِكُ
یَا قُدُّوْسُ	یَا سُبُّوْحُ	یَا سَلَامُ	یَا مُؤْمِنُ
یَا مُهَیْمِنُ	یَا عَزِیْزُ	یَا جَبَّارُ	یَا مُتَكَبِّرُ
یَا خَالِقُ	یَا بَارِئُ	یَا مُصَوِّرُ	یَا غَفَّارُ
یَا قَهَّارُ	یَا وَهَّابُ	یَا رَازِقُ	یَا شَكُوْرُ
یَا عَلِیُّ	یَا كَبِیْرُ	یَا حَافِظُ	یَا مُقِیْتُ
یَا حَسِیْبُ	یَا جَلِیْلُ	یَا كَرِیْمُ	یَا رَقِیْبُ

یَا مُجِیْبُ	یَا وَاسِعُ	یَا وَدُوْدُ	یَا مَجِیْدُ
یَا بَاعِثُ	یَا شَهِیْدُ	یَا حَقُّ	یَا وَكِیْلُ
یَا قَوِیُّ	یَا فَتَّاحُ	یَا عَالِمُ	یَا قَابِضُ
یَا بَاسِطُ	یَا حَفِیْظُ	یَا رَافِعُ	یَا مُعِزُّ
یَا مُذِلُّ	یَا سَمِیْعُ	یَا بَصِیْرُ	یَا حَكِیْمُ
یَا عَدْلُ	یَا خَبِیْرُ	یَا حَلِیْمُ	یَا عَظِیْمُ
یَا عَلِیْمُ	یَا غَفُوْرُ	یَا مَتِیْنُ	یَا وَلِیُّ
یَا حَمِیْدُ	یَا مُحْصِیُ	یَا اَبَدِیُّ	یَا مُحْیِیُ

يَا مُمِيتُ	يَا حَيُّ	يَا قَيُّومُ	يَا وَاحِدُ
يَا اَحَدُ	يَا صَمَدُ	يَا قَادِرُ	يَا مُقْتَدِرُ
يَا مُقَدِّمُ	يَا مُؤَخِّرُ	يَا اَوَّلُ	يَا اٰخِرُ
يَا ظَاهِرُ	يَا بَاطِنُ	يَا وَالِيُ	يَا مُتَعَالِيُ
يَا بَرُّ	يَا تَوَّابُ	يَا مُنْعِمُ	يَا مُطِيعُ
يَا عَفُوُّ	يَا رَؤُفُ	يَا مَالِكَ الْمُلْكِ	يَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
يَا رَبُّ	يَا مُقْسِطُ	يَا جَامِعُ	يَا غَنِيُّ
يَا مُغْنِيُ	يَا مُعْطِيُ	يَا مَانِعُ	يَا ضَارُّ

يَا نَافِعُ	يَا نُورُ	يَا هَادِيُ	يَا بَدِيعُ
يَا بَاقِيُ	يَا رَشِيدُ	يَا صَبُورُ	

اَلَّذِيْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَعْدَ اللهِ الْحَقُّ
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ؕ

اَللّٰهُ بَسْ مَاسِوَى اللهُ هَوَسْ

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى
حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

دیباچہ

"تیغ برہنہ"، "کلید التّوحید خورد"، "گنج الاسرار"، "فضل اللقاء"، "مجالستہ النبیؐ"، "کشف الاسرار"، "اورنگ شاہی"، "دیوان باہوؒ"، "روحی شریف"، "عین الفقر"، "کلید جنّت"، "محبّت الاسرار"، "قرب دیدار" اور "مفتاح العارفین" کے بعد "اسرار قادری" سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی یہ پندرھویں قلمی تصنیف ہے، جو ذاتی حیثیت سے راقم الحروف کی جانب سے تدوین و اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع کی جارہی ہے۔

"اسرار قادری" کے قلمی نسخہ کو تدوین و تہذیب کرتے وقت گل محمد سندی علمار کاتب بہاڑپوری کے قلمی نسخہ کو جو انہوں نے یکم ربیع الاوّل ۱۳۳۵ھ میں بیا نخاطر جناب مولوی غلام محمد صاحب متوطن علو والی سابق سائنس ماسٹر سکول سرگودھا، تحریر کیا تھا، متن قرار دیا گیا ہے۔

مجھے بہت افسوس ہے کہ "اسرار قادری" کا کوئی اور قلمی مسودہ مجھے میسّر نہ آسکا، جس کے ساتھ اس زیر ترتیب مسودے کے ساتھ موازنہ کیا جا سکتا۔ زیر نظر مسوّدہ بظاہر مکمّل معلوم ہوتا ہے اور اس میں کچھ زیادہ اغلاط بھی نہیں ہیں چونکہ نستعلیق رسم الخط میں لکھا گیا ہے، اس لیے اس کی عبارات پڑھنے میں چنداں مشکلات پیش نہیں آئیں۔

دو مزید فارسی قلمی نسخے "دیدار بخش خورد و کلاں" زیر ترتیب ہیں۔ دونوں قلمی مخطوطات حال ہی میں دریافت ہوئے ہیں۔ ہوسکتا ہے اسی طرح حضرت سلطان باہوؒ کے مزید فارسی قلمی نسخے منصّہ شہود پر آجائیں۔ اس سے یقیناً آپ کی تعلیمات و افکار کو سمجھنے میں اور زیادہ مدد مل سکے گی۔

راقم الحروف کے عزیز دوست پروفیسر صاحبزادہ ڈاکٹر سلطان الطاف علی چیرمین بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ، کوئٹہ، ہمیشہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سلطان العارفینؒ کی تصنیفات

کے تراجم کی جلد بندی ان کے شایان شان بہت جاذب نظر اور دیدہ زیب ہونی چاہیے۔
چنانچہ قارئین کرام نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ اب
چھپ شدہ سلطان صاحبؒ کی ہر کتاب کی جلد سازی پر پوری توجہ مبذول کی جا رہی ہے۔ اور کوشش کی جا رہی ہے کہ صاحبزادہ ڈاکٹر سلطان الطاف علی صاحب کی اس خواہش کا پورا پورا احترام کیا جائے۔ چنانچہ اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ زیر نظر کتاب "اسرار قادری" کی جلد نہایت عمدہ اور دلکش ہے۔ اس کا ڈیزائن میرے مخیر محترم دوست جناب احمد ندیم صاحب کا تجویز کردہ ہے، بلکہ یہ ڈیزائن بھی انہیں کا فراہم کردہ ہے جناب احمد ندیم محتاج تعارف نہیں۔ وہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ سے گہرا لگاؤ اور عقیدت رکھتے ہیں۔

میں حضرت سلطان باہوؒ اکیڈیمی کے صدر جناب صاحبزادہ سلطان حمید صاحب کا بے حد ممنون ہوں جو پیہم اپنے قیمتی مشوروں سے مجھے نوازتے رہتے ہیں۔

آخر پر رب العزت جلّ شانہٗ کی بے پایاں نوازشات کا تشکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے اس قلمی تصنیف کو ایڈٹ کر کے اردو میں ترجمہ و تشریح کرنے کی بندہ کو توفیق بخشی۔ اسی حامل ستودہ صفات سے اپنی آخرت سنوارنے کی دردمندانہ اپیل کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

احقر

کے، بی، نسیم

۱۴۴ جی، گلشن راوی، لاہور

لاہور سنہ ۱۹۹۶ء